صحابہ کرام کے قطعی جنتی ہونے پہ ظہور فیضی کے اوہام واشکالات کا رد بلیغ

تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین قطعی جنتی

مصنف

علامہ مفتی سجاد علی فیضی صاحب

دار التحقیق فاؤنڈیشن پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی

''اور سب صحابہ سے اللہ تعالیٰ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے۔''

(القرآن)

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم

قطعی جنتی

مصنف

علامہ سجاد علی فیضی صاحب

مدرس و ناظم تعلیمات دارالعلوم جامعہ فیضیہ

تاندلیانوالہ (فیصل آباد پاکستان)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں!

نام کتاب	تمام صحابہ رضی اللہ عنہم قطعی جنتی
مصنف	علامہ سجاد علی فیضی صاحب
نظر ثانی	مولانا عمران فیضی
تاریخ اشاعت اوّل	رجب المرجب ۱۴۴۴ھ/ ۲۰۲۲ء
صفحات	432
تعداد	1100
کمپوزنگ	سبحان کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز فیصل آباد

ملنے کے پتے

- احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5551167
- مکتبہ غوثیہ، اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی 0321-5122632
- ورلڈ ویو پبلشرز، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، لاہور 0333-3585426
- اہل سنہ پبلی کیشنز، دینہ، ضلع جہلم 03217641096
- مکتبہ نعیمیہ، دارالعلوم نعیمیہ، کراچی 0300-2080345
- دارالعلوم جامعہ فیضیہ تاندلیانوالہ فیصل آباد فون نمبر: 0332-3409714
- مکتبہ شہید ختم نبوت، جامعہ اکبریہ فیض العلوم اکبر آباد کونلی 0333-3333044
- المدینہ لائبریری P-90 بازار نمبر 2 مرضی پورہ فیصل آباد: 0321-7031640

پیشگی معذرت

فقیر کی اس کتاب یا گذشتہ کتب وتحاریر میں کوئی ایسی بات جو جمہور اہلسنّت وجماعت کے موقف یا مسلمات کے خلاف نقل ہو گئی ہو تو بندہ اس سے پیشگی اعلانِ برأت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ دل، دماغ، نگاہ اور زبان وقلم کو خطا سے محفوظ رکھے۔ فقیر فیضی

فہرست

۞	الابتداء	21
۞	سبب تالیف	22
۞	مقدمہ	25
۞	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں عقیدۂ اہلسنت	26
۞	حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	26
۞	حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	27
۞	حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	28
۞	حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	28
۞	حضرت امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	29
۞	حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	30
۞	حضرت امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	30
۞	حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	31
۞	حضرت امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	31
۞	حضرت امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	31
۞	حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	32
۞	حضرت امام متقی رحمۃ اللہ علیہ وحضرت امام تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	32
۞	شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	32
۞	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	33
۞	امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح	34
۞	تمام صحابہ کے برحق اور قابل تعظیم ہونے پہ ظہور فیضی کے قلم سے ثبوت	38

۞	مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے مذہب اہلسنت	40
۞	مفسر قرآن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	41
۞	عارف ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	41
۞	حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	42
۞	محدث کبیر حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	43
۞	حضرت امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	45
۞	امام الاولیاء حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	46
۞	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	47
۞	تاج الاولیاء حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	48
۞	شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	48
۞	امام اہلسنت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	48
۞	صاحب بہار شریعت مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	49
۞	شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	50
۞	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات میں پڑنا حرام اور ممنوع ہے	51
۞	عقیدہ اہلسنت کا قرآن وحدیث سے ماخوذ ہونا	54
۞	قاری ظہور احمد کی صحابہ کرام کے بارے گستاخیاں	60
۞	صحابی رسول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی توہین	62
۞	صحابی رسول حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کی توہین	62
۞	صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں گستاخیاں اور جھوٹے الزامات	62
۞	صحابی رسول حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی توہین	64
۞	ابن ابی بکر، ابن زبیر وابن علی رضی اللہ عنہم کی توہین	64

❁	صحابی رسول حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی توہین	64
❁	صحابی رسول حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی توہین	64
❁	صحابی رسول حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کی توہین	65
❁	صحابی رسول حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کی توہین	65
❁	صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن بن عدیس رضی اللہ عنہ کی توہین	65
❁	صحابی رسول حضرت ابوالغادیہ جہنی رضی اللہ عنہ کی توہین	65
❁	جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین	65
❁	تنبیہ	67
❁	موصوف ظہور فیضی کی جانب سے کثیر علماء وائمہ اسلام کی تردید و تغلیط اور بے باکیاں	68
❁	حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تردید	68
❁	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تردید	69
❁	حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتوہین	69
❁	امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط	69
❁	فرات بن سائب کی تردید وتوہین	69
❁	میمون بن مہران کی تردید وتوہین	69
❁	حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تردید	69
❁	حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی تردید	70
❁	حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید	70
❁	امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط	70
❁	ائمہ صحاح ستہ رحمہم اللہ کی تردید وتغلیط	70

۞	علامہ ابن عربی مالکی، محی الدین شیخ زادہ اور ابن عادل حنبلی رحمۃ اللہ علیہم کی تردید وتغلیط	70
۞	علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط	71
۞	امام غزالی، حکیم ترمذی، امام شعرانی، امام ابونصر عبداللہ، شیخ اکبر ابن عربی، امام احمد اقلیشی، صاحب کبریات احمر، ابن جوزی کی تردید و توہین	71
۞	ابو شکور سالمی، امام بزدوی، حضور غوث اعظم، ملا علی قاری، امام ذہبی، امام طاہر بخاری، صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام، امام زین الدین حنفی، امام عبدالعلی برجندی، علامہ شیخ زادہ، امام شمس قہستانی، امام ابن نجیم، امام ابراہیم حلبی، امام عبدالعلی لکھنوی، علامہ شامی، شیخ نظام الدین اور جماعت علماء ہند، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہم کی تردید وتغلیط	71
۞	حضرت امام بزدوی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط	72
۞	حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید	72
۞	امام دارقطنی کی تغلیط وتردید	72
۞	حافظ ابن کثیر کی تغلیط وتردید	72
۞	علامہ توریشی کی تردید	73
۞	امام باقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط	73
۞	شیخ احمد میرین البلوشی کی تردید وتغلیط	73
۞	امام باقلانی، امام ذہبی، علامہ غلام رسول سعیدی، مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہم کی تردید وتغلیط	73
۞	حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط	74
۞	مفسر قرآن علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط	74

۞	علامہ جورقانی کی تردید وتغلیط	74
۞	امام ابن ابی الدنیا کی تردید وتوہین	74
۞	حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ وابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید	74
۞	حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید	75
۞	امام ابن حجر کی تردید وتوہین	75
۞	شارح بخاری حضرت ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کی تردید	75
۞	حضرت امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتوہین	75
۞	حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تغلیط وتردید	76
۞	حضرت امام ابن عساکر کی تغلیط وتردید	76
۞	حضرت امام منذری رحمۃ اللہ علیہ کی تغلیط وتردید	76
۞	حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تغلیط وتردید	76
۞	علامہ تفتازانی کی تردید	76
۞	علامہ ابوالمعین نسفی کی تردید	77
۞	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتوہین	77
۞	حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ تغلیط وتردید	78
۞	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید	78
۞	علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط	78
۞	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط	78
۞	صاحب بہار شریعت مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط	80
۞	مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط	81
۞	علامہ شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتوہین	81

۞	علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید تغلیط	81
۞	نائب محدث اعظم مولانا عبدالرشید رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط	82
۞	مفتی عبدالعلیم سیالوی صاحب کی تردید وتوہین	82
۞	مفتی منیب الرحمان صاحب کی تردید وتغلیط	82
۞	امیر اہلسنت الیاس عطار قادری صاحب کی تردید وتغلیط	83
۞	جمیع فضلاء دعوت اسلامی کی تردید وتوہین	84
۞	شیخ الحدیث غلام رسول قاسمی صاحب کی تردید وتغلیط	84
۞	اعلیٰ حضرت، مفتی منیب الرحمان صاحب، غلام رسول قاسمی صاحب کی تردید	85
۞	ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب کی تردید وتغلیط	85
۞	علامہ سید ارشد سعید کاظمی شاہ صاحب کی تردید	86
۞	علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب کی تردید	86
۞	محقق ابن محقق قاری محمد طیب نقشبندی صاحب کی تردید وتغلیط	86
۞	علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتوہین	86
۞	مفتی مطیع الرحمان رضوی کی تردید	87
۞	مفتی شیر محمد خاں کی تردید وتغلیط	87
۞	جمیع اہلسنت کی تردید وتغلیط	87
۞	جمہور مفسرین کی تردید وتغلیط	87
۞	ظہور احمد فیضی کی طرف سے اغیار کے لئے محبت نامے	87
۞	قتیل بالاکوٹ اسمٰعیل دہلوی کی تحسین وتعریف	88
۞	قاسم نانوتوی دیوبندی کی تعریف وتحسین	88

۞	رشید احمد گنگوہی دیوبندی کی تعریف وتحسین	88
۞	انور شاہ کشمیری کی تعریف وتحسین	88
۞	یوسف بنوری دیوبندی کی تحسین وتعریف	88
۞	اسمٰعیل محمد دیوبندی کی تعریف وتحسین	89
۞	عبداللہ دانش وہابی کی تعریف	89
۞	غیر مقلد ناصر الدین البانی کی تعریف وتحسین	89
۞	اشرف علی تھانوی کی تعریف وتحسین	89
۞	رضوان علی ندوی کی تحسین وتعریف	89
۞	طارق جمیل دیوبندی کی تعریف وتحسین	89
۞	دیوبندی وہابی بھی سنی ہیں	90
۞	کچھ کتاب ہذا کے بارے	91
۞	ایک غلط فہمی کا ازالہ	92
۞	آیت حدید اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنتی ہونا	93
۞	''الحسنیٰ'' سے مراد جنت ہے	93
۞	آیت ہذا کے ضمن میں پیش کردہ قاری ظہور کے دلائل اور اشکالات کا رد	94
۞	تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قطعی جنتی ہونے پہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ	95
۞	امیر معاویہ اس آیت میں شامل نہیں (قاری ظہور)	97
۞	جواب نمبر ۱: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے کلمہ پڑھ چکے تھے اس لئے اس آیت میں شامل ہیں	98
۞	جواب نمبر ۲: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دوسرے گروہ کے تحت اس آیت میں شامل ہیں	101
۞	جواب نمبر ۳: آپ رضی اللہ عنہ صحابی ہونے کے ناطے اس آیت میں شامل ہیں	101

۞	جواب نمبر ۵: موصوف سے ایک اہم مطالبہ	104
۞	جواب نمبر ۶ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قاری ظہور کے مسلمہ تفسیری قواعد کی روشنی میں بھی آیت ہذا میں شامل ہونا	105
۞	اس فتح سے فتح مکہ نہیں بلکہ صلح حدیبیہ مراد ہے (قاری ظہور)	108
۞	جواب نمبر ۱: امت کے کثیر اور اجلہ مفسرین نے اس فتح سے فتح مکہ مراد لی ہے	111
۞	جواب نمبر ۲: تفسیر طبری اور تفسیر درمنثور کے حوالاجات موصوف کے مؤید نہیں ہیں	113
۞	اصل فتح صلح حدیبیہ ہے، قول محقق (ظہور فیضی)	115
۞	جواب نمبر ۱: موصوف کی دھوکہ دہی اور ان کے نقل کردہ تفسیری شواہد کی حقیقت	117
۞	اک شبہ کا کے ازالہ	118
۞	جواب نمبر ۲: اس سے مراد ''فتح مکہ'' کے ارجح واصح ہونے پہ دس (۱۰) دلائل	122
۞	جواب نمبر ۳: تفسیر البحر المحیط'' کی شہادت ''قال الجمہور'' اور موصوف کی دھوکہ دہی	133
۞	موصوف کا اجلہ اور کثیر مفسرین کی تردید وتغلیط کرتے ہوئے انہیں مفاد پرست قرار دینا	134
۞	الفتح سے فتح مکہ مراد کہنے والے کثیر وعظیم مفسرین	134
۞	قدیم الاسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک ''صلح حدیبیہ'' ہی اصل فتح ہے۔ (قاری ظہور)	137
۞	جواب نمبر ۱ موصوف کی نقل کردہ تمام احادیث آیاتِ سورۂ فتح کے متعلقہ ہیں نہ کہ آیتِ سورۂ حدید کے	140
۞	جواب نمبر ۲: قرآن مجید کی ہر فتح سے مراد صلح حدیبیہ نہیں ہے	142
۞	جواب نمبر ۳: علامہ ابن عاشور کا حوالہ اور موصوف کی خیانت	142
۞	اس سے فتح مکہ مراد لینے والے عدم تدبر کا شکار ہیں: (قاری ظہور)	143
۞	جواب نمبر ۲: آیت حدید میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے شامل ہونے پہ زبردست و ناقابل تردید تفسیری شواہد	145

۞	جواب نمبر ۳: اگر اس سے صلح حدیبیہ ہو تو بھی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس ''وعدۂ حسنیٰ'' کے مصداق قرار پاتے ہیں	147
۞	جواب نمبر ۴: تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے کا ازل میں ہی وعدۂ ربانی ہو چکا تھا	149
۞	اعلیٰ حضرت کی تفسیر بے دھیانی کا نتیجہ مردود اور کتاب وسنت کے منافی ہے۔ (قاری ظہور)	150
۞	جواب: موصوف کے یہ اعتراضات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پر نہیں بلکہ امت کے اجلہ وکثیر مفسرین کی تفاسیر پر ہیں	152
۞	جواب نمبر ۲: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کتاب وسنت کے منافی نہیں ہے بلکہ ''تفسیر القرآن بالقرآن'' کے قبیل سے ہے	156
۞	جواب نمبر ۳: تفسیر صاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہا میں قیامت تک کے تمام مخلص مومنین کو ''وعدۂ حسنیٰ'' میں شامل قرار دیا گیا ہے	157
۞	اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ رضویہ والے اور کنز الایمان والے ترجمہ میں یکسانیت نہیں ہے (قاری ظہور)	157
۞	جواب نمبر ۱: یہ اعتراض نہیں بلکہ عدم تدبر کا نتیجہ ہے	158
۞	جواب نمبر ۲: فتاویٰ رضویہ کے ترجمہ میں مستقبل کی قید حدیث نبوی کے پیش نظر لگائی گئی ہے:	159
۞	جواب نمبر ۳: ترجمے میں فرق کرنا اگر غلطی ہے تو یہ غلطی موصوف سے بھی سرزد ہو چکی ہے	160
۞	فائدہ مہمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کا اصولی جواب	161
۞	آٹھ ہجری سے لے کر ساٹھ (۶۰) ہجری تک کے تمام صحابہ جنتی نہیں ہیں (قاری ظہور)	165
۞	جواب: ان تمام صحابہ کے جنتی ہونے میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں ہے	165

۞	صحابہ رسول عبدالرحمان بن عدیس اور الغادیہ جہنی جنتی نہیں ہیں (قاری ظہور)	166
۞	جواب نمبر ا: یہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما بھی بلا شک وشبہ جنتی ہیں	167
۞	جواب نمبر ۲: یہ دونوں صحابی موصوف کی تحقیق وضوابط کی روشنی میں بھی جنتی قرار پاتے ہیں	169
۞	جواب نمبر ۳: ان دونوں صحابہ کے جنتی ہونے پہ نصوص قرآن وحدیث	170
۞	جواب نمبر ۴: صحبت نبوی کی برکت سے ان کی لغزشیں معاف ہو چکی ہیں	173
۞	جواب نمبر ۵: حدیث "قَاتِلُ عَمَّار وَسَالِبُوْہ فِی النَّار" کا صحیح معنی و مفہوم	174
۞	جواب نمبر ۶: یہ حدیث ضعیف اور نا قابل استدلال ہے	178
۞	تمام صحابہ کلیۃ مغفور نہیں ہیں، جیسا کہ کرکرہ اور مدعم صحابہ رسول کی بابت احادیث اس پر دلالت بھی کرتی ہیں (قاری موصوف)	179
۞	جواب نمبر ا: مدعم اور کرکرہ کے بارے تحقیقی جواب:	181
۞	جواب نمبر ۲: مدعم اور کرکرہ کے بارے الزامی جواب:	187
۞	جواب نمبر ۳: موصوف کا خوارج ودیابنہ کی روش پہ چلنا:	191
	اگر تمام صحابہ حساب وکتاب سے مستثنیٰ ہیں تو پھر امہات المومنین کو یضاعف لها العذاب ضعفين کیوں فرمایا گیا۔ (قاری ظہور)	193
	جواب: یہ قرآنی جملہ بر سبیل فرض کے ہے اس لئے اس سے استدلال کرنا موصوف کو مفید نہیں ہے	193
۞	اعلیٰ حضرت نے جو والله بما تعملون خبیر" کی تفسیر کی ہے وہ غلط، سراسر باطل اور قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ (قاری ظہور)	196
۞	جواب نمبر ا: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تفسیر غلط و باطل نہیں ہے بلکہ موصوف ہی بغض صحابہ وسلف صالحین میں حد سے گزر چکے ہیں	199

۞	جواب نمبر ۲: موصوف کی پیش کی گئی تفسیری شہادتیں بھی ان کے موقف کی تائید نہیں کرتیں	200
۞	جواب نمبر ۳: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف وعدے کے مستحق ہیں اور وعدہ و وعید ان کے بعد والے لوگوں کے لئے ہے	201
۞	جواب نمبر ۴: موصوف کی جانب سے جہالت کا بدترین مظاہرہ	202
۞	وحشی ہمیشہ نشے میں دھت رہتا اور حالت نشہ میں ہی اس کی موت ہوئی (قاری ظہور)	204
۞	جواب نمبر ا: حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو نشہ کا عادی قرار دینا قطعا درست اور حقیقت نہیں ہے	205
۞	جواب نمبر ۲: موصوف کی پیش کردہ روایات سنداً مجروح اور نا قابل استدلال ہیں	206
۞	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے (وحشی کو) منہ نہیں لگاتے تھے۔ (قاری ظہور)	207
۞	جواب نمبر ا یہ بات درست نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو منہ نہیں لگاتے تھے	209
۞	جواب نمبر ۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو برا کہنے سے خود منع فرمایا ہے	211
۞	جواب نمبر ۳: حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کی تسلی و دلجوئی کے لئے قرآنی آیات نازل ہوئی ہیں	212
۞	جواب نمبر ۶: ''فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَغِيْبَ وَجْهَكَ عَنِّيْ'' فرمانِ نبوی کی حکمت	214
۞	جواب نمبر ۵: حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا صحابی اور جنتی ہونا جب موصوف کو خود بھی تسلیم ہے تو پھر طعن کس بنیاد پر؟	215
۞	جواب نمبر ۶: لو آپ اپنے جال میں صیاد آ گیا	216
۞	جواب نمبر ۷: اہلسنت کے نزدیک دیگر صحابہ کی طرح حضرت وحشی رضی اللہ عنہ پر بھی طعن و تشنیع کرنے والا رافضی ہوتا ہے	217

۞	صحابیت کوئی ایسا لائسنس نہیں ہے کہ آدمی جو چاہے کرتا پھرے اور اس کا مواخذہ حساب نہ ہو (قاری ظہور)	218
۞	جواب: جس خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں مواخذہ وحساب ہے وہ خود ہی سب صحابہ کو جنتی قرار دے چکا ہے	218
۞	فتح مکہ کے بعد والے صحابہ کی شان میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی۔ (قاری ظہور)	220
۞	جواب: بفرض تسلیم اگر ان کی شان میں کوئی صحیح حدیث نہ بھی ہوتی تو ان کی عظمت کے لئے یہی کافی تھا کہ وہ مقام صحابیت پہ فائز ہیں	220
۞	احادیث میں لفظ اصحابی جہاں بھی آیا ہے اس سے فقط "سابقون اولون صحابہ" مراد ہیں نہ کہ ان کے بعد والے بھی (قاری ظہور)	221
۞	جواب نمبر ا: موصوف کا "اَصْحَابِی" سے غیر سابقین صحابہ کو مستثنیٰ قرار دینا قطعاً درست نہیں۔ کیونکہ یہ لفظ تمام صحابہ کو شامل ہے	222
۞	جواب نمبر ۲: "لاتسبوا اصحابی" کا مورد خاص ہونے کے باوجود یہ جمیع صحابہ کو شامل ہے	226

۞	اس حدیث میں مذکور الفاظ "ثم یاتی من بعد هم قوم یکبهم الله علی مناخرهم فی النار" سے مراد معاویہ اور ان کے ساتھی ہیں (موصوف قاری)	237
۞	جواب نمبر ا: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی تو نہیں البتہ موصوف نے خود ضرور ان الفاظ کا مصداق بنتے ہوئے اپنے بدبخت ہونے کا اعلان کیا ہے	238
۞	جواب نمبر ۲: موصوف کے نقل کردہ قاعدے سے بھی وہ صحابہ جنتی قرار پاتے ہیں	242
۞	فاضل بریلوی کا اس حدیث سے استدلال کرنا قرآن کے خلاف ہے۔ (موصوف قاری)	244
۞	اعلیٰ حضرت کا یہ استدلال قرآن کے مخالف نہیں بلکہ قرآن کے عین مطابق ہے	245
۞	آیاتِ سورۂ انبیاء اور تمام صحابہ کا جنتی ہونا	246
۞	"الحسنیٰ" سے مراد جنت ہے	247
۞	"مبعدون" کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ دوزخ میں نہیں جائیں گے	248
۞	یہ وعدہ ازل میں ہی ہو چکا ہے	148
۞	یہ وعدہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کیا گیا ہے	249
۞	بقول مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھی "یہ وعدہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ہے	250
۞	ضرب ذوالفقار بر گردنِ منکر اصحاب اخیار	252
۞	وعدۂ حسنیٰ اور تمام صحابہ کے انعامات	254
۞	سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۰ اور تمام صحابہ کا جنتی ہونا	256
۞	کلمہ "من" کا پہلا احتمال، اس کا تبعیضیہ ہونا	257
۞	کلمہ "مِنْ" کا دوسرا احتمال، اس کا بیانیہ ہونا	262
۞	"من" کے بیانیہ ہونے کی تائید ایک روایت سے	267
۞	جس کو قرآن پڑھ کے بھی تمام صحابہ کا جنتی ہونا سمجھ نہ آئے گویا اس نے قرآن پڑھا ہی نہیں	269
۞	"مِنْ" کے بیانیہ ہونے والی تفسیر ہی راجح ہے	269

۞	زیر بحث آیت کی فیصلہ کن تفسیر	271
۞	سابقین صحابہ کا سچا پیروکار وہی مسلمان ہے جو کسی بھی صحابی پر طعن و تشنیع نہ کرے	272
۞	اس آیت میں تین طبقات کا ذکر ہے اور فتح مکہ کے بعد والے صحابہ ''اتبعوھم ''میں شامل نہیں ہیں (قاری موصوف)	273
۞	جواب نمبر ا: آیت ہذا میں تین نہیں، دو طبقات یعنی صحابہ وغیرہ صحابہ کا ذکر ہے	273
۞	جواب نمبر ۲: فتح مکہ کے بعد والے صحابہ بھی آیت میں شامل ہیں	274
۞	تمام مہاجرین وانصار صحابہ بھی رضائے الٰہی اور جنت کے مستحق نہیں ہیں، کیونکہ ''مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَار ''میں ''مِنْ '' تبعیضیہ ہے (قاری ظہور)	275
۞	جواب نمبر ا: ''من کے تبعیضیہ ہونے کے باوجود بھی صرف مہاجرین وانصار ہی نہیں بلکہ اول تا آخر تمام صحابہ رضائے الٰہی و جنت کے مستحق قرار پاتے ہیں	276
۞	جواب نمبر ۲: موصوف اپنے ہی بیان کردہ ضابطے کی روشنی میں غلطی کے مرتکب قرار پاتے ہیں	276
۞	جواب نمبر ۳: ''من '' کے بیانیہ ہونے کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور موصوف نے اس تفسیر کو ٹھکرا کر حضرت ابن عباس کی تغلیط اور فیضان نبوی کی تکذیب کا ارتکاب کیا ہے	277
۞	رضائے الٰہی اور جنت کے مستحق فقط وہ مہاجرین وانصار صحابہ ہیں جن کا خاتمہ ایمان پر ہوا (قاری ظہور)	279
۞	جواب: سب صحابہ کا خاتمہ ایمان پر ہی ہوا ہے، کیونکہ رب نے انہیں ازل سے ہی اپنی رضا اور جنت کے وعدے سے نواز رکھا ہے	279
۞	بعض اوّلین مہاجرین صحابہ خاتمہ بالایمان سے محروم رہے ہیں، جیسے عبید اللہ بن جحش (قاری ظہور)	280
۞	جواب: موصوف کی طرف سے عبید اللہ بن جحش کی مثال پیش کرنا درست نہیں	280

تمام صحابہ کو جنتی قرار دینا عدم تدبر پر مبنی اور معاویہ کا ناجائز دفاع کرنا ہے (قاری ظہور)	282
جواب: موصوف نے صحابہ سمیت ساری امت بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عدم تدبر کا شکار اور ناجائز کام کے مرتکب قرار دے دیا۔ نعوذ باللہ	282
صحابہ میں کچھ منافق صحابہ بھی تھے۔ (قاری ظہور)	283
جواب نمبر ۱: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی بھی منافق نہ تھا، حوض کوثر سے مرتدین کو دھتکارا جائے گا، نہ کہ صحابہ کو	283
جواب نمبر ۲: "فِيْ اَصْحَابِيْ اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا" سے مراد بھی پکے منافق ہیں نہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	285
کیا عبدالرحمن بن عدیس، ابو الغادیہ اور بسر بن ابی ارطاۃ صحابی بھی جنتی ہیں؟ (قاری ظہور)	290
جواب: بالکل یہ بھی جنتی ہیں اور شرف صحابیت کے جملہ عمومی فضائل کے حامل ہیں	291
معاویہ کا پورا گروہ ہی قتل عمار کا ذمہ دار اور داعی الی النار ہے (قاری ظہور)	292
جواب: موصوف کی یہ بات برخلاف حقائق وغلط ہے	292
اگر اکبر بگٹی کے قتل کا ذمہ دار وقت کے حاکم اور بنی اسرائیل کے بچوں کے قتل کا ذمہ دار فرعون کو قرار دیا جاسکتا ہے تو پھر قتل عمار کا ذمہ دار معاویہ کو کیوں نہیں قرار دیا جاسکتا؟ (قاری ظہور)	293
جواب: موصوف کا یہ خیال باطل اور قیاس، قیاس مع الفارق ہے	294
کسی کو جنتی قرار دینے کے لئے قرآن وسنت سے دلیل کا ہونا ضروری ہے (قاری ظہور)	295
جواب: بالکل ٹھیک، مگر یاد رہے قرآن وسنت نے تمام صحابہ کے جنتی ہونے پر کئی دلائل پیشگی ہی بیان فرمادیئے ہیں	295

۞	لقد رضی اللہ عن المومنین (الفتح:۱۸) آیت سے استدلال کرتے ہوئے بیعت رضوان میں شامل تمام صحابہ کو جنتی قرار دینا درست نہیں ہے: (قاری ظہور)	296
۞	جواب: اس آیت سے صرف بیعت رضوان والوں کا ہی نہیں بلکہ دیگر بھی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے	297
۞	رضاء الٰہی کا یہ مژدہ فقط ان لوگوں کے لئے تھا جنہوں نے عہد کو نبھایا اور اس بیعت پر قائم رہے: (قاری موصوف)	298
۞	جواب نمبر ۱: موصوف کی بات بالکل درست ہے، مگر یاد رہے کہ تمام صحابہ نے اپنا عہد نبھایا ہے اور بیعت بھی قائم رہے ہیں	299
۞	جواب نمبر ۲: بیعت رضوان والے تمام صحابہ "وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهِ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا" کے مصداق ہیں	301
۞	جواب نمبر ۳: رب تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہمیشہ راضی رہنے اور کبھی بھی ناراض نہ ہونے کو واجب کر رکھا ہے	301
۞	جواب نمبر ۴: رضی اللہ عن المومنین پڑھ کے بھی صحابہ کا مقام نہ پہچاننے والے منشاء قرآن کے خلاف اعتقاد رکھتے ہیں	302
۞	جواب نمبر ۵: اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ازل تا ابد راضی ہو چکا ہے اور ان کی لغزشوں کی وجہ سے یہ رضائے الٰہی زائل نہیں ہوئی	303
۞	معاویہ کے گروہ کے تمام لوگ ناکثین (عہد شکن) ہیں (قاری ظہور)	304
۞	جواب: صحابی تو کوئی بھی عہد شکن نہیں تھا، ہاں مگر تم خود ضرور بد اعتقاد ہو	305
۞	کسی ایک صحابی کی گستاخی سے تمام صحابہ کی گستاخی متصور نہیں ہوتی۔ (قاری ظہور)	305
۞	جواب نمبر ۱: موصوف کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کسی عام عالم دین پر قیاس کرنا بالکل غلط ہے	306

۞	جواب نمبر ۲: اسلاف کے نزدیک کسی ایک صحابی کی گستاخی کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخی سمجھا جاتا تھا	306
۞	ہر صحابی کے لئے محب اہلبیت ہونا ضروری نہیں ہے۔ (قاری ظہور)	307
۞	جواب: حسب عادت موصوف کی یہ بات بھی حماقت وغوایت اور سفاہت پر مبنی اور برخلاف حقیقت ہے	308
۞	صحابیت ایک کسبی چیز ہے اور بہت سے صحابہ مرتد بھی تو ہو گئے تھے: (قاری ظہور)	309
۞	جواب نمبر ۱: صحابیت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے	310
۞	جواب نمبر ۲: اگر یہ ایسی ہی کسبی چیز ہے تو پھر تم کیوں صحابی نہیں بن سکے؟	310
۞	جواب نمبر ۳: کوئی صحابی مرتد نہیں ہوا، یہ صرف تمہاری بداعتقادی کا نتیجہ ہے	311
۞	جو لوگ صحبت نبوی کے شرف کو قائم نہ رکھ سکے علماء نے ان کی تعظیم سے دست برداری کی ہے بلکہ انہیں برا بھی کہا ہے۔ جیسے بسر بن ابی ارطاۃ (قاری ظہور)	311
۞	جواب نمبر ۱: حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ بھی صحابی رسول اور قابل تعظیم ہیں	313
۞	جواب نمبر ۲: موصوف نے حضرت ابن عباس اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی روایات پیش کرنے میں بھی حقیقت پوشی اور خیانت سے کام لیا ہے	316
۞	معاویہ، عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ اور سمرہ بن جندب متنازعہ صحابہ کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' جیسے تعظیمی الفاظ استعمال کرنے کے باعث گنہگار ہونے کا خدشہ ہے۔ (قاری ظہور)	319
۞	جواب نمبر ۱: بلااستثناء تمام صحابہ کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' وغیرہ کلمات تعظیمیہ استعمال کرنا باعث گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے اور عناداً ترک کرنا گناہ ہے	320
۞	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل آنے والے تمام لوگ (اصحاب جمل وصفین) خطا، بغاوت اور باطل پر تھے: (قاری ظہور)	325

۞	جواب نمبر ۱: جنگ جمل و صفین وغیرہ مشاجرات میں حق اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، مگر ان کے مدمقابل لوگ باطل وغیرہ پر نہیں تھے بلکہ خطاء اجتہادی پر تھے	325
۞	جواب نمبر ۲: بلکہ صحابہ کا مجتہد ماجور ہونا موصوف کو بھی تسلیم ہے	326
۞	اصحاب صفین مجتہد نہیں بلکہ باغی تھے (قاری ظہور)	328
۞	جواب: ان کا مجتہد ہونا تمہارے اقوال سے بھی ثابت ہے	328
۞	معاویہ کے لئے اجتہادی خطا کے قائلین چاپلوس حواری اور علماء سوء ہیں۔ (قاری ظہور)	328
۞	صلح امام حسن کو معاویہ کی اہلیت کی دلیل سمجھنا عدم تدبر کا نتیجہ اور کتاب و سنت کے خلاف ہے۔ (قاری ظہور)	330
۞	جواب: اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ حضور غوث اعظم اور حضرت شیخ محقق رضی اللہ عنہما سمیت بڑے بڑے محدثین و فقہاء عدم تدبر کا شکار ہو گئے اور ان کی تحقیقات قرآن و سنت کے مخالف ہیں اور غیر معتبر ہیں؟	331
۞	جواب نمبر ۲: موصوف کا روش یہود و نصاریٰ پر چلنا	336
۞	تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے پر فیصلہ کن تصریحات:	338
۞	قاری ظہور احمد فیضی کے متعلق مرکزِ اہلسنت دارالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور کا تاریخی فتویٰ	357
۞	ماخذ و مراجع	402
۞	ضمیمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ملوث نہ ہونے کی تحقیق	408

الاہتداء

ہدیۂ عقیدت برائے

قطب الاقطاب، آفتاب نقشبندیت، غوث زماں، حضور قبلۂ عالم (راقم کے دادا مرشد)

حضرت پیر سید **فیض محمد شاہ** صاحب المعروف پیر قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۴ گ ب فیض آباد شریف تاندلیانوالہ فیصل آباد

و

حاجی الحرمین، غریب نواز، نقش قندھاری

حضرت پیر سید **حسین علی شاہ** صاحب قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۴ گ ب فیض آباد شریف تاندلیانوالہ فیصل آباد

و

سیدی ومرشدی، امین وقاسم فیض قندھاری شیخ کامل

حضرت پیر سید **اکبر علی شاہ** صاحب گیلانی مدظلہ العالی

(کوٹلی میانی شریف، گوجرانوالہ)

و

قاطع مرزائیت، معمار مجاہدین ختم نبوت، اجمل العلماء، سند الفضلاء، شہید ختم نبوت سیدی و مولائی واستاذی

حضرت علامہ صاحبزادہ پیر سید **محمد اجمل گیلانی** نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ

اکبر آباد کوٹلی میانی شریف (گوجرانوالہ)

سبب تالیف

۲۲ مارچ ۲۰۲۰ء کو فیصل آباد میں لیاقت شاہ نامی شخص کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے موضوع پہ ہماری گفتگو ہوئی جس میں بحمد للہ ہمارے مقابل شخص نے نہ صرف یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی اور جنتی تسلیم کیا بلکہ اپنے سابقہ عقیدے سے توبہ بھی کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو استقامت عطا فرمائے۔ اس مکالمے کی تیاری کے سلسلے میں فقیر کے ساتھی مناظر حضرت علامہ کاشف اقبال مدنی صاحب زیر شرفہ نے قاری ظہور احمد فیضی کی کتاب ''الاحادیث الموضوعۃ فی فضائل معاویہ'' دی اور کہا کہ اس کو بھی دیکھ لیجئے گا۔

فقیر نے جب اس کا مطالعہ کیا تو حیران رہ گیا کہ اس میں نہ صرف یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں وارد تمام احادیث کو موضوع و من گھڑت ثابت کرنے کی سعیٔ مذمومہ کی گئی بلکہ آپ رضی اللہ عنہ پر ایسے ایسے بے ہودہ الزامات و اعتراضات کئے گئے کہ بس اللہ کی پناہ یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہ کتاب کسی سنی کہلانے والے عالم کی ہے یا کسی غالی شیعہ کی ہے۔

بعدہ راقم نے موصوف کی دیگر تصنیفات بھی منگوا کر ان کا بالاستعاب مطالعہ کیا تو ورطۂ حیرت میں گم ہو گیا کہ جا بجا تمام صحابہ کے جنتی ماننے سے انکار کرتے ہوئے کئی صحابہ کی کردار کشی کی گئی۔ خصوصاً فتح مکہ کے بعد والے اور صفین والے صحابہ پہ اہانت و تنقید کے ایسے ایسے تیر برسائے جن سے ایمان بھی چیخ اٹھے۔

راقم کے تتبع و مطالعہ کے مطابق تقریباً چودہ صحابہ کرام تو وہ ہیں جن کی نام بنام گستاخیاں کی گئیں جن میں حضرت امیر معاویہ، حضرت عمرو بن عاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت وحشی اور حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہم سرفہرست ہیں۔

حتیٰ کہ موصوف کے قلم زہر آلود سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ جیسے سابقین اولین اور جنت کی بشارت پانے والے صحابہ بھی نہیں بچ سکے۔

پھر حد درجے کی زیادتی یہ بھی کی گئی کہ ائمہ صحاح ستہ سمیت امام ذہبی، امام قرطبی، امام ابن حجر عسقلانی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ جیسے درجنوں ائمہ اہلسنّت کی تردید و تغلیط کرتے ہوئے ان کی تنقیص کرنے میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان کا جرم صرف اتنا ہے کہ ان ائمہ کرام نے عقیدہ اہلسنّت کی ترجمانی کی اور حضرت امیر معاویہ سمیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل میں احادیث نقل کیں اور ان کو عادل وثقہ اور جنتی قرار دیا ہے اور جا بجا ان کا دفاع کیا، جو موصوف قاری کو ذرہ بھر نہ ہضم ہو سکا۔

راقم نے اس بابت کئی نامور محققین و قلمکاروں سے رابطہ کر کے پر زور اور دست بستہ اپیل کی کہ اس بندے کے ان نوزائیدہ نظریات کی سرکوبی کے لئے فی الفور کام کیا جائے۔ مگر باوجود راقم کی گزارش کے قبول کرنے کے اس کو عملی جامہ پہنایا دکھائی نہ دیا۔ جس کی وجہ یقیناً ان صاحبان علم کی اس طرح کی دیگر اہم مصروفیات ہوں گی۔

کچھ عرصہ پہلے معلوم ہوا کہ محقق اہلسنّت علامہ ظفر القادری بکھروی اور محقق اہلسنّت غلام حسین قادری صاحب نے اس محاذ پہ زبردست کام کیا ہے۔

فجزاھما اللہ خیرا

بالآخر فقیر نے بھی بارگاہ رسالت میں استغاثہ کرتے ہوئے رب تعالیٰ سے دعا کی کہ اے مالک! دفاع صحابہ کے اس اہم ترین معاملے کو میرے لئے سہل فرما۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ خوبصورت تصنیف بنام ''تمام صحابہ جنتی ہیں'' ترتیب پاکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

تالیف ہذا کے مقاصد:

۱۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا حصول۔

۲۔ اہلسنت کو رافضیت کے اس اٹھتے ہوئے فتنے سے بچانے کی حقیری کوشش

۳۔ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ (دین خیر خواہی کا نام ہے) کے تحت قاری ظہور احمد فیضی کو راہ حق سے آشنا کرنے کی کوشش۔ شائد کہ وہ حق کو قبول کر کے توبہ و رجوع سے کام لے اور اپنے اور اپنے چاہنے والوں کے ایمان کو بچا لے۔ کیونکہ اپنی تصنیفات میں جا بجا وہ خود لکھ چکا ہے کہ اگر کوئی میرے موقف کو غلط ثابت کرتے ہوئے مجھ پہ حق واضح کر دے تو۔ رجوع کرلوں گا۔

ملاحظہ ہو وہ لکھتے ہیں:

"اگر اہل علم حضرات کو میرے کسی موقف سے اختلاف ہو تو باحوالہ دلائل کے ساتھ مجھے آگاہ فرمائیں۔ اگر میرے کسی موقف کا باطل ہونا مجھ پہ واضح ہو گیا تو میں بلا تاخیر رجوع کروں گا۔"

(شرح کتاب الاربعین ص:۱۰، مزید دیکھئے اہل کساء کا مقام، حقائق و اوہام، ص۸۹، شرح خصائص علی ص ۶۵، صلح الامام الحسن ص ۳۰، شرح اسنی المطالب ص ۳۶، مناقب الزہرہ ص ۱۴، اہلبیت کرام اور علیہ السلام)

رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان مقاصد کو ثمر بار فرماتے ہوئے سعی حقیر کو قبولیت عامہ عطا فرمائے اور اسے میرے لئے، او میرے والدین، پیرو مرشد، اساتذہ اور تمام محبین ومعاونین کی بے حساب مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

خیر اندیش!

احقر العباد ابو السعید سجاد علی فیضی

مقدمہ

صحابی کی تعریف:

حضرت امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ صحابی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

من لقنی النبی ﷺ مؤمنا بہ ومات علی الاسلام

''جس نے حالت ایمان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور اسلام پر ہی اس کا وصال ہوا۔ وہ صحابی ہے۔''

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج۱،ص۷)

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالت اسلام میں اس چہرہ خدا نما (اور اس ذات حق رسا) کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا۔ (مرد ہو یا عورت بالغ ہو یا نابالغ)''

(اعتقاد الاحباب مندرجہ فتاوی رضویہ ج۲۹،ص۳۵۵،رضا فاؤنڈیشن پاکستان)

شارح صحیحین مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ پر ایمان لایا اور اس نے آپ کی حیات ظاہری میں آپ کی صحبت اختیار کی بایں طور کہ آپ کو دیکھا یا آپ کی گفتگو سنی یا آپ کے ساتھ سفر یا حضر کی کسی مجلس میں رہا خواہ یہ صحبت ایک لحظہ کی ہو اور وہ شخص ایمان پر تادم مرگ قائم رہا حتیٰ کہ حالت ایمان میں اس کو موت آئی ہو، وہ شخص صحابی ہے۔'' (شرح صحیح مسلم ج۶،ص۸۶۱)

دور حاضر کا نام نہاد محقق قاری ظہور احمد فیضی لکھتا ہے:

"ہر وہ شخص جو اعلان نبوت کے بعد ایمان کے ساتھ حضور ﷺ
سے ملاقات کرے اور پھر ایمان پر اس کا خاتمہ ہو تو وہ صحابی
ہے۔" (شرح اسنی المطالب ص ۱۴۹، طبعہ خامسہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں عقیدۂ اہلسنّت:

صدر اسلام سے لے کر آج ہر دور میں جملہ اہل ایمان کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پہلے صحابی سے لے کر آخری صحابی تک سارے کے سارے صحابہ عادل، ثقہ، متقی اور جنتی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی تنقیص و اہانت کرنا یا کسی کے بارے بھی بدعقیدگی و بدگمانی رکھنا اشد حرام ہے (بلکہ بعض صورتوں میں کفر ہے) اور دوزخ میں لے جانے کا سبب ہے۔ اب اس بابت چند ایک اجلہ ائمہ اسلام کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل اور ثقہ ہیں۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے بعد بغیر کسی استثناء کے آپ جمیع صحابہ کرام کے اقوال کو دین میں حجت سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں آپ کو کسی صحابی کا قول مل جاتا تو آپ اپنا اجتہاد ترک کر دیتے۔ آپ کا مشہور قول ہے:

اٰخذ بکتاب الله. فان لم اجد فبسنة رسول الله
فان لم اجد فبقول الصحابة اخذ بقول من
شئت منهم ولا اخرج عن قولهم الى غيرهم

"(اولاً) میں کتاب اللہ سے استدلال کرتا ہوں۔ اگر مجھے
اس میں دلیل نہ ملے تو نبی کریم ﷺ کی سنت کو لیتا ہوں
اور اگر اس میں بھی نہ پاؤں تو پھر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں

سے جس کے قول سے چاہوں استدلال کرتا ہوں اور ان کے اقوال کو چھوڑ کر اوروں کی طرف مائل نہیں ہوتا۔"

(تہذیب التہذیب ج۶،ص ۵۱۰)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

جو شخص کسی بھی صحابی سے بغض رکھے یا اس کی تنقیص کرے آپ کے نزدیک وہ مسلمان نہیں رہتا۔

آپ فرماتے ہیں:

من تنقص احدا من اصحاب رسول اللہ ﷺ او کان فی قلبہ علیہم غل فلیس لہ حق فی فئی المسلمین

"جس نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کسی صحابی کی تنقیص کی یا ان کے بارے اس کے دل میں کچھ بھی (بغض و عداوت) ہوئی تو مسلمانوں کے مال فئی (غنیمت) میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔" (الشفاء مع شرح از ملا علی قاری ج۲،ص۹۵)

حضرت امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فاراد مالک رحمہ اللہ بنفی حق من ابغض الصحابہ و سبہم من الفئی انہ یخرج بذلک عن جماعۃ المسلمین

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والے اور انہیں سب وشتم کرنے والے سے مال فئی کی نفی کرنے سے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہے کہ وہ شخص اس گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔"

(ایضاً ص ۹۴)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

خیر الامة بعد النبی ﷺ ابو بکر و عمر و علی و بعد عثمان وقف قوم. وهم خلفاء راشدون مهدیون ثم اصحاب رسول الله ﷺ بعد هوءلاء الاربعة خیر الناس لایجوز لاحد ان یذکر شیئا من مساویهم ولا یطعن علی احد منهم بعیب ولا نقص فمن فعل ذلك فقد وجب تادیبه

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر اور عمر فاروق ہیں اور (ان کے بعد) عثمان اور ان کے بعد علی رضی اللہ عنہم ہیں (اور حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کی ایک دوسرے پر تفضیل کے بارے) کچھ علماء نے توقف کیا ہے یہ خلفاء راشدین مہدیین ہیں پھر ان چار کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساری امت سے افضل ہیں کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ان میں سے کسی کی برائی کرے اور ان کی عیب جوئی کرے اور نقص کی وجہ سے اعتراض کرے۔ جس کسی نے ایسا کیا اسے سزا دینا واجب ہے۔'' (الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ۵۷۳)،

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

کسی مسئلہ میں جب تک قرآن و سنت میں دلیل موجود ہو تو اس کا علم

رکھنے والے کو قرآن وسنت کی اتباع کے بغیر چارہ نہیں ہے اور اگر قرآن وسنت میں دلیل نہ ہو تو ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سب اقوال یا ان میں سے کسی ایک قول کی طرف رجوع کریں گے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی)

حضرت امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

امام المحدثین حضرت امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اذا رائت الرجل ينتقص احدا من اصحاب رسول الله ﷺ فاعلم أنه زنديق وذلك ان الرسول حق والقرآن حق وما جاء به حق و انما اذى الينا ذلك كله الصحابة وهؤلاء يريدون ان يخرجوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة والجرح به اولىٰ وهم زنادقة

"جب تو کسی ایک شخص کو دیکھے جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی کی عیب جوئی کرتا ہو تو جان لے کہ وہ زندیق (بے دین) ہے۔ یہ اس لئے کہ رسول کریم ﷺ بھی حق ہیں۔ قرآن مجید بھی حق ہے اور جو کچھ آپ لے کر آئے وہ بھی حق ہے اور یہ سب کچھ ہم تک صرف اور صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہنچایا ہے اور یہ (رافضی) لوگ ہمارے ان گواہوں پہ جرح کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ (اپنی اس غلیظ حرکت سے) قرآن وسنت کو باطل کرسکیں، حالانکہ یہ (رافضی لوگ) اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان پر جرح کی جائے۔ کیونکہ یہ لوگ زندیق ہیں۔" (الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج ا، ص ۱۰)

حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اتفق اهل السنة على ان الجميع عدول ولم يخالف فى ذلك الا شذوذ من المبتدعة

''تمام اہلسنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔ اس بارے چند بدعتی لوگوں کے سوا کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔'' (الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۱،ص۹)

آپ ایک اور مقام پر کئی آیات و احادیث نقل کرنے کے بعد نتیجۃً فرماتے ہیں:

مثبت ان الجمع من اهل الجنة و انه لا يدخل احد منه النار

''پس ثابت ہوا کہ تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں، اور ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔''

(بمرجع سابق ج۱،ص ۱۶۲، ۱۶۳)

حضرت امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

حضرت امام خطیب بغدادی فرماتے ہیں:

عدالة الصحابة ثابتة بتعديل الله بهم و اخبار عن طهارتهم واختيارهم

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت ثابت اور معلوم شدہ ہے بوجہ اس کے کہ رب تعالیٰ نے (خود) ان کی تعدیل فرمائی ہے اور ان کی طہارت اور خیریت کی خبر دی ہے۔''

(کفایہ بحوالہ سابق ص ۹۔۱۰)

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

حضرت امام نووی فرماتے ہیں:

الصحابة كلهم عدول من لابس الفتن وغيره باجماع من يعتد به

(جنگ جمل وصفین وغیرہ) میں مبتلاء ہونے والے اور ان کے سوا بھی سارے کے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں بمطابق معتبر ائمہ کے اجماع کے۔"

(المرجع سابق ص ۲۳، تقریب مع التدریب ص ۲۱۴)

حضرت امام ابن صلاح رضی اللہ عنہما کی تصریح:

ثم ان الامة مجتمعة على تعديل جميع الصحابه و من لابس الفتن منهم

"پھر امت محمدیہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (عام ازیں کہ) جو فتنوں میں مبتلا ہوئے (اور وہ جو فتنوں میں نہ مبتلا ہوئے) سب کی عدالت پہ متفق ہے۔" (ایضاً)

حضرت امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

حضرت امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان للصحابة شرفا عظيما ميزة خاصة وهي ان جميع الصحابة عند من يعتد به اهل السنة سواء من لالبس الفتن منهم ولم يلابس عدول

"تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ایک شرف عظیم ہے جو انہیں ممتاز اور خاص کرتا ہے، وہ یہ کہ اہلسنت کے معتمد علماء کے نزدیک تمام

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔'' (فتح المغیث ج ۲، ص ۳۵)

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والقول الفصل انا نقطع بعدالتهم من غير التفات الى هذيان الهاذين وزيغ المبطلين.

''اور فیصلہ کن بات یہ ہے کہ ہم تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت کی قطعیت کے قائل ہیں۔ بغیر بکواس کرنے والوں کی بکواس اور باطل پرستوں کے برے پن کی طرف توجہ کئے ہوئے۔'' (تحریر الاصول مع شرحہ ج ۲، ص ۲۹۰)

حضرت امام نسفی وحضرت امام تفتازانی رحمۃ اللہ علیہم کی تصریح:

شرح عقائد میں ہے:

ويكف عن ذكر الصحابة الا بخير لما ورد من الاحاديث الصحيح فى مناقبهم و وجوب الكف عن الطن فيهم

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر صرف خیر کے ساتھ ہی کیا جائے گا۔ بوجہ ان صحیح احادیث کے جو ان کے فضائل میں اور ان پر طعن کرنے سے وجوباً گریز کرنے کے بارے وارد ہوئی ہیں۔''

(شرح عقائد ص ۱۵۵)

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

طریقہ اہلسنت و جماعت آنسب کہ زبان از

گفتگوی ایشاں جز بخیر بستہ دارند اگر
چیزی برخلاف آں منقول باشد ازاں اغماض
کنند کہ سلامت دریں است

''اہلسنّت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے زبانوں کو سوائے خیر کے بند رکھتے ہیں اور اگر کوئی چیز اس (خیر) کے بر خلاف منقول ہو تو اس سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ کیونکہ اسی میں سلامتی ہے۔''

(اشعۃ اللمعات ج ۴، ص ۶۶۱)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہمیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اصحاب کو بزرگ جاننا چاہئے اور سب کو نیکی سے یاد کرنا چاہئے اور ان میں سے کسی کے حق میں بھی بدگمان نہ ہونا چاہئے اور ان کی لڑائی جھگڑوں کو دوسروں کی صلح سے بہتر جاننا چاہئے، فلاح ونجات کا طریق یہی ہے کیونکہ اصحاب کرام کی دوستی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوستی کے باعث ہے۔ کوئی بزرگ فرماتا ہے۔ ما امن برسول الله من لم یؤقر اصحابه (اس شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں ہے جس نے آپ کے اصحاب کی عزت نہ کی)

(مکتوبات شریف ج ۲، ص ۵۔ ۲۰۴، مکتوب نمبر ۶۷)

دوسرے مقام پہ فرماتے ہیں:

''حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی فضیلت میں سب صحابہ مشترک ہیں اور صحبت کی فضیلت تمام فضیلتوں اور کمالوں سے بڑھ کر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اویس قرنی جو تمام تابعین

سے اچھا ہے۔ ایک ادنیٰ صحابی کے درجے کو نہیں پہنچتا۔ پس صحبت کی فضیلت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے اور نہ ہو گی۔ کیونکہ ان کا ایمان صحبت اور نزول وحی میں برکت سے شہودی ہو گیا تھا اور صحابہ کے بعد کسی کو اس درجہ کا ایمان نصیب نہیں ہوا اور اعمال ایمان پر مترتب ہوتے ہیں اور کمال عمل کمال ایمان کے موافق حاصل ہوتا ہے۔"

(ایضاً، ج ۱، ص ۲۱۰، مکتوب نمبر ۵۹)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ان (ملائکہ مرسلین و سادات فرشتگان مقربین) کے بعد (بڑی عزت و منزلت اور قرب قبول احدیت پر فائز) اصحاب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور انہیں میں حضرت بتول، جگر پارۂ رسول، خاتون جہاں، بانوے جہاں، سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ (شامل) اور اس دو جہاں کی آقا زادی کے دونوں شہزادے عرش (اعظم) کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخ سیادت (آسمان کرامت) کے مہ پارے باغ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسول، امامین کریمین (ہادیان باکرامت و باصفا) سعیدین، شہیدین (نیک بخت و شہیدان جفا) تقین نقین (پاک دامن و پاک باطن) نیرین (قمرین آفتاب رخ و ماہتاب رو) طاہرین (پاک سیرت پاکیزہ ہو) ابو محمد (حضرت امام) حسن وابو

عبداللہ (حضرت امام) حسین اور تمام مادران امت بانوانِ رسالت امہات المومنین) ازواج مطہرات) علی المصطفیٰ وعلیہم کلہم الصلوٰۃ والتحیۃ (ان صحابہ کرام کے زمرہ میں) داخل کہ صحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالت اسلام میں اس چہرۂ خدا نما (اور اس ذات حق رسا) کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا (مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نا بالغ) ان (اعلیٰ درجات والا مقامات) کی قدرو منزلت وہی خوب جانتا ہے جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و رفعت سے آگاہ ہے۔ (اس کا سینہ انوار عرفان سے منور اور آنکھیں جمال حق سے مشرف ہیں۔ حق پر چلتا حق پر جیتا اور حق کے لئے مرتا ہے اور قبول حق اس کا وطیرہ ہے) آفتاب نیم روز (دوپہر کے چڑھتے سورج) سے روشن تر کہ محب (سچا چاہنے والا) جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو صحبت بد (میرے ہم نشینوں اور بدکار رفیقوں) سے بچاتا ہے اور مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ)حق تعالیٰ قادر مطلق (ہر ممکن اس کے تحت قدرت ہے) اور یہ کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے محبوب و سید المحبوبین (تمام محبوبان بارگاہ کے سردار وسر کے تاج) کیا عقل سلیم (بشرطیکہ وہ سلیم ہو) تجویز کرتی (جائز و گوارہ رکھتی) ہے کہ ایسا قدیر (فعال لما یرید جو چاہے اور جیسا چاہے کرے) ایسے عظیم وجاہت جان محبوبی وکان عزت (کہ جو ہوگیا جو ہوگا، اور جو ہورہا ہے، انہیں کی مرضی پر ہوا، انہیں کی مرضی پر ہوگا اور انہیں کی مرضی پر ہو رہا ہے۔ ایسے

محبوب ایسے مقبول) کے لئے خیار خلق کو (کہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام خلائق پر فائق ہوں حضور کا صحابی) جلیس وانیس (ہم نشین وغمخوار) و یار و مددگار مقرر نہ فرمائے (نہیں ہرگز نہیں تو جبکہ مولائے قادر وقدیر جل جلالہ نے انہیں ان کی یاری و مددگاری رفاقت وصحبت کے لئے منتخب فرمالیا تو اب) جو ان میں سے کسی پر طعن کرتا ہے جناب باری تعالیٰ کے کمال حکمت وتمام قدرت (پر الزام نقص و ناتمامی لگاتا ہے) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت محبوبیت (کمال شانِ محبوبی) ونہایت منزلت اور انتہائے عزت و وجاہت اور ان مراتب رفیعہ اور مناسب جلیلہ) پر حرف رکھتا ہے (جو انہیں بارگاہ صمدیت میں حاصل ہیں تو یہ مولائے قدوس تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں یا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخانہ زباں درازی و دریدہ دہنی ہے اور کھلی بغاوت) اسی لئے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم و من ابغضهم فببغضی ابغضهم و من اٰذاهم فقد اذانی و من اذانی فقد اذی الله و من اذی الله فیوشك ان یاخذه

''خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو، میرے اصحاب کے حق میں انہیں نشانہ نہ بنا لینا، میرے بعد جو انہیں دوست رکھتا ہے۔ میری محبت سے انہیں دوست رکھتا ہے اور جو انکا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے۔ جس نے انہیں ایذا

دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کرے (یعنی زندہ عذاب و بلا میں ڈال دے) رواہ الترمذی وغیرہ۔

(اعتقاد الاحباب، مندرجہ فتاویٰ رضویہ ج ۲۹، ص ۳۵۴ تا ۳۵۶)

پھر فرمایا:

''اے اللہ! تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنائیت (ہو) اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت پر جس نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب ہم نشینوں اور گلستان صحبت کے گل چینوں کو (ہمیشہ ہمیش کسی استثناء کے بغیر) نگاہ تعظیم و اجلال (اور نظیر تکریم و توقیر) سے دیکھنا اپنا شعار و وقار (اپنی علامت و نشان کر لیا اور سب کو چرخ ہدایت کے ستارے اور فلک عزت کے سیارے جاننا عقیدہ کر لیا کہ ہر ہر فرد بشران (بارّ و نیکوکار) سرور عدول و اخیار و اتقیاء و ابرار کا سردار (اور امت کے تمام عدل گستر، عدل پرور، نیکوکار، پرہیزگار اور صالح بندوں کے سر کا تاج ہے) تابعین سے لے کر تا قیامت امت کا کوئی ولی کیسے ہی پایہ عظیم کو پہنچے۔ صاحب سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا، ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات صادق کے مطابق اوروں کا کوہ احد کے برابر سونا ان کے نیم صاع (تقریباً دو کلو) جو کے برابر نہیں۔ جو قرب خدا انہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں اور جو

درجات عالیہ یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے۔ (اہلسنت کے خواص تو خواص، عوام تک) ان سب کو بالاجمال (کہ کوئی فرد ان کا شمول سے نہ رہ جائے از اول تا آخر) پرلے درجے کا برّ و تقی (نیکو کار و متقی) جانے اور تفاصیل احوال (کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں۔ (اس) پر نظر حرام مانتے (ہیں)'' (ایضاص ۵۸۔۳۵۷)

تمام صحابہ کے برحق اور قابل تعظیم ہونے کا ثبوت نام نہاد محقق ظہور فیضی کے قلم سے:

اور تو اور دورِ حاضر کے معروف نام نہاد محقق قاری ظہور احمد فیضی کو بھی چاہتے نا چاہتے یہ اعتراف کرنا پڑا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برحق اور قابل تعظیم ہیں۔

موصوف ایک حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

''یہاں یہ ضمنی بات ذہن نشین رہے کہ اس حدیث سے جہاں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا باب العلم یا اعلم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حق ہونا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حق پر قائم ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔''

(شرح اسنی المطالب ص ۱۹ ۴)

دوسرے مقام پہ لکھا:

''اصل جرم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین و تنقیص ہے۔

(شرح اسنی المطالب ص ۱۹)

پھر لکھا:

''معیوب چیز ذکر اہل اہلبیت، حب اہلبیت یا افضلیت

اہلبیت نہیں بلکہ ان کی محبت کی آڑ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے ناحق بات کرنا معیوب ہے۔'' (شرح اسنی المطالب ص ۴۴)

تنبیہ:

افضلیت اہلبیت برخلفاء ثلثہ کا قول بھی تفضیلیوں کا عقیدہ ہے۔ ورنہ اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبوت ورسالت کے بعد برترتیب خلافت خلفاء راشدین ساری امت سے افضل ہیں۔

ایک اور جگہ لکھا:

''تمام لوگوں کی کیا مجال کہ وہ کسی صحابی کے بارے میں رائے زنی کریں۔ اس سلسلہ میں مکمل احتیاط نہ کی جائے تو انسان کی آخرت برباد ہوسکتی ہے۔'' (صلح الامام الحسن ص ۱۱۷)

شرح خصائص علی میں لکھا:

''متاخرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں سابقین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صحابی تھے اور بعد والوں کے لئے دونوں جماعتیں (یعنی متاخرین ومتقدین صحابہ، راقم) صحابی ہیں اور سب کی تعظیم لازم ہے۔'' (شرح خصائص علی ص ۴۹۳)

آگے جا کر مزید لکھا:

''کچھ بخت لوگ تمام نبوی آداب پس پشت ڈال کر ام المومنین رضی اللہ عنہا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کو اپنی عدالت کے کٹہرے میں لانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اگر دل میں ایمان و اخلاص موجود ہو تو ایسی باتوں پر گرفت کا تصور ہی پیدا نہیں ہوتا۔'' (شرح خصائص علی ص ۵۸۷)

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے مذہب اہلسنّت:

قارئین کرام!

بحمد اللہ! ہم نے یہاں تک تصریحات ائمہ کی روشنی اور بعض روافض کی تحریروں سے بھی ثابت کیا کہ تمام کے تمام صحابہ عادل، ثقہ، متقی، برحق، قابل تعظیم اور جنتی ہیں۔ اب ہم یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین جو مشاجرات رونما ہوئے۔ ان کے بارے اہلسنّت کا مذہب کیا ہے؟

تو یاد رہے کہ ہم اہلسنّت و جماعت کے نزدیک جنگ جمل ہو یا جنگ صفین وغیرہ حضرت مولائے کائنات شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔ اور ان کے مقابل آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (جیسے حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم وغیرہ) اجتہادی خطاء پر تھے۔ (یعنی ایسی خطا کہ جو ذاتی عداوت کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ صرف اور صرف دین کی سربلندی کے لئے ہوتی ہے کہ جس کی کوشش میں مجتہد درستگی کو نہ پہنچا ہو) پھر یہ بات بھی مسلّم ہے کہ اگر کوئی مجتہد درستگی کو پہنچ جائے تو اسے دوگنا اجر ملتا ہے اور اگر درستگی کو نہ بھی پہنچے تو اسے گناہ نہیں ہوتا بلکہ اسے بھی کوشش کرنے پہ اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث نمبر ٦٨٠٥ میں فرمایا گیا ہے کہ:

اذا حکم الحاکم فاجتهد ثم اصاب فله اجران و اذا حکم فاجتهد ثم اخطاء فله اجر۔

''یعنی جب فیصلہ کرنے والے نے فیصلہ کیا اور اجتہاد کیا، پھر وہ درستگی کو پہنچا تو اس کے لئے ڈبل اجر ہے، اور جب وہ فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے لیکن درستگی کو نہ پہنچے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔ (بخاری) نیز ان معاملات کی وجہ سے کسی

ایک صحابی پر بھی طعن و تشنیع کرنا اشد حرام ہے۔ بلکہ ہمارے ائمہ کرام نے ان معاملات میں پڑنے سے نہ صرف یہ کہ منع کیا ہے بلکہ حرام بھی قرار دیا ہے۔" (بخاری شریف)

آیئے اب اس پاکیزہ نظریے پہ امت محمدیہ کے جلیل القدر ائمہ و اولیاء کے ارشادات ملاحظہ کرتے ہیں:

مفسر قرآن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سورۃ حدید کی آیت نمبر ۱۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

لایحل الطعن فی احد منهم ولابد حمل مشاجراتهم علی محامل حسنة واغراض صحیحة او خطا فی الاجتهاد.

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی پر بھی طعن کرنا حلال نہیں ہے اور ان کے مشاجرات کو اچھے مطالب اور درست اغراض یا خطائے اجتہادی پر محمول کرنا واجب ہے۔

(تفسیر مظہری ج ۷، ص ۳۰)

عارفِ ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ بیان کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات کے متعلق لب کشائی سے رکنا واجب ہے اور یہ اعتقاد واجب ہے کہ وہ سب اجر پانے والے ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ وہ سب عادل

ہیں برابر ہے کہ کوئی فتنوں میں ملوث (مبتلا) ہوا ہے یا نہیں ہوا جیسے حضرت عثمان، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما اور واقعہ جمل کے دور کا فتنہ اور یہ سب کچھ واجب ہے کہ ان کے متعلق حسن ظن کے وجوب اور انہیں اس بارے میں اجتہاد پر محمول کرتے ہوئے ایسا ضروری ہے۔ کیونکہ ان امور کی بنیاد اس پر ہے اور ہر مجتہد درست ہے یا درست ایک ہے اور ایک خطا کرنے والا معذور بلکہ ماجور (اجر دیا ہوا) ہے...... جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن کرتا ہے بیشک وہ اپنے دین میں طعن کرتا ہے۔''

(الیواقیت والجواہر مترجم ص ۵۱۵)

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ماجری بین معاویة و علی رضی الله عنهما کان مبنیاً علی الاجتهاد... وقد قال افاضل العلماء کل مجتهد مصیب وقال قائلون المصیب واحد ولم یذهب الی تخطئة علی ذو تحصیل اصلا

''حضرت امیر معاویہ اور علی رضی اللہ عنہما کے مابین جو معاملہ ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا اور افضل ترین علماء نے کہا ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور بہت سارے علما نے کہا ہے کہ مصیب ایک ہی ہے اور کسی بھی صاحب علم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اصلاً خطا پر قرار نہیں دیا۔ (احیاء العلوم ج ۱، ص ۱۱۵)

محدث کبیر حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اما الحروب التی: فکانت بکل طائفة شبهة اعتقدت تصویب انفسها بسببها وکلهم عدول متاولون فی حروبهم لم یخرج شیئ من ذلك احدا منهم من العدالة لانهم مجتهدون اختلفوا فی مسائل من محل الاجتهاد و کما یختلف المجتهدون بعدهم فی مسائل فی الرحاء وغیرها ولا یلزم من ذلك نقص احد منهم فاعلم ان سبب تلك الحروب ان القضایا مشبتهة فلشدة اشتباهها اختلف اجتهادهم وصارو ثلثة اقسام قسم ظهرلهم الاجتهاد وان الحق فی هذا الطرف و ان مخالفه باغ فوجب علیهم نصرته وقتال الباغی علیه فیما اعتقدوه ففعلوا ذلك ولم یکن یحل لمن هذه صفة التاخر عن مساعدة امام العدل فی قتال البغاة فی اعتقادهم، وقسم عکس هوءلاء ظهر لهم الاجتهاد و ان الحق فی الطرف الآخر فوجب علیهم مساعدته وقتال الباغی علیه و قسم ثالث اشتبهت علیهم القضیة وتحیّروا فیها ولم یظهر لهم ترجیح احد الطرفین فاعتزلوا الفریقین و کان هذا الاعتزال هو الواجب فی حقهم لانه لا یحل الاقدام علی

قتال مسلم حتی یظهر انه مستحق لذلك ولوظهر لهؤلاء رجحان احدالطرفين و ان الحق معه لما جازلهماالتاخر عن نصرته فی قتال البغاةعليه فكلهم معذورون رضی الله عنهم اتفق اهل الحق و من يعتدبه فی الاجماع علی قبول شهاداتهم ورواياتهم و كمال عدالتهم رضی الله عنهم

''یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو جنگیں ہوئی ان میں ہر فریق کو کوئی شبہ لاحق تھا اور ہر فریق کا اعتقاد یہ تھا کہ وہ صحت اور درستگی پر ہے اور تمام صحابہ عادل ہیں۔ جنگ اور دوسرے نزاعی معاملات میں ہر فریق کی ایک تاویل تھی اور اس اختلاف کی وجہ سے کوئی چیز بھی ان میں سے کسی کو عدالت اور نیکی سے نہیں خارج کرتی۔ کیونکہ وہ سب مجتہد تھے اور ان کا مسائل میں اجتہادی اختلاف تھا، جس طرح ان کے بعد کے مجتہدین کا قصاص اور دیت کے مسائل میں اختلاف ہے۔''

اس سے کسی فریق کی تنقیص لازم نہیں آتی، ان جنگوں کا سبب یہ تھا کہ بعض معاملات میں ان پر مشتبہ ہو گئے تھے اور شدت اشتباہ کی وجہ سے ان کا اجتہاد مختلف ہو گیا تھا، اس لحاظ سے صحابہ کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم:

بعض صحابہ پر اجتہاد سے یہ منکشف ہوا کہ وہ حق پر ہیں اور ان کا مخالف باغی ہے، اس لئے ان پر اپنی جماعت کی نصرت اور اپنے مخالف سے جنگ کرنا واجب تھا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

دوسری قسم:

بعض صحابہ پر اجتہاد سے اس کے برعکس ظاہر ہوا (یعنی) حق دوسری جانب ہے۔ اس لئے ان پر اس جماعت کی موافقت کرنا اور باغیوں سے قتال کرنا واجب تھا۔

تیسری قسم:

بعض پر یہ معاملات مشتبہ ہو گئے اور وہ حیران رہے اور کسی جانب کو ترجیح نہ دے سکے۔ اس لئے وہ ان دونوں فریقوں سے الگ رہے اور ان کے حق میں الگ رہنا واجب تھا، کیونکہ اس وقت تک کسی مسلمان سے جنگ کرنا جائز نہیں۔ جب تک کہ کسی دلیل سے یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ وہ قتل کئے جانے کا مستحق ہے۔ اگر کسی فریق کی ترجیح ان پر ظاہر ہو جاتی تو ان پر ان کی حمایت میں ان کے مخالفین سے قتال کرنا واجب تھا۔

سو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معذور ہیں۔ اسی وجہ سے اہل حق اور قابل ذکر لوگوں کا اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عدالت میں کامل ہیں اور ان کی شہادت اور روایت کو قبول کرنا واجب ہے۔ (شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۲۷۲)

حضرت امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والحروب التی جرت بینهم کانت لکل طائفة
شبهة اعتقدت تصویب انفسها بسببها وکلهم
تأولون فی حروبهم ولم یخرج بذلك احد منهم
من العدالة لانهم مجتهدون اختلفوا فی مسائل
کما اختلف المجتهدون بعدهم فی مسائل ولا
یلزم من ذلك نقص احد منهم

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱۱، ص ۱۵۱)

''یہ ساری عبارت حضرت امام نووی کی عبارت کے پہلے حصے
ہی کی طرح ہے اس لئے اس کا ترجمہ اُدھر ملاحظہ فرمائیں۔''
یہی امام اجل ایک اور مقام پر حدیث ''ان ابنی ھذا سیدلعل اللہ
ان یصلح بہ بین فئتین عظمتین من المسلمین'' کی شرح میں شر
الن کے حوالے سے فرماتے ہیں:

فی الحدیث دلیل علی ان واحد امن الفریقین لم
یخرج لما کان منہ فی تلک الفتنۃ من قول او فعل
عن ملۃ الاسلام لان النبی ﷺ جعلھم کلھم
مسلمین مع کون احدی الطائفتین مصیبۃ
والاخری مخطئۃ

''حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ ان دونوں گروہوں
میں سے ہر ایک کی طرف سے (دوران جنگ) جو کوئی بھی
قول یا فعل صادر ہوا، وہ اس کی وجہ سے ملت اسلامیہ
سے خارج نہیں ہوا۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
میں سے ہر گروہ کو مسلمان قرار دیا ہے۔ باوجود اس کے کہ ان
میں سے ایک گروہ درست تھا اور دوسرا (اجتہادی) خطا پر
تھا۔ (ایضاً ص۲۹۹)

امام الاولیاء حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
''ہمارے لئے اس سلسلہ میں سب سے بہتر یہ ہے کہ اس
معاملہ میں خاموش رہیں۔ ان کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کی
طرف لوٹا دیں۔''

اس سے قبل فرمایا:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے مشاجرات میں سے کسی کے بارے میں کلام نہ کیا جائے۔ اس معاملہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حق پر تھے، ان کے پاس لڑائی کا جواز موجود تھا۔ اسی طرح ان کے مقابل افراد کے پاس بھی لڑائی کا جواز موجود تھا۔ (مگر انکا اجتہاد خطاء پر مبنی تھا) (غنیۃ الطالبین ص)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وہ لڑائی جھگڑے جو اصحاب کرام کے درمیان واقع ہوئے ہیں۔ جیسے کہ جمل اور صفین کی لڑائی جھگڑا، ان کو نیک وجہ پر محمول کرنا چاہئے اور ہوائے تعصب سے دور سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ان بزرگوں کے نفوس حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ السلام کی صحبت میں ہوا ہوس سے پاک اور حرص وکینہ سے صاف ہو چکے تھے۔ اگر ان میں صلح تھی تو حق کے لئے تھی اور اگر لڑائی تھی جھگڑا تھا تو حق کے لئے تھا۔ ہر ایک گروہ نے اپنے اپنے اجتہاد کے موافق عمل کیا۔'' (مکتوبات شریف ج ۲، ص ۲۰۴، مکتوب نمبر ۴۷)

پھر فرمایا:

''مخالفت اور جھگڑے جو اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان واقع ہوئے ہیں۔ نفسانی خواہشوں پر محمول نہیں ہیں۔ کیونکہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ان کے نفسوں کا تزکیہ ہو چکا تھا اور

امارہ پن سے آزاد ہو گیا تھا اس قدر جانتا ہوں کہ حضرت امیر (مولائے کائنات علی مرتضیٰ) رضی اللہ عنہم حق پر تھے اور ان کے مخالف خطا پر لیکن یہ خطا اجتہادی ہے، جو فسق کی حد تک نہیں پہنچاتی بلکہ اس قسم کی خطا میں ملامت کی بھی مجال نہیں۔ کیونکہ ایسی خطا کرنے والے کو بھی ایک درجہ ثواب کا حاصل ہوتا ہے۔ (ایضاً ص۲۰۵)

تاج الاولیاء حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں مجمل حسن ظن رکھنا چاہئے (یعنی کہ وہ تمام کے تمام عادل، ثقہ، ساری امت سے افضل اور درجات کے تفاوت کے ساتھ جنتی ہیں، راقم) چونکہ یہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے، حسن خدمت اور قرب قرابت رہا تھا اس لئے ان سے محبت لازم ہے۔ بس یہی کافی ہے، ان حضرات کے تفصیلی حالات (یعنی مشاجرات) کے لئے تاریخ کی کتابوں کا مطالعہ ہیجان اور فتنہ کا موجب ہے۔ (مقامات مظہری ص۲۶۷، تالیف شاہ غلام علی دہلوی)

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

اس بابت آپ کا فرمان مع مکمل حوالہ گزشتہ صفحات پہ گزر چکا ہے۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت مرتضوی (امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے

جنہوں نے مشاجرت و منازعت کئے (اور اس حق مآب صائب الرائے کی رائے سے مختلف ہوئے اور ان سے اختلافات کے باعث ان میں جو واقعات رونما ہوئے کہ ایک دوسرے کے مدمقابل آئے مثلاً جنگ جمل میں حضرت طلحہ و زبیر و صدیقہ عائشہ اور جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ بمقابلہ مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم)

ہم اہلسنّت ان میں حق جانب مولیٰ علی کو (مانتے) ہیں اور ان سب کو موردلغزش برغلط و خطا اور حضرت اسد الٰہی کو بدرجہا ان سے اکمل و اعلیٰ جانتے ہیں۔ مگر بایں ہمہ بلحاظ احادیث مذکورہ (کہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں مروی ہیں) زبان طعن و تشنیع ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انہیں ان کے مراتب پر جو ان کے لئے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں۔ کسی کو کسی پر ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے اور ان کے لئے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں اور ان کے اختلافات کو ابوحنیفہ و شافعی جیسا سمجھتے ہیں۔''

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸، ص ۵۲-۲۵۱، امام احمد رضا اکیڈمی انڈیا)

صاحب بہارشریعت مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، سخت حرام ہے۔ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثار اور سچے غلام ہیں۔ (بہارشریعت ج۱، (الف) ص ۲۲۴، مطبوعہ دعوت اسلامی)

شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اپنے وصایا شریف میں فرماتے ہیں:

''اور جان لے کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باہمی نزاع کو ہم متشابہات کے درجہ میں رکھتے ہیں۔ ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم ان کی عظمت، ان کے مرتبہ اور مقام میں کسی قسم کا شک کریں اور کیونکر کریں جبکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

(وصایا شریف ص ۴۴۔ ۴۳)

پھر آگے جا کر فرمایا:

''یاد رکھو کہ وہ تمام روایات جو اس نزاع کی تفصیل میں وارد ہیں وہ یا تو مؤرخ طبری سے مروی ہیں جو کہ اسماء الرجال کی تصریح کے مطابق مردود الروایۃ ہے اور یہ ابن جریر طبری بلاشبہ شیعہ ہے۔ البتہ ابن جریر طبری مفسر ثقہ لوگوں میں سے ہے اور یا وہ روایات ابن قتیبہ الامامۃ والسیاسۃ کے مصنف سے منقول ہیں جو کہ جھوٹا اور مفتری ہے اور یا وہ روایات مؤرخ واقدی سے مروی ہیں تو اس سے بھی کوئی روایت نہیں لی گئی اور نہ ہی اس کی روایت پر اعتماد کیا گیا ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ اس نزاع کے بارے میں مروی مرویات میں من گھڑت روایات بیان کرنے والے کذاب لوگوں کا کافی دخل ہے تو ہم ان روایات پر کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں اور ایک یقینی امر کی کیسے مخالفت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بلاشک وشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔کاتب وحی ہیں۔(بمرجع سابق ص ۴۵۔۴۴)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات میں پڑنا حرام اور ممنوع ہے:

قارئین کرام!

یہاں تک آپ نے پڑھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات کے بارے اہلسنّت وجماعت کا کیا عقیدہ ہے۔اب یہ بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان مشاجرات ونزاعی معاملات میں (بلا وجہ وجیز جیسے تردید روافض) پڑنا سخت حرام اور ممنوع ہے۔ ایسا کرنے والا بدعتی، رافضی ہے اور اہلسنّت سے خارج ہے۔

اس بارے آپ گزشتہ صفحات پر حضرت غوث اعظم، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی، امام اہلسنّت امام احمد رضا خان بریلوی اور صدر الشریعہ صاحب بہار شریعت رحمہم اللہ کی تصریحات پڑھ چکے ہیں، چند ایک اور ملاحظہ ہوں۔

حضرت میمون بن مہران فرمایا کرتے تھے:

''تین چیزوں کو پھینک دو! سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالیاں دینا، ستاروں میں غور وفکر کرنا اور تقدیر میں غور وفکر کرنا۔''

(فضائل الصحابہ رقم ۱۷۳۹، بحوالہ سل السنان فی الذب عن معاویہ)

ابن ابی القیر وانی فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جس کا بھی تذکرہ کیا جائے تو اچھا ہی ذکر کیا جائے۔ ان کے مشاجرات سے زبانیں روکی جائیں۔''(بحوالہ سابق ص ۲۹۱)

امام خطابی فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے مابین ہونے والے اختلافات

سے زبانیں بند رکھی جائیں اور ان کے عیوب و نقائص سے زبانوں کو پاک رکھا جائے، ان سب کے لئے رحمت کی دعا کی جائے اور ان سب سے محبت کی جائے۔"

(الغنیۃ ص۸۹، بحوالہ سابق ص۲۹۱)

مجدد وقت حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ذکر کثیرون من المحققین ان ذکرہ حرام مخافة ان یؤدی الی سوء الظن ببغض الصحابة ویعضده الحدیث المرفوع. لا یبلغنی احد من اصحابی عن احد شیاء فانی احب اخرج الیکم و انا سلیم الصدر... و انما اضطر اهل السنة الی ذکر تلك القصص لان المبتدعة اخترعوا فیها مفتریات و اکاذیب حتی ذهب بعض المتکلمین الی ان روایات التشاجر کلها کذب ونعم القول هو. الا ان بعضها ثابت التواتر واجمع اهل السنة والجماعة علی تاویل ماثبت منه تخلیصا للعامة عن الوسواس والهواجس و اما ما لم یقبل التاویل فهو مردود فان فضل الصحابه و حسن سیرتهم واتباعهم الحق ثابت بالنصوص القاطعة واجماع اهل الحق فکیف یعارضه روایة الاحاد. سیما من الروافض المتعصبة الکذابین

"کثیر محققین نے ذکر کیا ہے کہ مشاجرات صحابہ کا ذکر کرنا حرام ہے۔ کیونکہ اس میں یہ اندیشہ ہے کہ یہ بعض صحابہ

کے بارے میں بدگمانی کا باعث ہوگا اور اس بات کی تائید
اس مرفوع حدیث سے ہوتی ہے (کہ جس میں نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) مجھے میرے صحابہ کے بارے
میں کوئی ایسی چیز نہ بتاؤ، میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس
اس حال میں آؤں کہ میرا سینہ صاف ہو۔''

سوائے اس کے نہیں کہ اہلسنت ان واقعات کو بیان کرنے پر اس لئے مجبور ہوئے کہ بدعتیوں نے اس میں کئی بہتان اور جھوٹی باتیں گڑھ لیں ہیں۔ یہاں تک کہ بعض متکلمین نے یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ مشاجرات کی تمام روایات جھوٹی ہیں اور یہ کتنا اچھا مؤقف ہے۔ مگر یہ کہ ان میں سے بعض امور تواتر سے ثابت ہیں اور اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے کہ ان میں سے جو امور ثابت ہیں۔ ان کی تاویل کی جائے گی۔ تاکہ عامۃ الناس کو وسوسوں سے بچایا جا سکے۔ بہرحال (ان میں سے اگر کوئی روایت یا تاریخی واقعہ پھر بھی) قابل تاویل نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ بے شک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت، ان کی حسن سیرت اور ان کی پیروی کا حق ہونا نصوص قطعیہ اور اجماع سے ثابت ہیں۔ تو یہ اخبار احاد ان نصوص کے مقابل کیسے آسکتی ہیں؟ بالخصوص متعصب کذاب رافضیوں کی روایات؟
(الناہیہ عن طعن امیر المومنین معاویہ ص ۲۳)

نوٹ:

ان تینوں مضامین کے لئے ہماری تصنیف ''مقالات عالیہ در مدح امیر معاویہ'' کا مطالعہ از حد مفید رہے گا، اس میں ہم نے اس طرح کے کئی اور بھی اقوال نقل کر دیئے ہیں۔ فیضی

عقیدہ اہلسنّت کا قرآن وحدیث سے ماخوذ ہونا:

قارئین کرام!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بابت ہم نے جتنے بھی اقوال ائمہ کرام نقل کئے ہیں یہ فقط مبنی بر جذبات اورعقیدت بلا حقیقت نہیں ہیں۔ بلکہ مسلک حق اہلسنت و جماعت کے دیگر عقائد حقہ کی طرح یہ بھی قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔آیئے اس پر چند ایک شواہد ملاحظہ کرتے ہیں:

ا۔ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد الله الحسنیٰ والله بما تعملون خبیر

''تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔''

(ترجمہ کنز الایمان، سورۂ حدید آیت نمبر ۱۰)

۲۔ سورۂ انبیاء میں فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝۱۰۱ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا ۚ وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝۱۰۲ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ

كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (الانبیاء)

''بیشک وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں وہ اس کی بھنک (ہلکی سی آواز بھی) نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے، انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔'' (ترجمہ کنز الایمان)

۳۔ سورۂ توبہ میں فرمایا:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبہ)

''اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔'' (کنز الایمان)

ان تینوں آیات سے ثابت ہوا کہ رب تعالیٰ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جنت دینے کے وعدے کے ساتھ ساتھ انہیں اپنی رضا و خوشنودی سمیت بے شمار انعامات عطا کر رکھے ہیں۔

۴۔ صاحب قرآن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ عزوجل اختارنی واختار لی اصحابا، فجعل لی

منهم وزراء وانصارا واصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لايقتبل الله منه يوم القيامة لاصرفا ولا عدلا

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا اور میرے لئے اصحاب کو چن لیا، پس ان میں سے بعض کو میرے وزیر اور میرے مددگار اور میرے سسرالی بنا دیا، پس جو شخص ان کو برا کہتا ہے اس پر اللہ کی اور سارے فرشتوں اور سارے انسانوں کی لعنت، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرضی عبادت قبول کرے گا نہ ہی نفلی۔" (مستدرک ج ۳، ص ۶۳۲، الشریعۃ للآجری حدیث نمبر ۱۹۷۳، المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث ۴۶۷، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم حدیث نمبر ۴۰۴۰، معجم کبیر، حدیث نمبر ۱۳۸۰۹)

۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان الله نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد ﷺ خير قلوب العباد فاصطفاه لنفسه فابتعثه برسالته ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد فوجد قلوب اصحابه خير قلوب العباد فجعلهم وزراء نبيه. الخ

"رب تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو بندوں کے دلوں سے بہترین محمد عربی ﷺ کے دل کو پایا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے لئے چن لیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث کیا پھر رب تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا تو آپ کے صحابہ کے دل تمام بندوں

سے بہترین ان کے دلوں کو پایا تو رب تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کے وزیر بنادیا۔'' (مسند احمد حدیث ۳۶۰۰)

۶۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اکرموا اصحابی فانہم خیارکم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم

''میرے سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کرو کیونکہ وہ تم سے افضل ہیں، پھر وہ جو ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں (یعنی تابعین) پھر وہ جو ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں (یعنی تبع تابعین)''

(مشکوۃ مع مرقاۃ ج۱۱، ص۱۵۸)

۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا رائتم الذین یسبونی اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم

''جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو تم کہو کہ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔''

(ترمذی شریف ج۲، ص۲۲۷)

۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے:

من کان مستنا فلیستن بمن قدمات، اولئك اصحاب محمد ﷺ کانوا خیر هذه الامة، ابرها قلوبا واعمقها علما واقلها تکلفا، قوم اختارهم الله لصحبة بنیه ﷺ و نقل دینه فشبهوا باخلاقهم و طرائقهم فهم اصحاب محمد ﷺ کانوا علی الهدی المستقیم والله رب الکعبة

''اگر کوئی شخص کسی کی پیروی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ ان لوگوں کی پیروی کرے جو ہو گزرے ہیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں وہ ساری امت سے افضل تھے۔ وہ سب سے زیادہ پاکیزہ دل والے۔ سب سے زیادہ گہرے علم والے اور سب سے زیادہ کم تکلف والے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کی صحبت اور دین کو آگے منتقل کرنے کے لئے چن لیا تھا۔ لہٰذا تم ان کے اخلاق و اطوار کو اپناؤ، کیونکہ وہ رسول خدا کے ایسے ساتھی تھے کہ جو صراط مستقیم پر قائم تھے۔ رب کعبہ کی قسم (وہ ایسے ہی تھے)

(حلیۃ الاولیاء ج۱، ص۳۰۶۔۳۰۵ جامع بیان العلم وفضلہ حدیث نمبر ۱۱۸۰۴، از ابن عبدالبر شرح عقیدۃ الطحاویہ ص ۵۴۰، معجم کبیر ج۹، ص ۱۵۲، مجمع الزوائد للہیثمی ج۱، ص ۱۸۸، شرح السنۃ ج۱، ص ۲۱۴، الشریعہ للاجری حدیث ۱۱۶۱)

۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے:

لا تسبوا اصحاب محمد فلمقام احدهم ساعة خير من عمل احدكم عمره

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو برا نہ کہو۔ اس لئے کہ ان میں کسی ایک کی لمحہ بھر کی نیند تم میں سے کسی کے بھی عمر بھر کے اعمال صالحہ سے بہتر ہے۔'' (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج۱۱، ص ۱۵۳، ابن ماجہ ج۱، ص ۵۷، حدیث نمبر ۱۶۲، تفسیر در منثور، ج۸، ص ۵۲)

۱۰۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا ظهرت الفتن او قال البدع و سب اصحابي

فليظهر العالم علمه فمن لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين ولا يقبل الله له صرفا ولا عدلا۔

''جس وقت فتنے ظاہر ہوں۔ یا فرمایا جب بدعتیں ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو سب وشتم کیا جائے تو عالم پر لازم ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے۔ پس جو ایسا نہیں کرے گا (یعنی اپنے علم کے ذریعے صحابہ کرام کا دفاع نہیں کرے گا) اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت اللہ تعالیٰ اس کی نہ کوئی فرضی عبادت قبول فرمائے گا اور نہ ہی نفلی۔''

(ایضاً)

۱۱۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ستكون لاصحابي زلة يغفرها الله لهم لسابقتهم ثم ياتي من بعدهم قوم يكبهم الله على مناخرهم في النار۔

''قریب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی جسے اللہ تعالیٰ بخش دے گا، اس سابقہ کے سبب جو ان کو میری سرکار میں ہے۔ پھر ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ ناک کے بل جہنم میں اوندھا کر دے گا۔''

المعجم الاوسط حدیث ۳۲۴۳، ج ۴، ص ۱۴۲، مجمع الزوائد ج ۷، ص ۲۳۴، کنز العمال، ج ۱۱، ص ۵۴۱، حدیث ۳۲۵۴۷، کشف الخفا العجلوانی ج ۱، ص ۹۷۶، الکامل لابن عدی ج ۶، ص ۲۳۹۰، فتاویٰ

رضویہ ج۹، ص ۱۷۰، امام احمد رضا اکیڈمی انڈیا، جامع الاحادیث ج۴،
ص ۴۰۳، امام احمد رضا اکیڈمی انڈیا)

۱۲۔ ایک اور حدیث میں فرمایا ہے کہ:

سیأتی قوم یسبونهم وینقصونهم. فلا تجالسوهم ولاتشاربوهم ولاتؤاكلوهم ولاتناكحوهم.

''عنقریب کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو انہیں (یعنی میرے صحابہ کو) برا کہیں گے اور ان کی شان گھٹائیں گے۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا۔ نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ کھانا کھانا، نہ شادی بیاہ کرنا۔''

(معجم کبیر ج ۱۷، ص ۱۴۰، جمع الجمع للسیوطی ۴۶۳۲، کنز العمال، ج ۱۱، ص ۵۲۹، حدیث ۳۲۴۶۸، جامع الاحادیث ج ۴، ص ۶۰۲)

قاری ظہور احمد فیضی کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے گستاخیاں:

حق و باطل کی جنگ کے طور پر جس طرح ہر دور میں اللہ اور اس کے رسول کے دشمن و گستاخ پائے جاتے رہے ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن اور گستاخ بھی ہر دور میں پائے جاتے رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو روافض کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

نام نہاد محقق قاری ظہور احمد فیضی، فیض الباری کے حوالے سے رافضیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

واعلم ان الرافضی عند علماء الجرح والتعديل من سب الصحابة

''جان لو کہ علماء جرح و تعدیل کے نزدیک رافضی وہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا کہے۔'' (شرح اسنی المطالب ص ۴۳۴)

دوسری جگہ لکھا:

''یہ دشمنی (یعنی اہلبیت سے کمال محبت کے باوجود کسی بھی صحابی سے دشمنی رکھنا) فقط غالی اور روافض میں پائی جاتی ہے۔ (شرح اسنی المطالب ص ۱۳۹)

پھر ایسے لوگوں کی دو اقسام ہیں:

نمبر ۱: وہ لوگ جو اعلانیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتے ہیں اور خود کو شیعت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

نمبر ۲: وہ لوگ جو ظاہراً تو اہلسنّت و جماعت کا نام استعمال کرتے ہیں مگر عملاً اور اعتقاداً اعلانیہ روافض کے بہت قریب ہوتے ہیں۔ (یعنی بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے مسلمات اہلسنّت کے منکر ہوتے ہیں) بالفاظ دیگر یوں بھی کہہ سکتے ہیں جس طرح پہلی قسم کے لوگ برملا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب و شتم کرتے ہیں یہ لوگ بھی اس فعل شنیع کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اور یہ دوسری قسم زیادہ خطرناک اور مضر ایمان ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ سنیت کا لبادہ اوڑھ کر من گھڑت تاریخی واقعات و روایات سنا سنا کر بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا لیتے ہیں اور انہیں راہ راست سے بھٹکاتے رہتے ہیں۔

مؤخر الذکر لوگوں میں سے ہی ایک دورِ حاضر کا معروف نام نہاد محقق ہے جسے ''قاری ظہور احمد فیضی'' کہا جاتا ہے جو اپنے تائیں ''ریسرچ اسکالر'' ہونے کا بھی مدعی ہے۔ موصوف نے اپنی کتابوں میں کئی مقامات پر عموماً جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نام بنام بھی چودہ (۱۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کھلے بندوں توہین و تنقیص کی اور انتہائی گستاخانہ انداز سے کام لیا، خاص کر کے کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف تو اس کا زہر آلود قلم یوں چلا کہ بس خدا کی پناہ، آپ کی

ذات پر ایسے ایسے قبیح الزامات لگائے اور اتنی کثرت سے آپ کی ذات پر مغلظات بکے کہ پڑھ کر ایک مسلمان کا کلیجہ منہ کو آئے۔

موصوف نے جو اشارۃ، کنایۃ، تعریضاً یا صراحتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کیا۔ ہم خلاصۃً وہ مقامات آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر آپ فیصلہ نہیں کر پائیں گے کہ یہ جملے کسی غالی شیعہ کے ہیں یا پھر سنیت کے لبادے میں ملبوس کسی نام نہاد محقق کے ہیں۔

صحابی رسول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی توہین:

نمبر شمار	تردید وتوہین	کتاب	صفحہ نمبر
۱	غیر مناسب فیصلے کے مرتکب	صلح الامام الحسن	۵۲
۲	آپ کی فہم درستگی کو نہ پہنچ سکی	صلح الامام الحسن	۵۸

صحابی رسول حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کی توہین:

۱	ہزار ہا لالچوں والے	شرح خصائص علی	۵۰۱

صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں گستاخیاں اور جھوٹے الزامات:

۱	قابل تعظیم نہیں	الاحادیث الموضوعۃ	۲۴
۲	ان کے حق میں یہ دعائے نبوی اللھم املاءہ علما قبول نہیں ہوئی	الاحادیث الموضوعۃ	۹۹
۳	آپ میں دعائے نبوی اللہ اجعلہ ہادیا مہدیاً کی تاثیر نہیں پائی گئی۔	الاحادیث الموضوعۃ	۱۷۶_۱۷۷
۴	مسلم خواتین کو لونڈیاں بنانے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۳۹

۵	حرمین میں افعال قبیحہ کا ارتکاب کرنیوالے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۳۹
۶	سونا، ریشم اور درندوں کی کھالیں استعمال کرنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴۰
۷	نصیحت نبوی پر عمل نہ کرنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴۰
۸	صحابہ کو دھمکیاں دینے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴۰
۹	سابقین صحابہ کو پاگل کہنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴۰
۱۰	حدیث نبوی کو فساد کہنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴۰
۱۱	رشوت لینے دینے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴۰
۱۲	بدعات کے مرتکب	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴۰
۱۳	شراب پینے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴۰
۱۴	باطل طریقے سے مال کھانے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴۰
۱۵	آدمیوں کو خصی کرانیوالے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴۱
۱۶	قرآن مجید کی مخالفت کرنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴۱
۱۷	کبائر حرام، منافی عدل معاملات کا ارتکاب کرنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴۱
۱۸	گمراہ	شرح خصائص	۸۷۷
۱۹	ہٹ دھرم	صلح الامام الحسن	۵۹
۲۰_۲۱	فتنہ باز، چال باز	صلح الامام الحسن	۷۵
۲۲	حلال وحرام اور جائز و ناجائز میں تمیز نہ کرنے والے	صلح الامام الحسن	۱۷۷
۲۳	مجتہد نہیں محب اقتدار	صلح الامام الحسن	۲۳
۲۴_۲۵	نا اہل منحوس	صلح الامام الحسن	۶۱

۲۶	ہوس پرست	صلح الامام الحسن	۶۴
۲۷	اقتدار کے دل دادہ	صلح الامام الحسن	۳۵
۲۸	اقتدار کے جسکولے	صلح الامام الحسن	۳۵
۲۹	آپ آیت کریمہ ”وکلاً وعداللہ الحسنیٰ میں شامل نہیں ہیں	صلح الامام الحسن	۱۰۰
۳۰	صحابیت کے ٹائٹل سے ناجائز فوائد حاصل کرنے والے	صلح الامام الحسن	۲۱۷
۳۱	طالب الدنیا، باغی	حقیقۃ التفضیل	۲۴۴

صحابی رسول حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی توہین:

۱	رسوا ہوئے	صلح الامام الحسن	۷۵
۲	ہفوات کے مرتکب	اہل کساء کا مقام	۵۴

ابن ابی بکر، ابن زبیر و ابن علی رضی اللہ عنہم کی توہین:

۱	یہ لکیر کے فقیر تھے	صلح الامام الحسن	۲۳۰
۲	بڑی غلطی کے مرتکب	صلح الامام الحسن	۲۳۰

صحابی رسول حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی توہین:

۱	افراط وتفریط کے مرتکب	شرح خصائص علی	۵۰۲
۲	قوم کو گمراہ کرنے والے	شرح خصائص علی	۵۰۴
۳	ناپاک اہتمام کرنے والے	شرح خصائص علی	۵۰۴

صحابی رسول حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی توہین:

۱	حسد کرنے والے	شرح خصائص علی	۵۲۷

صحابی رسول حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کی توہین:

۱	انتہائی سنگ دل، سفاک	الاحادیث الموضوعہ	۶۷
۲	ظالم، برا آدمی	الاحادیث الموضوعہ	۶۷
۳	راہ راست سے بھٹکا ہوا	الاحادیث الموضوعہ	۶۸
۴	دین و دنیا سب کچھ گنوانے والا	الاحادیث الموضوعہ	۷۰
۵	یہ صحابی نہیں تھا	الاحادیث الموضوعہ	۷۰
۶	انتہائی برا انسان تھا	شرح کتاب الاربعین	۲۰۳

صحابی رسول حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کی توہین:

۱	شراب کے عادی	مناقب زہرہ	۲۰۳
۲	اس فعل شنیع کی نحوست برابر ان کے تعاقب میں رہی	مناقب زہرہ	۲۰۳

صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن بن عدیس رضی اللہ عنہ کی توہین:

۱	یہ جنتی نہیں ہے	صلح الامام الحسن	۳۲۱

صحابی رسول حضرت ابوالغادیہ جہنی رضی اللہ عنہ کی توہین:

۱	یہ جنتی نہیں ہیں	صلح الامام الحسن	۳۲۱

جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین:

۱	دنیا پرست	صلح الامام الحسن	۲۰
۲	تمام مہاجرین و انصار جنتی نہیں ہیں	صلح الامام الحسن	۱۰۳
۳	تمام صحابہ کے لئے محب اہلبیت ہونا لازمی نہیں ہے	صلح الامام الحسن	۱۰۴

۴	ہر صحابی کے لئے محبت اہلبیت ہونا لازمی نہیں ہے	صلح الامام الحسن	۱۵۱
۵	کسی ایک صحابی پر طعن کرنا سب صحابہ پر طعن کرنا نہیں ہے	صلح الامام الحسن	۲۵۲۔ ۲۵۳
۶	کوئی صحابی جوابدہی سے مبرا نہیں ہے	صلح الامام الحسن	۲۵۴
۷	بعض صحابہ حب دنیا میں مبتلا تھے	صلح الامام الحسن	۲۷۵
۸	بعض تو دین دنیا سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے	صلح الامام الحسن	۲۷۵
۹	فتح مکہ کے بعد والے صحابہ "وکلا وعد اللہ الحسنیٰ" میں شامل نہیں ہیں۔	صلح الامام الحسن	۳۲۰
۱۰	حضرت معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے جنتی ہونے کی کوئی صحیح السند حدیث نہیں ہے	شرح خصائص علی	۹۹۴
۱۱	فتح مکہ کے بعد والے صحابہ کی شان میں کوئی حدیث نہیں ہے	الاحادیث الموضوعۃ	۵۴
۱۲	بہت سے صحابہ مرتد ہو گئے تھے	الاحادیث الموضوعۃ	۲۱
۱۳	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی بعض حضرات ایسے تھے جن کا باپ حلالی نہیں تھا	مناقب الزہرہ	۷۹
۱۴	غیر درست اندازے والے	حقیقۃ التفضیل	۱۴۹۔۳۹
۱۵	خلافتی امور میں الجھنے والے	حقیقۃ التفضیل	۲۰۸

تنبیہ:

قاری ظہور سمیت جتنے روافض بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پہ الزام تراشیاں کرتے ہیں یادر ہے ان میں سے کوئی ایک الزام بھی صحیح السند روایت سے ثابت نہیں ہوتا ہے۔ یونہی دیگر صحابہ پہ جولایعنی اعتراضات ہوتے ہیں ان کی بھی یہی صورت حال ہے۔ علماء اہلسنّت نے ہر دور میں ایسے بے بنیاد الزامات کے علمی وتحقیقی جوابات دیئے ہیں۔ جن میں سے اردو کے لیٹریچر کے لحاظ سے حضرت العلام محقق اہلسنّت محمد علی نقشبندی صاحب حضرت علامہ ظفر الدین بکھری صاحب، حضرت علامہ غلام حسین قادری صاحب، وغیرہ خاص کر کے مذکور ہیں، ان کی بالترتیب تصنیفات انتہائی مفید اور قابل مطالعہ ہیں۔

(۱) دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ، (۲) الاحادیث الراویہ۔

(۳) الصوارم الحیدریہ

قارئین کرام! آپ اندازہ لگائیں ایک جانب قرآن وحدیث کی وہ ان گنت نصوص اور سلفاً خلفاً ساری امت کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ اول تا آخر تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل، ثقہ، متقی، دارین میں "رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ" کے تاج والے اور جنتی ہیں اور دوسری طرف اغیار کے ٹکڑوں پہ پلنے والے قاری ظہور احمد فیضی جیسے نام نہاد محققین ہیں جو شب وروز اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ طعن وتشنیع اور سب وشتم سے کام لے رہے ہیں۔

فیصلہ ہم انصاف پسند اپنے قارئین پہ چھوڑتے ہیں، آیا وہ قرآن وحدیث اور اجماع امت کی مانتے ہوئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے عادل وثقہ اور جنتی ہونے کا پاکیزہ اعتقاد رکھ کر دارین کی فوز وفلاح حاصل کرنا چاہتے ہیں یا پھر ان روافض کی طرح قرآن وسنت اور ساری امت کی مخالفت کر کے صحابہ کو برا بھلا کہہ کر اوران کے بارے بداعتقادی رکھ کر دارین میں گھاٹے کا سودا کرنا چاہتے ہیں؟؟؟

موصوف ظہور فیضی کی جانب سے کثیر علماء وائمہ اسلام کی تردید

تغلیط اور بے باکیاں:

موصوف کی کتب کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ ان کی یہ عادت ثانیہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کی کوئی تحریر یا مؤقف ان کے نظریے کے مخالف پایا گیا بس اس کی خیر نہیں ہے جناب کا قلم زہر آلود پھر اس کی تغلیط وتردید اور توہین میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتا۔ عام ازیں کہ وہ صحابی ہو یا تابعی، تبع تابعی ہو یا ولی مفسر ہو یا محدث، مجدد ہو یا مجتہد، اس کے خلاف خوب بڑا س نکالتے ہیں یہ ہی وجہ ہے کہ موصوف نے بالعموم ساری امت کے مفسرین، محدثین، فقہاء، اولیاء کی تردید وتنقیص کرنے کے ساتھ ساتھ ایک سو (۱۰۰) سے زائد ائمہ و اولیاء کی جی بھر کر تردید وتغلیط اور توہین کی (یہ بھی وہ ہیں جو راقم کے مطالعہ سے آئے اور ان کی مطبوعہ کتب میں، مزید آگے آگے دیکھئے کیسے گل کھلاتے ہیں اور حیرت ہے پھر بھی زہر کی بوتل پہ شہد کا لیبل لگاتے ہوئے کہتے ہیں:

''علماء حق کی تعظیم شرعی طور پر ہر مسلمان پر لازم ہے۔''

(حقیقۃ التفضیل ص ۳۶۵)

بہرحال آیئے ان میں سے چند ایک مقامات آپ کے سامنے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان عبارات کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔ تفصیل کے لئے اصل کتب کو دیکھا جائے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تردید:

نمبر شمار	تردید وتوہین	کتاب	صفحہ نمبر
۱	امام اعظم امام الائمہ تھے مگر......	حقیقۃ التفضیل	۳۰۷

۲	آپ کا وصال عقیدہ تفضیل علی پر ہوا ہے	حقیقۃ التفضیل	۲۱۴

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تردید:

نمبر شمار	گستاخی	کتاب	صفحہ نمبر
۱	آپ کا قول قرآن و سنت کے خلاف ہے	گھر والے اور در والے	۷

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتوہین:

۱	آپ پہلے ناصبی تھے	حقیقۃ التفضیل	۱۰۹

امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

نمبر شمار	گستاخی	کتاب	صفحہ نمبر
۱	تفرد کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۴۹
۲	سنگین لغزش کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۵۰
۳	ان کا قول باطل	حقیقۃ التفضیل	۵۲
۴	مردود قول کے مرتکب	شرح اسنیٰ المطالب	۳۷۷

فرات بن سائب کی تردید وتوہین:

۱	کذاب، وضاع	حقیقۃ التفضیل	۱۰۱

میمون بن مہران کی تردید وتوہین:

۱	یہ ناصبی تھا	حقیقۃ التفضیل	۱۰۲
۲	احمق، غبی، غوی، سفیہ تھا		۱۰۲

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تردید:

۱	ائمہ اہلبیت سے روایت نہیں لیتے	الاسادیث الموضوعۃ	۳۴۵

۲	انتہائی تکلف کے مرتکب	الاحادیث الموضوعۃ	۴۲
۳	امیر معاویہ کی شہرت سے مرعوب ہونے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۴۲

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی تردید:

۱	دھوکہ کھانے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۲۸

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید

۱	دھوکہ کھانے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴
۲	باطل حدیث لانے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴
۲	دھوکہ کھا گئے	صلح الامام الحسن	۳۴۴

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

۱	جان بوجھ کر متن حدیث میں کچھ مخفی رکھنے والے	صلح الامام الحسن	۱۴۷
۲	عمداً معاویہ کی جگہ رُجلٌ لگانے والے	صلح الامام الحسن	۱۵۲

ائمہ صحاح ستہ رحمۃ اللہ علیہم کی تردید وتغلیط:

۱	دھوکے کا شکار ہو گئے	شرح خصائص علی	۳۴۴

علامہ ابن عربی مالکی، محی الدین شیخ زادہ اور ابن عادل حنبلی رحمۃ اللہ علیہم کی تردید وتغلیط:

۱	دھوکے کا شکار ہونے والے	شرح خصائص علی	۷۷۷

علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

۱	احادیث کو موضوع کہنے میں بے احتیاط	شرح خصائص علی	۱۸۱
۲	افراط وتفریط کا شکار	شرح خصائص علی	۱۸۳

امام غزالی، حکیم ترمذی، امام شعرانی، امام ابونصر عبداللہ، شیخ اکبر ابن عربی، امام احمد اقلیشی، صاحب کبریات احمر، ابن جوزی کی تردید وتوہین:

۱	علم حدیث میں مہارت نہ رکھنے والے صوفیاء	حقیقۃ التفضیل	۱۷۱

ابوشکور سالمی، امام بزدوی، حضور غوث اعظم، ملا علی قاری، امام ذہبی، امام طاہر بخاری، صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام، امام زین الدین حنفی، امام عبدالعلی برجندی، علامہ شیخ زادہ، امام شمس قہستانی، امام ابن نجیم، امام ابراہیم حلبی، امام عبدالعلی لکھنوی، علامہ شامی، شیخ نظام الدین اور جماعت علماء ہند، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

۱	خلاف حق بات لکھنے والے	حقیقۃ التفضیل	۳۵۱
۲	ان کی لکھی بات بے سود	حقیقۃ التفضیل	۳۵۱
۳	خطا کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۳۴۶

۴	بلا سوچے سمجھے فتوے لگانے والے	حقیقۃ التفضیل	۳۴۶
۵	ان کا قول قرآن مجید کے خلاف ہے	حقیقۃ التفضیل	۳۵۰

حضرت امام بزدوی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

۱	غیر مدبرانہ کالم کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۳۵۵
۲	بدنظمی کی حد کرنے والے	حقیقۃ التفضیل	۳۵۵
۳	ہفوات بکنے والے	حقیقۃ التفضیل	۳۵۶
۴	ڈانواں ڈول ہو گئے	حقیقۃ التفضیل	۳۵۶
۵	ان کو اتنا بھی معلوم نہیں......	حقیقۃ التفضیل	۳۵۶

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید:

۲	انتہائی سنگین زیادتی کرنے والے	حقیقۃ التفضیل	۲۹۸
۳	ناجائز اضافے کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	

امام دارقطنی کی تغلیط وتردید:

۲	حقیقت کے خلاف لکھنے والے	حقیقۃ التفضیل	۳۱

حافظ ابن کثیر کی تغلیط وتردید:

۱	معاویہ کا ناجائز دفاع کرنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۲۸
۲	اعتدال کی حدود کو پھلانگنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۲۸
۳	صحیح و مستقیم میں فرق نہیں کرتے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۲۸
۴	غیر دیانتدار	الاحادیث الموضوعۃ	۳۲۸
۵	معاویہ کی تعریفات میں آنکھیں بند کرنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۲۸

۶	ین کا قلم بنوامیہ کے بارے خوب لکھتا ہے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۲۸
۷	اور اہلبیت پہ جرح پہ اتراتا ہے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۱۲
۸	جلد دلیل اور اصول حدیث کے خلاف حکم لگانے والے	شرح اسنیٰ المطالب	۱۷۵
۹	وہم کا شکار	شرح کتاب الاربعین	۲۲۶
۱۰	احادیث کے متن میں من مانی ترمیم کرنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۲۲۷

علامہ تور پوشی کی تردید:

۱	نہ درست کلام کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۲۰۶

امام باقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

۱	دبے لفظوں میں حضرت علی کی شان کم کرنے والے	شرح اسنیٰ المطالب	۳۶۲
۲	تردید روافض میں تنقیص اہلبیت کا ارتکاب کرنے والے	شرح کتاب الاربعین	۱۱۰

شیخ احمد میرین البلوشی کی تردید وتغلیط:

۱	انتہائی متشدد شخص	شرح اسنیٰ المطالب	۲۳۳

امام باقلانی، امام ذہبی، علامہ غلام رسول سعیدی، مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہم کی تردید وتغلیط:

۱	تردید روافض میں تنقیص اہلبیت کے مرتکب ہونے والے	شرح کتاب الاربعین	۱۱۰

حضرت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

۱	وہم کا شکار	شرح خصائص علی	۹۰۷
۲	دھوکے کا شکار	شرح خصائص علی	۷۷۷

حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

۱	یہ کون ہوتے ہیں مفاضلہ بیان کرنے والے	صلح الامام الحسن	۲۹۸

مفسر قرآن علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

۱	نام نہاد صوفی	شرح خصائص علی	۱۰۰۲
۲	احمق	شرح خصائص علی	۱۰۰۲
۳	نادان دوستی کا ثبوت دینے والے	شرح خصائص علی	۱۰۰۲
۴	ملعون دھندا کرنے والے	شرح خصائص علی	۱۰۰۲

علامہ جورقانی کی تردید وتغلیط:

۱	کم عقل	الاحادیث الموضوعۃ	۱۵۳
۲	بدبخت، موضوع پہ عمل کا خواہاں	الاحادیث الموضوعۃ	۱۶۴
۳	غباوت، غوابت، سفاہت وحماقت والا	الاحادیث الموضوعۃ	۱۶۴

امام ابن ابی الدنیا کی تردید وتوہین:

نمبر شمار	گستاخی	کتاب	صفحہ نمبر
۱	اموی غلام	الاحادیث الموضوعۃ	۶۶

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ وابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید:

۱	سراسر باطل ومردود استنباط کرنے والے	صلح الامام الحسن	۶۸

۲	بے تکے فوائد مستنبط کرنیوالے	صلح الامام الحسن	۷۰

حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید:

۱	تضاد کا شکار	حقیقۃ التفضیل	۷۹
۲	زبردستی کرنے والے	حقیقۃ التفضیل	۸۳

امام ابن حجر کی تردید وتوہین:

۱	بے خبر	حقیقۃ التفضیل	۱۰
۲	افراط وتفریط کا شکار، متعصب	حقیقۃ التفضیل	۱۵

شارح بخاری حضرت ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کی تردید:

۱	کھائی میں گرنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۳۴۶
۲	معاویہ کا ناجائز دفاع کرنے والے	شرح خصائص علی	۸۸۳
۳	باطل تاویلات کے مرتکب	شرح خصائص علی	۸۸۳

حضرت امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتوہین:

۱	موضوع روایات لانے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۴۰
۲	شاہی فرمان پہ ایسی کتاب لکھنے والے جو رطب ویابس کے سوا کچھ نہیں	الاحادیث الموضوعۃ	۴۰
۳	غلط فہمی کا شکار	الاحادیث الموضوعۃ	۴۱
۴	متعصب، افراط وتفریط کا شکار	الاحادیث الموضوعۃ	۱۱۸
۵	ان کی بصیرت سلب ہوگئی	الاحادیث الموضوعۃ	۱۱۸
۶	غیر متوازن	الاحادیث الموضوعۃ	۱۱۸
۷	غیر معتدل	الاحادیث الموضوعۃ	۱۱۸

۸	دفاع معاویہ میں بڑی بڑی شخصیات کی توہین کر گئے	الاحادیث الموضوعۃ	۱۱۹
۹	حقائق کے خلاف کلام کرنیوالے	الاحادیث الموضوعۃ	۲۰۰
۱۰	موضوع روایات اور باطل تاویلات وتلبسات کا سہارا لینے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۲۰۰

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تغلیط وتردید:

۱	غلط فہمی کا شکار	الاحادیث الموضوعۃ	۴۱

حضرت امام ابن عساکر کی تغلیط وتردید:

۲	غلط فہمی کا شکار	الاحادیث الموضوعۃ	۵۵

حضرت امام منذری رحمۃ اللہ علیہ کی تغلیط وتردید:

۱	عقائد اہلسنت کے منافی لکھنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	۷۰

حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تغلیط وتردید:

۱	عدم تدبر کے مرتکب	الاحادیث الموضوعۃ	۱۵۴
۲	اضطراب واحتیاج کے شکار	الاحادیث الموضوعۃ	۱۷۳-۱۷۲
۳	بلا دلیل دعوے کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۳۵۷
۴	برخلاف قرآن بات کرنے والے	حقیقۃ التفضیل	۳۲
۵	برخلاف حقیقت بات کرنے والے	حقیقۃ التفضیل	۳۳

علامہ تفتازانی کی تردید:

۱	بے بنیاد دعوے کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۳۵

علامہ ابوالمعین نسفی کی تردید:

۱	مخالف اقوال سے آنکھیں چرانے والے	حقیقۃ التفضیل	۳۶

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتوہین:

۱	اپنے ایمان پر نظر ثانی کریں	حقیقۃ التفضیل	۱۴۷
۲	یہ اس حکم میں شامل ہیں یا ایہا الذین) منوا منوا	حقیقۃ التفضیل	۱۴۷
۳	مخمصہ وتضاد کا شکار	حقیقۃ التفضیل	۱۶۰
۴	ان کا کلام نقل وعقل کے خلاف ہے	حقیقۃ التفضیل	۱۶۲
۵	ثواب کا چکر چلانے والے	حقیقۃ التفضیل	۱۳۹_۱۳۸
۶	چالاکی سے اسے نامعلوم بنانے والے	حقیقۃ التفضیل	۱۳۸
۷	ان کا قول نرا جھوٹ، دجل، فریب ومکر ہے	حقیقۃ التفضیل	۱۳۹
۸	اپنی طرف سے قاعدہ گھڑنے والے	حقیقۃ التفضیل	۲۳۹
۹	مسئلہ تفضیل میں ان کا قول ''محض تخیل'' ہے	حقیقۃ التفضیل	۲۳۹
۱۰	ان کا یہ تخیل ہو یا کشف بہرحال غلطی اور مردود باطل ہے	حقیقۃ التفضیل	۲۳۹
۱۱	من مانیاں کرنے والے	حقیقۃ التفضیل	۱۳۲
۱۲	انصاف کا خون کرنے والے	حقیقۃ التفضیل	۱۳۲

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ تغلیط وتردید:

۱	مردود قول کے مرتکب	شرح اسنیٰ المطالب	۲۴۱
۲	مسئلہ تفضیل میں ان کا قلم محفوظ نہ رہا	حقیقۃ التفضیل	۲۵۳
۳	مسئلہ تفضیل میں خود ساختہ قاعدے کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۲۵۵

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید:

۱	اپنے دعوے کے خلاف جانے والے	حقیقۃ التفضیل	۳۳۵
۲	بے ڈھنگے قواعد وضع کرنے والے	حقیقۃ التفضیل	۲۵۳
۳	تضاد کا شکار	حقیقۃ التفضیل	۱۶۱

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

۱	متضاد کلام کرنے والے	شرح خصائص علی	۲۰۷
۲	غلط فہمی کا شکار	حقیقۃ التفضیل	۱۴۲
۳	ان کا لکھا سراسر غلط	حقیقۃ التفضیل	۱۴۲
۴	بے بنیاد دعوے کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۲۹۴
۵	اس حجۃ المتاخرین کی حالت یہ ہے	حقیقۃ التفضیل	۲۹۴

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

۱	عدم تدبر کے شکار	صلح الامام الحسن	۳۶_۵۰
۲	غلطی کے مرتکب ہو گئے	صلح الامام الحسن	۴۰
۳	متعصب، حقائق کو نہ پانے والے	صلح الامام الحسن	۳۰۳

۴	سنگین غلطی کرنے والے	صلح الامام الحسن	۳۰۳
۵	سراسر کتاب وسنت کے منافی لکھنے والے	صلح الامام الحسن	۳۰۳
۶	کچی باتوں پر ہاتھ صاف کرنے والے	صلح الامام الحسن	۳۰۳
۷	غلط استدلال کرنے والے	صلح الامام الحسن	۳۰۸
۸	انکا استدلال مردود وباطل	صلح الامام الحسن	۳۱۰
۹	حلوائی کی دوکان پر ناناجی کی فاتحہ پڑھنے والے	صلح الامام الحسن	۳۲۰
۱۰	کتاب وسنت پر جرأت کرنے والے	صلح الامام الحسن	۳۲۴
۱۱	ان کی تفسیر غلط ہی نہیں سراسر باطل ہے۔	صلح الامام الحسن	۳۲۴
۱۲	نرے تحکم کے مرتکب	صلح الامام الحسن	۳۳۷
۱۳	اپنے لکھے پہ قائم نہ رہنے والے	صلح الامام الحسن	۳۳۸
۱۴	ان پہ حق واضح نہیں ہوسکا	صلح الامام الحسن	۳۴۰
۱۵	ان کے قدم پھسل گئے	حقیقۃ التفضیل	۲۴۷
۱۶	حقیقت سے بے خبر	حقیقۃ التفضیل	۲۱_۱۹
۱۷	متشدد ومتعصب	حقیقۃ التفضیل	۲۱
۱۸	ان کا تشدد و تعصب حقائق سے برگشتہ کرگیا	حقیقۃ التفضیل	۲۱
۱۹	ان کی طبیعت میں جبر وتحکم تھا	حقیقۃ التفضیل	۲۷
۲۰	مطلع القمرین کا نام قرآن وسنت کے خلاف ہے	حقیقۃ التفضیل	۴۴_۳۸

۲۱	سنگین لغزش کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۵۰
۲۲	خلاف حقیقت کہنے والے	حقیقۃ التفضیل	۵۱
۲۳	بداہۃً باطل قول کرنے والے	حقیقۃ التفضیل	۹۱
۲۴	متشدد ملاں	حقیقۃ التفضیل	۱۲۹۔۳۵۲
۲۵	ذاتی اختراع، شریعت گری، تحکم، نری زیادتی اور دھکا بازی کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۱۳۱
۲۶	شریعت پر جرأت، انتہاء پسندی اور مذہبی تعصب کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۱۳۲
۲۷	خودساختہ اصول وقواعد والے	حقیقۃ التفضیل	۱۵۱
۲۸	متضاد کلام کرنے والے	حقیقۃ التفضیل	۳۵۳۔۱۵۴
۲۹	بکثرت موضوع روایات درج کرنے والے	حقیقۃ التفضیل	۱۷۷
۳۰	مطلع القمرین مجموعہ تضادات ہے	حقیقۃ التفضیل	۱۷۸
۳۱	بے سود بحث کی	حقیقۃ التفضیل	۱۹۸
۳۲	ٹھوکر کھا گئے	حقیقۃ التفضیل	۲۲۹
۳۳	تذبذب کا شکار	حقیقۃ التفضیل	۳۳۳
۳۴	ان کا قول پڑھی لکھی جہالت	حقیقۃ التفضیل	۳۳۳
۳۵	ناپاک جرأت کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۳۵۲
۳۶	موصوف کی کتب میں تضادات ہیں	حقیقۃ التفضیل	۳۵۴۔

صاحب بہار شریعت مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

۱	غلط فہمی کا شکار	صلح الامام الحسن	۷۵

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

۱	ان کی تفسیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے ادبی ہے	صلح الامام الحسن	۹۹
۲	ان کی تفسیر قرآن و سنت سے روگردانی ہے	صلح الامام الحسن	۹۹
۳	قرآن و سنت میں عدم تدبر کا بدترین مظاہرہ کرنے والے	صلح الامام الحسن	۱۱۵
۴	کتاب وسنت کواپنی ضرورت کے مطابق ڈھالنے والے	صلح الامام الحسن	۲۴۹
۵	تردید روافض میں تنقیص اہلبیت کے مرتکب	شرح کتاب الاربعین	

علامہ شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتوہین:

۱	بدترین وبے ہودہ الفاظ کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۲۵
۲	متصب، ان کی مت ماری	حقیقۃ التفضیل	۲۵

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید تغلیط:

۱	تکلفانہ استثناء کرنے والے	شرح کتاب الاربعین	۸۸
۲	خلاف احادیث استثناء کے مرتکب	شرح کتاب الاربعین	۸۹
۳	اپنے قیاس کوحدیث پہ ترجیح دینے والے	شرح کتاب الاربعین	۹۳
۴	ترجمہ حدیث میں من پسند ترمیم کرنے والے	شرح کتاب الاربعین	۱۰۰
۵	مغالطہ آفرینی کے مرتکب	شرح خصائص علی	۹۱۱

۶	معاویہ کا ناجائز دفاع کرنے والے	شرح خصائص علی	۹۱۱
۷	ان کا قلم اعتدال سے بھٹک گیا	شرح خصائص علی	۹۱۱
۸	لفظ صحابیت سے مرعوب ہو گئے	شرح خصائص علی	۹۱۱
۹	ترجمہ میں ناجائز اضافہ کرنے والے	اہل کساء کا مقام	۱۰

نائب محدث اعظم مولانا عبدالرشید رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتغلیط:

۱	گمراہ کن غلطی کے مرتکب	شرح کتاب الاربعین	۱۴۵
۲	ان کی مت ماری گئی	شرح کتاب الاربعین	۱۴۹
۳	سنیت سے بے خبر	شرح کتاب الاربعین	۱۴۹
۴	غبی، غوایت وسفاہت والے	شرح کتاب الاربعین	۱۴۹
۵	ان کے قدم پھسل گئے	حقیقۃ التفضیل	۲۴۷

مفتی عبدالعلیم سیالوی صاحب کی تردید وتوہین:

۱	غیر معتدل و فتنہ انگیز فتویٰ لکھنے والے	حقیقۃ التفضیل	۷
۲	شرارت و فساد پہ مبنی فتویٰ دینے والے	حقیقۃ التفضیل	۹
۳	مفتی شفتی، بے ڈھنگے فتاوٰی والے	حقیقۃ التفضیل	۸
۴	بے احتیاط، غلطی فہمی کا شکار	حقیقۃ التفضیل	۲۸۲_۲۹۳

مفتی منیب الرحمان صاحب کی تردید وتغلیط:

۱	خودساختہ اجماع کی بنیاد رکھنے والے	حقیقۃ التفضیل	۴۷
۲	تک بندیوں کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۴۸
۳	جابر ومشدد ملاں	حقیقۃ التفضیل	۱۳۲

۴	انتہائی بے ہودہ اور قرآن و سنت کے خلاف جملے کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۲۷۶
۵	زیغ (دل کی کجی) والے	حقیقۃ التفضیل	۲۷۷
۶	متعصب، دل کے اندھے	حقیقۃ التفضیل	۲۷۷
۷	خرافات و بکواسات والے	حقیقۃ التفضیل	۲۷۷

امیر اہلسنّت الیاس عطار قادری صاحب کی تردید و تغلیط:

۱	حاطب اللیل	الاحادیث الموضوعۃ	٦٥
۲	نوے فیصد موضوع روایات و باطل تاویلات پہ مبنی کتاب لکھنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	٦٥
۳	باطل استدلال کرنے والے	الاحادیث الموضوعۃ	٦٥
۴	زیادتی کے مرتکب، متشدد	شرح کتاب الاربعین	٦١
۵	پرلے درجے کی بے احتیاطی کے مرتکب	شرح کتاب الاربعین	٦٢
۶	بغیر پاؤں دیکھے اپنے پاؤں پھیلانے والے	شرح کتاب الاربعین	٧٦
۷	غیر عالم امراء اہلسنّت	اہلبیت اور علیہ السلام	۳۱
۸	امیری کے گھمنڈ میں مبتلا	اہلبیت اور علیہ السلام	۳۳
۹	بغیر چادر دیکھے پاؤں پھلانے والے	اہلبیت اور علیہ السلام	۳۹
۱۰	نرے جاہل	حقیقۃ التفضیل	۱۰

جمیع فضلاء دعوت اسلامی کی تردید وتوہین:

۱	ناصبی مولویوں کی کھیپ	حقیقۃ التفضیل	۱۰

شیخ الحدیث غلام رسول قاسمی صاحب کی تردید وتغلیط:

۱	شان علی رضی اللہ عنہ گھٹانے کی خاطر کئی پیچ وتاب کھانے والے	شرح اسنی المطالب	۴۳
۲	احادیث پر ہاتھ صاف کرنے والے	شرح اسنی المطالب	۶۰
۳	ہیرا پھیری کے مرتکب	شرح اسنی المطالب	۱۰۳_۱۷۸
۴	غیر محتاط فتوے باز	شرح اسنی المطالب	۱۱۶
۵	امام اعظم کی ذات پہ انتہائی مکروہ الزام لگانے والے	شرح اسنی المطالب	۱۱۸
۶	مردود و باطل ضابطے کے مرتکب	شرح اسنی المطالب	۱۲۸
۷	مبنی پرحماقت بیان کے مرتکب	شرح اسنی المطالب	۱۲۹
۸	معنوی ڈنڈی مارنے والے	شرح اسنی المطالب	۲۶۹
۹	پینترے بدلنے والے	شرح اسنی المطالب	۱۷۹
۱۰	اسباب کا چکر چلانے والے	شرح اسنی المطالب	۱۷۹
۱۱	چکر باز، پیچ پیچ سے کام لینے والے	شرح اسنی المطالب	۲۵۴
۱۲	پانی میں مدھانی چلانے والے	شرح اسنی المطالب	۲۷۳
۱۳	قبیح ترین زیادتی کے مرتکب	شرح اسنی المطالب	۲۸۳
۱۴	تحریف کے مرتکب، گروگھنٹال	شرح اسنی المطالب	۲۸۳
۱۵	بے اعتدال	شرح اسنی المطالب	۲۸۳
۱۶	حضرت علی کی تنقیص کے مرتکب	شرح اسنی المطالب	۳۲۶

۱۷	اپنے علم اور منصب شیخ الحدیث کی لاج نہ رکھنے والے	شرح اسنی المطالب	۳۵۴
۱۸	پرفریب جملے لکھنے والے	شرح اسنی المطالب	۳۵۴
۱۹	سنت سیئہ کے مرتکب	شرح اسنی المطالب	۳۶۰
۲۰	ہیرا پھیری پہ گامزن	شرح اسنی المطالب	۴۲۲
۲۱	بھونڈے استدلال کے مرتکب	شرح اسنی المطالب	۴۲۷
۲۲	شریعت پر زیادتی کے مرتکب	شرح اسنی المطالب	۴۳۵
۲۳	دھوکہ دہی اور خیانت کا رعب ڈالنے والے	شرح اسنی المطالب	۴۳۵
۲۴	حماقت کرنے والے	شرح اسنی المطالب	۴۴۰

اعلیٰ حضرت، مفتی منیب الرحمان صاحب، غلام رسول قاسمی صاحب کی تردید:

۱	ثواب کا چکر چلانے والے	حقیقۃ التفضیل	۱۳۹
۲	ہیرا پھیری کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۱۴۱

ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب کی تردید وتغلیط:

۱	موضوع و باطل روایات بیان کرنے والے	الاحادیث المرفوعہ	۹۹_۹۴
۲	عمداً موضوع روایات بیان کرنے والے	الاحادیث الموضوعہ	۱۵۳
۳	ان کے قدم پھسل گئے	حقیقۃ التفضیل	۲۴۷

علامہ سید ارشد سعید کاظمی شاہ صاحب کی تردید:

۱	ان کے قدم پھسل گئے	حقیقۃ التفضیل	۲۴۷

علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب کی تردید:

۱	ان کے قدم پھسل گئے	حقیقۃ التفضیل	۲۴۷

محقق ابن محقق قاری محمد طیب نقشبندی صاحب کی تردید وتغلیط:

۱	عدم تدبر وتعصب کے مرتکب	اہل کساء کا مقام	۴
۲	حماقت وغوایت کے مرتکب	اہل کساء کا مقام	۵
۳	حقائق کو مسخ کرنے والے	اہل کساء کا مقام	۹
۴	الفاظ میں کمی و بیشی یا تحریف کرنے والے	اہل کساء کا مقام	۹
۵	ترجمہ میں ناجائز اضافہ کرنے والے	اہل کساء کا مقام	۹

علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید وتوہین:

۱	نواصب کی بولی بولنے والے	اہلبیت کرام اور علیہ السلام	۵۶
۲	انتہائی سنگین جسارت کے مرتکب	اہلبیت کرام اور علیہ السلام	۵۶
۳	خارجی وناصبی ملاں	اہلبیت کرام اور علیہ السلام	۵۷
۴	حقیقت سے بے خبر	اہلبیت کرام اور علیہ السلام	۵۶
۵	ان کی بصیرت جواب دے گئی	اہلبیت کرام اور علیہ السلام	۵۶
۶	اس ملاں کی ذہنی پستی	اہلبیت کرام اور علیہ السلام	۶۵
۷	مذہبی تعصب میں رضویت بھی کھو بیٹھے	اہلبیت کرام اور علیہ السلام	۷۱
۸	تعصب سے اندھے ہو گئے	اہلبیت کرام اور علیہ السلام	۹۲

مفتی مطیع الرحمان رضوی کی تردید:

۱	ترجمے میں ڈنڈی مارنے والے	حقیقۃ التفضیل	۹۵
۲	ناپاک جسارت کرنے والے	حقیقۃ التفضیل	۲۲۹

مفتی شیر محمد خاں کی تردید وتغلیط:

۱	شخصی قول کو حدیث بنانے والے	حقیقۃ التفضیل	۱۷۰

جمیع اہلسنت کی تردید وتغلیط:

۱	معاویہ کو مجتہد قرار دینے والے سابقون اولون صحابہ کی حق تلفی کرتے ہیں	شرح کتاب الاربعین	۳۱۹
۲	بے بنیاد دعوے کے مرتکب	حقیقۃ التفضیل	۳۵
۳	حق چھپانے والے	حقیقۃ التفضیل	۳۰۸

جمہور مفسرین کی تردید وتغلیط:

۱	غرض مند	صلح الامام الحسن	۳۱۵
۲	نانا کی دوکان پر نانا جی کی فاتحہ پڑھنے والے	صلح الامام الحسن	۳۲۰
۳	عدم تدبر کا شکار	صلح الامام الحسن	۳۲۰
۴	کتاب وسنت پر جرات کرنے والے	صلح الامام الحسن	۳۲۴

ظہور احمد فیضی کی طرف سے اغیار کے لئے محبت نامے:

قارئین کرام!

آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ کوئی سنی ہو اور کتنا ہی بڑا ولی یا عالم ہو اگر وہ

موصوف کا ہم خیال ثابت نہ ہوا تو وہ ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتا، اس کے برعکس اگر کوئی غیر سنی ایک بات بھی اس کے موافق و مؤید ہو تو نہ صرف یہ کہ اسے سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں بلکہ اسے دعاؤں اور تعریفوں سے بھی خوب نوازتے ہیں، کسی نے سچ ہی کہا تھا صَاحِبُ الحَاجَةِ اَعْمٰی (یعنی ضرورت مند شخص اندھا ہوتا ہے) بہرکیف آیئے موصوف کی اغیار کے لئے محبت نوازی ملاحظہ کیجئے۔

قتیل بالاکوٹ اسمٰعیل دہلوی کی تحسین و تعریف:

۱	شہید، شاہ	صلح الامام الحسن	۱۸۲_۱۰۹
۲	شہید، شاہ	اہل کساء کا مقام	۵۲_۵۳_۵۸
۳	شہید، شاہ	اہلبیت کرام اور علیہ السلام	۶۸
۴	علامہ	اہل کساء کا مقام	۵۸

قاسم نانوتوی دیوبندی کی تعریف و تحسین:

۱	مولانا، صاحب	اہلبیت کرام اور علیہ السلام	۲۹

رشید احمد گنگوہی دیوبندی کی تعریف و تحسین:

۱	مولانا، صاحب	اہلبیت کرام اور علیہ السلام	۷۱

انور شاہ کشمیری کی تعریف و تحسین:

۱	علامہ، رحمۃ اللہ علیہ		حقیقۃ التفضیل	۲۵۳ ۲۵۲

یوسف بنوری دیوبندی کی تحسین و تعریف:

۱	اللہ تعالیٰ علامہ مولانا یوسف بنوی کو اجر عظیم دے	حقیقۃ التفضیل	۲۵۰

اسمٰعیل محمد دیو بندی کی تعریف و تحسین:

۱	ماہر، مناظر، مدرس، عالم، حق گو، حق پسند عالم، رحمۃ اللہ علیہ	ترجمہ تفسیر غریب القرآن	۶

عبداللہ دانش وہابی کی تعریف:

۱	حفظہ اللہ تعالیٰ	گھر والے، در والے	۱۷

غیر مقلد ناصر الدین البانی کی تعریف و تحسین:

۱	ان کا جذبہ حق قابل تحسین ہے	شرح کتاب الاربعین	۲۷
۲	جزاء اللہ تعالیٰ احسن الجزاء	شرح کتاب الاربعین	۲۷

اشرف علی تھانوی کی تعریف و تحسین:

۱	مولانا	لطافت جسم مصطفیٰ	۴۴۔۶۵ ۷۷
۲	علامہ حفظہ اللہ تعالیٰ	مناقب زہرہ	۴۰۶

رضوان علی ندوی کی تحسین و تعریف:

۱	حفظہ اللہ تعالیٰ	شرح خصائص علی	۵۲
۲	علامہ حفظہ اللہ تعالیٰ	مناقب زہرہ	۴۰۶

طارق جمیل دیو بندی کی تعریف و تحسین:

۱	عالمی مبلغ، علامہ، مولانا	اہل کساء کا مقام	۹۲
۲	حضرت صاحب، حفظہ اللہ تعالیٰ	اہل کساء کا مقام	۹۲۔۹۳
۳	جزاہ اللہ تعالیٰ	اہل کساء کا مقام	۹۳
۴	علامہ حفظہ اللہ	ترجمہ تفسیر غریب القرآن	۳۷

۵	علامہ مولانا حفظہ اللہ تعالیٰ	ترجمہ تفسیر غریب القرآن	۵۲

دیوبندی وہابی بھی سنی ہیں:

۱	دیوبندی، وہابی بھی اہلسنت ہیں	حقیقۃ التفضیل	۳۲۸

یہ چند حضرات تو وہ تھے کہ جن سے خاص محبت نوازی کا اظہار کیا گیا ہے، ورنہ موصوف کی کتب ایسے کئی اور لوگوں کے لئے علامہ، مولانا، اور شیخ الحدیث جیسے تعظیمی القابات سے بھری ہوئی ہیں۔ مثلاً

ابن تیمیہ، خلیل احمد سہارنپوری، سعید احمد اکبرآبادی، شبیر احمد عثمان، محمد یوسف بنوری، انورشاہ کشمیری، اسحاق مدنی، ابوالکلام آزاد، ثناء اللہ امرتسری، حامد انصاری، اسمٰعیل روپڑی، شبلی نعمانی، زکریا سہارنپوری، نزیر حسین دہلوی، وحید الزماں، شمس الحق عظیم آبادی، عبدالسلام ندوی، ادریس کاندہلوی، عبدالرشید نعمانی، عاشق الٰہی میرٹھی، خرم علی، تقی عثمانی۔

آپ اندازہ لگائیں کہ موصوف کی جانب سے کس قدر ڈھٹائی اور بے اعتدالی کا بدترین مظاہرہ کیا گیا ہے کہ اگر نفرت و بے مروتی پہ آئیں تو صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے بھی "رضی اللہ عنہ" جیسے تعظیمی الفاظ کے استعمال سے انکار کر دیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الاحادیث الموضوعہ ص ۲۴) اور فیاضی پہ آئیں تو متنازعہ افراد و اغیار کے لئے بھی بڑے بڑے القابات اور دعائیں پیش کریں۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ دعویٰ پھر بھی یہ ہے کہ:

"ہر حال میں اعتدال ضروری ہے۔"

(الاحادیث الموضوعہ ص ۲۰)

ہم پوچھتے ہیں آپ کی یہ کرتوت اعتدال ہے یا پھر رافضیت کی بدترین مثال ہے، اعتدال ہے یا پھر اپنوں سے نفرت غیروں سے الفت کی منافقانہ چال؟؟

کچھ کتاب ہذا کے بارے:

اس کتاب میں تخصیص کے ساتھ توظہور احمد فیضی کے اس باطل نظریات کا رد کرنے کی کوشش کی گئی جو وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے یا فتح مکہ کے بعد والے صحابہ کے جنتی ہونے کا انکار کرتا ہے۔ مگر ضمناً موصوف کی جانب سے صحابیت کے متعلقہ اٹھائے گئے بے بنیاد اشکالات ولایعنی ابحاث کا بھی رد بلیغ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے باقاعدہ تبویب نہیں کی بلکہ موصوف نے جس قرآنی آیت، حدیث نبوی یا قول از اقوال ائمہ کو پیش کر کے غلط تشریح اور فاسد نتیجہ نکالنے کی سعیٔ مذموم کی ہے اس اس کا براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ کے ساتھ تحقیقی جواب دیا گیا ہے۔

کئی مقامات پر جواب دیتے ہوئے راقم کے قلم سے بھی یقیناً کچھ تلخ جملے بھی ادا ہوئے ہیں، جس کے لئے ہم اپنے نرم مزاج مگر خیر خواہ وحق پسند قارئین سے پیشگی معذرت چاہتے ہیں۔ وہ بھی کسی ذاتی عناد کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اورصرف ''جواب آں غزل'' کے طور پر ہیں اور ایسا ہونا بھی ایک فطری عمل تھا۔ اس لئے کہ اگر کسی صاحب ایمان کے سامنے کوئی بد طینت آدمی، اللہ تعالیٰ یا اس کے مقربین میں سے کسی کی توہین کا ارتکاب کرے تو جذبات کا مچلنا نہ صرف بشری تقاضا ہے بلکہ یہ ایک دینی فریضہ اور غیرت ایمانی کا مظاہرہ بھی ہے۔

غیور مسلمان تو کسی مقرب کی بارگاہ میں گستاخانہ ایک جملہ تک برداشت نہیں کرتے اور ادھر حال یہ ہے کہ موصوف نے ایک درجن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نام بنام جابجا توہین کی اور عموماً جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہ سب وشتم کیا، یونہی کثیر ائمہ وعلماء اسلام کی تردید وتغلیط کی بلکہ کیوں کی توصراحتاً توہین بھی کر ڈالی تو ایسے سیاہ کرتوت کرنے والا یا اس کا کوئی حمائتی یہ سمجھے کہ اس سب کے باوجود اس کا ردِعمل نہیں آئے گا تو یہ اس کی خام خیالی ہے۔

لگا کے آگ بدن میں وہ مجھ سے چاہتا ہے
کہ سانس لوں تو فضا کو دھواں دھواں نہ کروں

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

راقم الحروف کی نسبت ''فیضی'' راقم کے دادا مرشد شیخ المشائخ، نور زماں حضرت پیر سید فیض محمد شاہ صاحب المعروف حضرت پیر قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کی بدولت ہے اور قاری ظہور احمد غالباً علامہ خورشید احمد فیضی کا مرید ہے اس لئے اپنے نام کے ساتھ فیضی لگاتا ہے۔ بتانا یہ مقصود تھا کہ وہ ہمارا پیر بھائی نہیں ہے اور نہ ہی دور دور تک ہمارا اس سے کوئی واسطہ ہے۔

خادم مسلک حق
احقر
سجاد علی فیضی

آیت حدید اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنتی ہونا

چونکہ موصوف نے سورۂ حدید کی آیت نمبر ۱۰ کی من چاہی اور فاسد تشریح و توجیہ کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے مناسب ہوتا ہے کہ اولاً اس آیت کریمہ کی مختصراً تفسیر عرض کر دی جائے تا کہ قارئین بآسانی سمجھ سکیں کہ آیت ہذا کا صحیح معنی و مفہوم کیا ہے۔

رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾

''تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا، اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔''

''الحسنیٰ'' سے مراد جنت ہے:

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں مذکور لفظ ''الحسنیٰ'' سے مراد جنت ہے۔

جلالین شریف میں ہے:

وکلا من الفریقین... ''وعد اللہ الحسنی'' الجنة

''اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دونوں گروہوں میں سے ہر ایک سے رب تعالیٰ الحسنیٰ یعنی جنت کا وعدہ فرما چکا ہے۔''

(ص ۴۴۹، مزید دیکھئے تفسیر صاوی ج ۶، ۲۱۰۴، تفسیر مدارک ج ۳، ص ۴۳۵، تفسیر بغوی ج ۴، ص ۳۴۴، تفسیر کبیر ج ۱۰، ص ۴۵۳، تفسیر ابی سعود ج ۶، ص ۲۰۲، تفسیر ماوردی ج ۵، ۴۷۱، تفسیر قرطبی جزء ۱۷، ج ۱۷، ص ۲۰۷، تفسیر روح المعانی ج ۱۴، ص ۲۶۴، تفسیر روح البیان ج ۹، ص ۴۴۴، تفسیر جمالین ج ۲، ص ۳۱۷، تفسیر ملا علی قاری ج ۵، ص ۱۰۷، تفسیر ابن عباس ص ۵۳۸، تفسیر در منثور ج ۸، ص ۵۰، غیرہا)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ رب تعالٰی نے اول تا آخر جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ عام ازیں کہ انہوں نے فتح مکہ سے قبل کلمہ پڑھا ہو یا بعد میں، ہاں مگر ان میں سے وہ صحابہ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے کلمہ پڑھا، خرچ کیا اور جہاد کیا ان کا رتبہ ان سے بہت بلند ہے۔ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد کلمہ پڑھا۔ مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔

آیت ہذا کے ضمن میں پیش کردہ قاری ظہور کے دلائل اور اشکالات کا رد:

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بابت ایک سوال کیا گیا جس کے جواب میں آپ نے سورۃ حدید کی درج بالا آیت کریمہ سے جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قطعی جنتی ہونے پر استدلال کیا۔ جس سے موصوف کو بڑی شدید تکلیف ہوئی اور اپنے تائیں کئی دلائل ناقصہ قائم کر کے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ نہ تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں اور نہ ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس آیت کے تحت داخل ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک

اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس استدلال کی تردید وتغلیط میں بھی ایڑی

پونی کا زور لگایا۔ آیئے سب سے پہلے وہ مکمل فتویٰ ملاحظہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد موصوف کی بھونکیوں کا رد کیا جائے گا۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قطعی جنتی ہونے پہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

"مسئلہ:"

حضرت ہادی و رہنمائے سالکاں قبلۂ دو جہاں دام ظلہم، السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، مسائل ذیل میں حضرت کیا فرماتے ہیں

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک روز خفا ہوئے اور روافض کہتے ہیں یہی وجہ ہے باغی ہونے کی پھر ایک کتاب مولانا حاجی صاحب کی تصنیف اعتقاد نامہ ہے جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے اس میں یہ شعر بھی درج ہے:

حق در آنجا بدست حیدر بود
جنگ با او خطا و منکر بود

"حق وہاں حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اس کے ساتھ جنگ غلط اور ناپسندیدہ تھی"

(۲) امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی تھی واسطے دفع جنگ کے۔

الجواب:

(۱) روافض کا قول کذب محض ہے۔ عقائد نامہ میں "خطا و منکر بود" نہیں ہے بلکہ خطائے منکر بود ہے، اہل سنت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا خطاء اجتہادی تھی۔ اجتہاد پر طعن جائز نہیں، خطاء اجتہادی دو قسم ہے،

مقرر و منکر، مقرر وہ جس کے صاحب کو اس پر برقرار رکھا جائے گا، اس سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ جیسے حنفیہ کے نزدیک شافعی المذہب مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور منکر وہ ہے جس پر انکار کیا جائے گا۔ جبکہ اس کے سبب کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو جیسے اجلۂ اصحاب جمل رضی اللہ عنہم کہ قطعی جنتی ہیں اور ان کی خطا یقیناً اجتہادی جس میں کسی نام سنیت لینے والے کو محل لب کشائی نہیں، بایں ہمہ اس پر انکار لازم تھا جیسا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کیا باقی مشاجرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مداخلت حرام ہے۔ حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا ذکر اصحابی فامسکوا!

"جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان روکو۔"

دوسری حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ستکون لاصحابی بعدی زلة غفرها الله لهم لسابقتهم ثم یاتی من بعد هم قوم یکبهم الله علی مناخرهم فی النار

"قریب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی جسے اللہ بخش دے گا اس سابقہ کے سبب جو ان کو میری سرکار میں ہے، پھر ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ ناک کے بل جہنم میں اوندھا کر دے گا۔"

یہ وہ ہیں جو ان لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کریں گے۔ اللہ عزوجل نے تمام صحابہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن عظیم میں دو (۲) قسم کیا، مومنین قبل فتح مکہ و مومنین بعد فتح مکہ اول کو دوم پر تفضیل دی اور صاف فرما دیا:

''وکلا وعد اللہ الحسنیٰ '' سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرما دیا، واللہ بما تعملون خبیر اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو۔ بایں ہمہ وہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا پھر دوسرا کون ہے کہ ان میں سے کسی کی بات پر طعن کرے۔ واللہ الہادی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بے شک امام مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی اور اس سے صلح و بندش جنگ مقصود تھی اور یہ صلح وتفویض خلافت اللہ ورسول کی پسند سے ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن کو گود میں لے کر فرمایا تھا۔

ان ابنی ھذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔

''میرا یہ بیٹا سید ہے، میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔''

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوئے تو امام مجتبیٰ ہرگز انہیں تفویض نہ فرماتے نہ اللہ ورسول اسے جائز رکھتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹، ص ۳۳۵ تا ۳۳۷، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

امیر معاویہ اس آیت میں شامل نہیں (قاری ظہور):

موصوف اپنی بحث کو ''وکلا وعد اللہ الحسنیٰ سے استدلال کا جائزہ'' کے عنوان سے شروع کرتے ہوئے پہلی دلیل یوں قائم کرتے ہیں:

''فاضل بریلوی نے بعض طلقاء کو ''وکلا وعد اللہ الحسنیٰ' میں بھی شامل کر دیا ہے لیکن ان کا یہ استدلال مردود و باطل ہے۔ کیونکہ سورۃ الحدید فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ یہ اختلاف بھی ہے کہ یہ سورت مکی ہے یا مدنی بعض نے کہا ہے

کہ اس کا کچھ حصہ مکی ہے اور کچھ حصہ مدنی ہے۔ بہرحال یہ فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی تھی اور معاویہ بن ابی سفیان فتح مکہ کے بعد مجبوراً اسلام لائے تھے۔'' (صلح الامام الحسن ص ۳۱۰)

یونہی اس کتاب میں ایک اور مقام پر حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید کرتے ہوئے لکھا:

''ہمارے حکیم الامت نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جن صاحب (معاویہ) کا نام لیا ہے ان کے لئے قرآن وسنت میں میں قطعاً ایسی کوئی دلیل نہیں آئی حتیٰ کہ باقی دلائل تو کجا انہیں سورۃ الحدید کی مشہور آیت وکلا اعداللہ الحسنیٰ میں شامل سمجھنا درست نہیں۔ کیوکہ یہ سورت فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی تھی اور اس میں جن حضرات کے لئے وعدہ حسنیٰ کا ذکر ہے وہ وہ ہیں جو صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان مسلمان ہوئے اور پھر یہ آیت ہے ہی جملہ خبریہ لہٰذا اس میں وہ لوگ کیونکر شامل سمجھے جا سکتے ہیں جو فتح مکہ سے قبل کافر تھے۔''

(ایضاً ص ۱۰۰)

جواب نمبرا: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے کلمہ پڑھ چکے تھے اس لئے اس آیت میں شامل ہیں:

موصوف کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ یہ سورت فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے اس لئے وہ اس آیت میں شامل نہیں۔ گویا موصوف کا خودساختہ ضابطہ یہ ٹھہرا کہ اس وعدہ حسنیٰ کا صرف وہی مصداق ہے جو فتح مکہ سے قبل مسلمان ہو چکا تھا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے کلمہ پڑھ لیا تھا تو آپ بلاشبہ اس آیت "و کلا وعد الله الحسنیٰ" میں شامل ہوں گے۔

تو آیئے ہم اس کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے کلمہ پڑھ چکے تھے۔

الاصابہ فی تمیز الصحابہ ومختصر تاریخ دمشق میں ہے:

انه اسلم بعد الحديبية وكتم اسلامه حتى اظهره عام الفتح وانه كان فى عمرة القضاء مسلما

"بلاشبہ آپ رضی اللہ عنہ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہو چکے تھے اور اپنا اسلام چھپائے رکھا یہاں تک کہ فتح مکہ والے دن ظاہر کیا اور بے شک آپ عمرۃ القضاء کے وقت مسلمان تھے۔"

(الاصابہ ج ۳، ص ۱۸۵۵، مختصر تاریخ دمشق ۲۴ / ۴۰۲)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تقریب التہذیب میں فرماتے ہیں:

صحابی يشتهر اسلم قبل الفح و كتب الوحى

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی مشہور ہیں، آپ نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا اور آپ نے وحی کی کتابت کی۔

(ص ۴۵۰، ترجمہ نمبر ۲۹۲۱، مطبوعہ دار العاصمہ تحقیق صغیر احمد شاغف)

حضرت امام ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"علامہ واقدی کی روایت کے مطابق صلح حدیبیہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور آپ کے علاوہ کا موقف یہ ہے کہ حدیبیہ کے دن ہی مشرف با سلام ہوئے تھے اور

اپنے والدین سے اپنے اسلام کو چھپا کر رکھا تھا حتیٰ کہ فتح مکہ کے دن اپنے اسلام کا اظہار کر دیا تھا۔"

آپ رضی اللہ عنہ اس عمرہ کے وقت مسلمان تھے، اس کی تائید اس روایت سے بھی ملتی ہے کہ امام احمد نے دوسرے طریقہ سے جس کی روایت فرمائی کہ محمد بن باقر بن علی زین العابدین بن الحسین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"میں نے مقام مروہ میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک لئے (قصر کا لفظ عربی زبان میں بال کاٹنے کے لئے استعمال ہوتا ہے) (تطہیر الجنان مترجم ص ۱۹، اکبر بک سیلر)

موصوف قاری کے استاد، شارح صحیحین مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مشہور قول یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے۔ علامہ واقدی نے یہ حکایت کی ہے کہ حضرت معاویہ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لے آئے تھے اور انہوں نے اپنے اسلام کو مخفی رکھا حتیٰ کہ فتح مکہ کے سال انہوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا اور یہ عمرۃ القضاء میں مسلمان تھے، لیکن یہ قول حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث کے معارض ہے کہ ہم نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور اس وقت یہ کافر تھے۔ تاہم اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا یہ قول حضرت معاویہ کے ظاہر حال پر محمول ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے اسلام کو چھپایا ہوا تھا۔" (نعمۃ الباری شرح بخاری ج ۶، ص ۹۱-۸۹۰)

ان تصریحات سے جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل اسلام لا چکے تھے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ قاری موصوف کے خود ساختہ ضابطے کی روشنی میں بھی آپ رضی اللہ عنہ "وکلا وعد اللہ الحسنیٰ" میں شامل ہیں۔

جواب نمبر ۲: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دوسرے گروہ کے تحت اس آیت میں شامل ہیں:

موصوف کا یہ استدلال اس لئے بھی باطل و مردود ہے کہ اگر اُن کی اس بات کہ "اس میں جن حضرات کے لئے وعدہ حسنیٰ کا ذکر ہے وہ وہ ہیں جو صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان مسلمان ہوئے" تو اس وعدے کے مصداق لوگ ایک ہی گروہ ثابت ہوں گے۔ حالانکہ ہم کئی تفاسیر کی روشنی میں ثابت کر چکے ہیں کہ اس کے مصداق دو گروہ ہیں جیسا کہ جلالین کی شہادت "وکلا من الفریقین" اس پہ صاف طور پر دلالت کر رہی ہے اور یہ تفسیر تبھی درست قرار پاتی ہے کہ اگر صحابہ کے دو گروہ (۱) قبل فتح مکہ کلمہ پڑھنے والے (۲) بعد فتح مکہ کلمہ پڑھنے والے تسلیم کئے جائیں۔

جواب نمبر ۳:

آپ رضی اللہ عنہ صحابی ہونے کے ناطے اس آیت میں شامل ہیں:

اور اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ والے دن ہی کلمہ پڑھا تھا تو بھی آپ اس وعدے کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ یہ وعدہ جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ہے چاہے وہ فتح مکہ سے پہلے والے ہوں یا اس کے بعد والے اور آپ کا صحابی رسول ہونا قطعی اور اجماعی ہے۔ آیئے اس پہ چند ایک شواہد ملاحظہ کرتے ہیں۔

(۱) پہلے جواب کے تحت نقل کی گئی تصریحات آپ کی صحابیت و روز روشن کی

طرح واضح کر رہی ہیں۔

(۲) کسی نے حضرت معافی بن عمران سے یہ پوچھا کہ اے ابومسعود! عمر بن عبدالعزیز کا معاویہ بن ابی سفیان کے سامنے کیا مقام ہے؟

(یہ سن کر) وہ سخت غصے میں آ گئے اور فرمایا:

لایقاس باصحاب رسول اللہ ﷺ احد معاویة صاحبه وصهره کاتبه وامینه علی وحی الله

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر کسی کو بھی قیاس نہ کرو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے صحابی، سسرالی رشتہ دار کاتب اور وحی خدا کے امین ہیں (پھر یہ حدیث بیان کی کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دعوا لی اصحابی و اصهاری فمن سبهم فعلیه لعنة الله والملائكة والناس اجمعین.

''میرے صحابہ اور سسرالی رشتہ داروں کو میرے لئے چھوڑ دو پس جو بھی انہیں برا بھلا کہے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی۔''

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ ج ۸، ص ۳۵۳)

(۳) بخاری شریف کی مشہور حدیث پاک ہے کہ جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

انه فقیه

''بے شک آپ مجتہد ہیں۔'' (بخاری حدیث نمبر ۳۷۶۵)

دوسری روایت میں ہے:

فانه صحب رسول الله ﷺ

''بے شک آپ نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں۔''

(بخاری حدیث نمبر ۳۷۶۴)

(۴) حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

معاوية رضى الله عنه فهو من العدول الفضلاء والصحابة النجباء رضى الله عنهم

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل، فاضل اور منتخب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔'' (شرح صحیح مسلم ج ۲، ص ۲۷۲)

(۵۔۶) اسی مضمون کی تصریحات حضرت امام طیبی اور حضرت امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی پائی جاتی ہیں، ان ائمہ کی بالترتیب صراحت ملاحظہ ہو:

''معاوية فهو من العدول الفضلاء ومن الصحابة الخيار ''معاوية فهومن العدول الفضلاء والصحابة الاخيار

''طیبی شرح مشکوٰۃ ج ۱۲، ص ۸۶۰، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۱، ص ۱۵۱)

(۷) سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا خود موصوف قاری کو بھی تسلیم ہے، اس کی عبارات ملاحظہ ہوں:

موصوف حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''بہرکیف یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے اور اگرچہ یہ سابقین اولین کی طرح سراپا ایمان نہ تھے۔'' (شرح خصائص علی ص ۹۳۸)

اسی کتاب میں آگے جا کر لکھا:

''حضرت معاویہ کے نام کے ساتھ ہمیشہ کے لئے کاتب وحی

کا لفظ منتھی کر دیا گیا۔ حالانکہ انہیں صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے
فقط آخری دو سال میسر آئے تھے۔" (ایضاً ص ۹۴۸)

تنبیہ:

موصوف نے جو یہ کہا کہ "اگرچہ یہ (معاویہ و عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم) سابقین اولین کی طرح سراپا ایمان نہ تھے یہ بھی انکے رافضیت آلودہ ذہن کی اختراع ہے ورنہ باوجود فرق مراتب کے تمام کے تمام صحابہ سراپا ایمان اور کامل ایمان والے تھے۔ رب تعالیٰ کے اس فرمان:

اولئك هم المومنون حقا (یہی سچے مسلمان ہیں)۔"

(سورۃ انفال، آیت ۴)

کے اولین و حقیقی مصداق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں۔
اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انما المومنون
انما الکاملوا الایمان
"سوائے اس کے نہیں کہ کامل ایمان والے۔"

پھر کہا:

اولئك هم المومنون حقا
ای اولئك هم المومنون ایمانا حقا
"یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو حقیقی ایمان والے ہیں۔"

(تفسیر مدارک ج ۱، ص ۶۰۳ قدیمی کتب خانہ)

جواب نمبر ۵: موصوف سے ایک اہم مطالبہ:

اگر ان تمام حقائق کے باوجود بھی قاری صاحب اپنے ڈھٹ پن اور

"میں نہ مانوں" کی روش پہ قائم رہیں، تو ہمارا ان سے یہ مطالبہ ہے کہ کوئی ایسی آیت یا حدیث صحیح تو صحیح ضعیف ہی پیش کریں جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کی نفی ہو۔ یا آپ کے جنتی ہونے کی نفی کی گئی ہو۔

یونہی کسی صحابی، تابعی اور معتبر امام کا کوئی ایک ایسا مستند قول ہی پیش کر دیں جس میں یہ وضاحت ہو کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس آیت کے تحت شامل نہیں ہیں اور اگر یہ مطالبہ پورا نہیں کر سکتے بلکہ بالیقین نہیں کر سکتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے ایسی ہفوات بک کر اپنی آخرت تباہ نہ کریں۔ کیونکہ یہ بات تو آپ خود بھی لکھ چکے ہیں کہ:

> "تمام لوگوں کی کیا مجال کہ وہ کسی صحابی کے بارے رائے زنی کریں، اس سلسلہ میں مکمل احتیاط نہ کی جائے تو انسان کی آخرت برباد ہوسکتی ہے۔" (صلح الامام الحسن ص ۱۱۷)

جواب نمبر ٦:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قاری ظہور کے مسلمہ تفسیری قواعد کی روشنی میں بھی آیت ہذا میں شامل ہونا:

موصوف قاری ایک مقام پر ایک تفسیری قاعدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہوئے ہیں:

> "اہل علم کے نزدیک اصول یہ ہے کہ اگر کسی آیت میں حکم، نہی، مدح یا ذم کا بیان ہو اور اس کی شان نزول معین ہو تو ایسے ہر حکم ہر نہی ہر مدح اور ہر دم کا اطلاق اس شخص پر بھی ہو گا جس کے بارے میں وہ آیت نازل ہوئی اور اس کی مانند دوسرے اشخاص پر بھی ہو گا چنانچہ علامہ ابن تیمیہ اور امام

سیوطی لکھتے ہیں:

والآیة التی لها سبب معین ان کانت امر منهیا فهی متناولة لذلك ولغیره ممن کان بمنزلته و ان کانت خبرا بمدح اوذم فهی متناولة لذلك الشخص وغیره ممن کان بمنزلته ایضًا

''وہ آیت جس کی شان نزول معین ہو، اگر وہ امر اور نہی پر مبنی ہو تو وہ اس شخص اور اس کی طرح دوسرے لوگوں کو بھی شامل ہوگی اور اگر وہ مدح یا ذم کی خبر ہو تو تب بھی وہ اس شخص اور اس کی مانند دوسرے لوگوں کو بھی شامل ہوگی۔''

(اہل کساء کا مقام، حقائق واوہام ص ۱۲، ۱۳)

ہم کہتے ہیں اگر بفرض تسلیم یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ آیت صرف اور صرف صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان والے لوگوں کے لئے نازل ہوئی ہے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پھر بھی اس آیت کے تحت شامل ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ نفسِ صحابیت میں (یعنی صحابی ہونے کی حیثیت سے) آپ بھی ان دوسرے صحابہ کی مانند ہیں جن کے لئے یہ ''وعدۂ حسنیٰ''، نازل ہوا اور یہ بات تو خود موصوف بھی مانتے ہیں کہ اگر کسی آیت میں مدح کی خبر ہو اور اس کی شان نزول معین ہو تو اس مدح کا اطلاق اس شخص پر بھی ہوگا جس کے بارے میں وہ آیت نازل ہوئی اور اس کی مانند دوسرے اشخاص پر بھی ہوگا، چونکہ اس آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح کے طور پر ان کے جنتی ہونے کی خبر دی گئی ہے لہٰذا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح اس آیت کا اطلاق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بھی ہوگا۔

پھر دوسرا قاعدہ بیان کرتے ہوئے لکھا:

''فقط یہ بھی نہیں کہ دوسرے لوگ اس شخص کے برابر ہو سکتے

ہیں بلکہ اس سے بڑھ بھی سکتے ہیں۔'' (اہل کساء کا مقام صاحب ۱۳)
موصوف نے پھر اس کے تحت کچھ مثالیں بھی ذکر کیں جن کا خلاصہ یہ
ہے کہ آیت کریمہ:

''وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ''

(النساء:۶۹)

''اگر چہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے لئے نازل ہوئی ہے مگر اس
خبر مدح میں ان سے افضل صحابہ بھی شامل ہیں۔''

یونہی آیت کریمہ:

''وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ''

(الاحزاب:۳۷)

''اگر چہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لئے نازل ہوئی ہے۔
مگر اس فقہی مسئلہ میں ان سے افضل صحابہ بھی شامل ہیں۔''

ہم کہتے ہیں کہ جب ادنیٰ کے بارے نازل شدہ خبر مدح کے تحت اعلیٰ شامل ہوسکتا ہے تو پھر اعلیٰ کے بارے نازل شدہ خبر مدح کے تحت بلحاظ فرق مراتب کے ادنیٰ بھی شامل ہوسکتا ہے۔

بلکہ ہماری اس بات کی تائید موصوف کی پیش کردہ تیسری مثال بھی کر رہی ہے کہ آیت کریمہ:

وسیجنبھا الاتقی (اللیل:۱۷)

اگر چہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے نازل ہوئی اور آپ کی افضلیت کی بہترین دلیل ہے مگر راہ خدا میں خرچ کرنے والے کے لئے رضائے الٰہی کے ملنے کی خبر مدح میں ہر وہ شخص بھی شامل ہوگا جو آپ سے ادنیٰ ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ بفرض تسلیم اگر زیر بحث آیت کو حدیبیہ و فتح مکہ کے درمیان والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

لئے مانا جائے تو بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آیت حدید میں شامل ہوں گے۔

تنبیہ:

ہم نے جو اعلیٰ و ادنیٰ کے الفاظ کہے یہ افضل و مفضول ہونے کے معنی میں ہیں ورنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی اعلیٰ ہیں ان میں کوئی بھی ادنیٰ نہیں۔

نوٹ:

اگر موصوف قاری یا اس کا کوئی حمایتی یہ کہے کہ آپ کا یہ بعد والا استدلال درست نہیں بلکہ ان مثالوں میں تو صرف افضل ہونے یا نہ ہونے کی وضاحت کی جارہی ہے تو ہم کہیں گے کہ آپ کا یہ عذر نامعقول ہے۔ اس لئے کہ یہ جزیات جس قاعدے کے تحت بیان کی جارہی ہیں وہ شمولیت و عدم شمولیت کے بارے ہے نہ کہ افضلیت و عدم افضلیت کے ثبوت کے بارے۔

اس پہ مزید دلیل یہ ہے کہ موصوف نے ان جزئیات کو بیان کرنے سے قبل ان کا ماقبل بیان کردہ قاعدہ سے ربط کرتے ہوئے خود یوں لکھا ہے:

> ''فقط یہ بھی نہیں کہ دوسرے (شامل ہونے والے راقم) لوگ اس شخص کے برابر ہو سکتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ بھی سکتے ہیں۔''

اس فتح سے فتح مکہ نہیں بلکہ صلح حدیبیہ مراد ہے (قاری ظہور):

موصوف اپنے موٴقف پہ دوسری دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''سورۃ الحدید کی اس آیت میں جو لفظ ''الفتح'' آیا ہے اس کی تفسیر معلوم کرنے کے لئے اگر آپ کتب تفسیر کو کھنگالنا شروع کر دیں تو آپ کو نقل در نقل کے طور پر فتح مکہ کے قائلین کی تعداد زیادہ ملے گی مگر اہل تحقیق مفسرین نے اس سے فتح مکہ نہیں بلکہ صلح حدیبیہ کی فتح مراد لی ہے اور اسی کو صحت

کے قریب اور راجح قرار دیا ہے۔
چنانچہ امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فتح مکہ اور فتح حدیبیہ دونوں کے بارے میں تفسیری اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

واولی الاقوال فی ذلك عندی ان یقال معنی ذلك لایستوی منکم ایها الناس من انفق فی سبیل الله من قبل الفتح الحدیبیة للذی ذکرنا من الخبر عن رسول الله ﷺ الذی رو یناه عن ابی سعید الخدری عنه

"اور میرے نزدیک ان اقوال میں سے صحیح یہ کہ اس آیت کا معنی یوں کیا جائے اے لوگو! تم ان کے برابر نہیں ہو جنہوں نے تم میں سے فتح حدیبیہ سے قبل راہ الٰہی میں خرچ کیا ہے، اس لئے کہ ہم اس کی دلیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد نقل کر چکے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔" (جامع البیان ج ۱۲، ص ۳۹۵)

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے قبل جو حدیث نبوی نقل فرمائی ہے وہ یہ ہے:

عن ابی سعید الخدری قال: قال لنا رسول الله ﷺ عام الحدیبیه یوشك ان یاتی قوم تحقرون اعمالکم مع اعمالکم قلنا: من هم یا رسول الله! قریش هم؟ قال: لا، ولکن اهل الیمن ارق افئدة والین قلوبا. فقلنا هم خیرامنا یا رسول الله؟ فقال لو کان لاحدهم جبل من ذهب

فانفقه. ما ادرك مد احدكم ولانصيفه الا ان
هذا فصل مابيننا وبين الناس لايستوى منكم
من انفق من قبل الفتح و قاتل. الى قوله: والله
بما تعملون خبير

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیبیہ کے سال ارشاد فرمایا: عنقریب تمہارے پاس ایک قوم آئے گی جن کے اعمال کے مقابلہ میں تم اپنے اعمال کو حقیر سمجھو گے، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون ہیں کیا قریش ہیں وہ؟ فرمایا نہیں، لیکن وہ اہل یمن جو بہت زیادہ رقیق القلب اور نرم خو ہیں۔ ہم نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ ہم سے بہتر ہیں؟ فرمایا: اگر ان میں سے کسی کے پاس سونے کا پہاڑ ہو پھر وہ اس کو خرچ کر دے تو وہ تمہارے ایک اور آدھے مد کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا۔، سنو! ہمارے اور ان کے لوگوں کے درمیان یہ آیت حد فاصل ہے تم میں سے کوئی برابری نہیں کرسکتا۔ ان کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی انکا درجہ بہت بڑا ہے ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جنگ کی اور سب کے ساتھ اللہ نے وعدہ کیا ہے بھلائی کا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے بخوبی خبردار ہیں۔''

(جامع البیان ج ۲۲ ص ۳۹۴، تفسیر ابن ابی حاتم ج ۱۰، ص ۳۳۳۶)

اس روائت کے راویوں پہ بحث کرنے کے بعد مزید لکھا:

امام سیوطی نے سورۃ الفتح کی تفسیر میں محدث عبد بن حمید سے اس سے بھی

زیادہ واضح حدیث نقل فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

عن عامر الشعبی. ان رجلاسئل النبی ﷺ یوم الحدیبیۃ أفتح ھذا؟ قال: و انزلت علیہ انا فتحنا لك فتحنا مبینا فقال النبی ﷺ: نعم: عظیم. قال: وکان فصل مابین الھجرتین فتح الحدیبۃ. فقال "لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل"

''حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ کے دن دریافت کیا: کیا یہ فتح ہے؟ راوی کہتے ہیں: اور آپ پر یہ آیت انا فتحنا لك فتحا مبینا'' نازل کی گئی تھی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں عظیم فتح ہے۔ فرمایا دو ہجرتوں کے درمیان فرق حدیبیہ کی فتح ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ''لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قائل'' (الدر المنثور ج ۱۳، ص ۲۶۱) صلح الامام الحسن ص ۳۱۰، تا ۳۱۳)

جواب نمبر ا:

امت کے کثیر اور اجلہ مفسرین نے اس فتح سے فتح مکہ مراد لی ہے:

موصوف نے یہ لکھ کر کہ ''سورۃ الحدید کی اس آیت میں جو لفظ ''الفتح'' ہے اس کی تفسیر معلوم کرنے کے لئے اگر آپ کتب تفسیر کھنگالنا شروع کریں گے تو آپ کو نقل در نقل کے طور پر فتح مکہ کے قائلین کی تعداد زیادہ ملے گی۔ مگر اہل تحقیق مفسرین اس فتح سے فتح مکہ نہیں بلکہ صلح حدیبیہ کی فتح مراد لی ہے۔''

بڑی چالاکی سے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ جن مفسرین نے اس سے صلح حدیبیہ مراد لی ہے اہل تحقیق تو صرف وہی ہیں، باقی تمام تو نہ صرف یہ کہ غیر اہل تحقیق ہیں بلکہ مکھی پر مکھی مارتے آئے ہیں۔ انہیں ذرا بھی سمجھ نہ آسکی کہ اس آیت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

لیکن اس حقیقت سے موصوف بھی نہ انکار کر سکے کہ فتح مکہ کے قائلین کی تعداد زیادہ ہے، آیئے ہم ان تفاسیر میں سے کچھ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جن میں ''فتح مکہ'' مراد لی گئی ہے اور فیصلہ اپنے قارئین پہ چھوڑتے ہیں کہ آیا ان کے مصنفین بھی اہل تحقیق شمار ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ ان کی تفسیر بھی معتبر و مقبول سمجھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ملاحظہ ہو:

تفسیر خازن جزء ۲۷، ص ۲۷، تفسیر جلالین ص ۴۴۹، تفسیر مدارک ج ۳، ص ۳۴۵، تفسیر بغوی ج ۴، ص ۳۲۳، تفسیر ماوردی ج ۵، ص ۴۷۱، تفسیر ابن عباس ص ۵۳۸، تفسیر کبیر ج ۱۰، ص ۴۵۲، تفسیر مظہری ج ۷، ص ۲۸، تفسیر ابی سعود ج ۶، ص ۲۰۱، تفسیر روح المعانی ج ۱۴، ص ۲۶۳، تفسیر قرطبی، ج ۱۷، ص ۲۰۵، تفسیر صاوی ج ۶، ص ۲۱۰۶، تفسیر روح البیان ج ۹، ص ۴۲۲، تفسیر جمالین ج ۲، ص ۳۷۰، تفسیر ماتریدی ج ۹، ص ۵۱۹، تفسیر البحر المحیط ج ۸، ص ۳۰۹، احکام القرآن للجصاص ج ۳، ص ۶۲۲، ابن کثیر مترجم ج ۵، ص ۲۴۳، کشاف ص ۱۳۵۴، تفسیر ضیاء القرآن ج ۵، ص ۶۲۲، تفسیر رضوی ج ۴، ص ۱۸۲، تفسیر نور العرفان ص ۸۴۰، تفسیر تبیان القرآن ج ۱۱، ص ۷۱۸، تفسیر صراط الجنان ج ۹، ص ۷۳۳)

درج تفاسیر میں بھی یہ تفسیر مراد لی گئی ہے:

''تفسیر سمرقندی، تفسیر التحریر والتنویر، تفسیر بیضاوی، تفسیر

لطائف الاشارات تفسیر کبیر للطبرانی، تفسیر جیلانی، تفسیر ثعلبی، تفسیر تذکرۃ الاریب لابن جوزی، تفسیر صنعانی وغیرہا۔''

جواب نمبر ۲:

تفسیر طبری اور تفسیر در منثور کے حوالاجات موصوف کے مؤید نہیں ہیں:

موصوف نے صلح حدیبیہ کی فتح مراد لینے پہ تائیداً جو پہلی نقل پیش کی ہے وہ تفسیر ابن جریر سے ہے کہ:

واولى الاقوال فى ذلك بالصواب عندى...

''یعنی امام طبری فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ان اقوال سے صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ (خلاصہ)''

اس نقل کے بارے پہلی گزارش تو یہ کہ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف قاری کی طرح فتح مکہ کے قائلین کو غیر اہل تحقیق اور مکھی پہ مکھی مارنے والا قرار نہیں دیا بلکہ اولاً اس کے بارے اختلاف کو بایں الفاظ بیان کیا۔

اختلف اهل التاويل فى تاويل ذلك فقال بعضهم: معناه لا يستوى منكم ايها الناس من امن قبل وهاجر و قال آخرون عنى بالفتح فتح: مكة وبالنفقة فى جهاد المشركين قال آخرون: عنى بالفتح فى هذا الموضع صلح الحديبية

''مفسرین کا اس (فتح) کی تفسیر میں اختلاف ہے، ان میں سے بعض کہتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ اے لوگو تم میں سے وہ لوگ برابر نہیں جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور ہجرت کی اور دوسرے بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد فتح

مکہ ہے اور خرچ سے مراد مشرکین کے خلاف جہاد میں خرچ کرنا ہے اور دوسروں نے کہا ہے کہ اس جگہ فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔'' (تفسیر طبری ج ا،ص ۲۲۲)

اس کے بعد اپنی رائے دی اور اسے بھی ''عندی'' (میرے نزدیک) سے مقید کر دیا: اس قید سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ آپ کی رائے ہے، مگر اس سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ یہ قول علی الاطلاق ''اولیٰ الاقوال'' ہے ورنہ آپ بھی ''عندی'' کی قید نہ لگاتے جبکہ فتح مکہ کے قائل مفسرین کی ایسی عبارات ملتی ہیں کہ جن میں سے فتح مکہ مراد ہونا مطلقاً اولیٰ اور ارجح قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ آگے چل کر ہم اس پر باحوالہ گفتگو کریں گے۔

جہاں تک موصوف کی دوسری نقل کا تعلق ہے جس کو بایں الفاظ بڑے طمطراق سے پیش گیا ہے کہ:

''امام سیوطی نے سورۃ الفتح کی تفسیر میں محدث عبد بن حمید سے اس سے بھی زیادہ واضح حدیث نقل فرمائی ہے۔''

تو اس کا جواب یہ ہے کہ موصوف کو یہ نقل بھی ذرا بھر مفید نہیں، بلکہ ان کے مخالف اور ہمارے موافق و مؤید ہے، وہ اس لئے کہ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر درمنثور میں صرف اور صرف اس بات کا التزام کیا ہے کہ کسی بھی آیت کے متعلق جو احادیث و آثار آئے ہیں ان کو اس کے تحت درج کر دیا جائے، قطع نظر اس کے کہ وہاں فیصلہ کن تفسیر کون سی ہوگی۔

جبکہ اس کے برعکس تفسیر جلالین میں ان اقوال کو لانے کا التزام کیا گیا جو فیصلہ کن، معتمد اور ارجح ہیں جیسا کہ تفسیر جلالین کے مقدمہ میں فرمایا:

والاعتماد علی ارجح الاقوال

''اور ارجح اقوال پر اعتماد کیا گیا ہے'' (تفسیر جلالین ص ۴)

اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے امام اہلسنت فرماتے ہیں:

''مطلب اصح جس کے مطالعہ کو جلالین کہ اصح الاقوال پر اقتصار کا جن کو التزام ہے سر دست بس ہے، ہاتھ سے نہ جائے۔'' (فتاوی رضویہ ج ۲۶، ص ۶۵۷)

اس تفسیر جلالین میں امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے زیر بحث آیت میں مذکور ''الفتح'' سے فتح مکہ ہی مراد لی ہے۔ جلالین کے الفاظ یہ ہیں:

من قبل الفتح لمكة

''یعنی فتح مکہ سے پہلے۔'' (ص ۴۴۹)

ثابت ہوا کہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے منصب محدث کے پیش نظر وہ حدیث درمنثور میں تو نقل کر دی ہے لیکن جہاں تک اس بابت ان کا اپنا نظریہ ہے تو وہ خود اس سے ''فتح مکہ'' کو بطور ارجح الاقوال لیتے ہیں۔

قارئین کرام:

تفسیر جلالین چونکہ مدارس دینیہ میں بطور درسی کتاب کے پڑھائی جاتی ہے اور اس بارے ہماری نقل کردہ تحقیق علم تفسیر کے اول درجے کے طلباء بھی جانتے ہیں۔ مگر یہ کتنی شرم کی بات ہے کہ جس چیز کو ابتدائی طلباء تو جانتے ہوں مگر خود ساختہ اک ''ریسرچ اسکالر'' نہ جانتا ہو!

ہمیں نہیں معلوم کہ بایں وجہ موصوف کو علم تفسیر سے جاہل سمجھا جائے یا پھر خائن ودھوکے باز۔

اصل فتح صلح حدیبیہ ہے، قول محقق (ظہور فیضی):

موصوف درج بالا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

اس تفسیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ابہام باقی نہ ہو رہا کہ سورۃ الحدید کی آیت نمبر دس ''لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل''

میں جس فتح کا ذکر ہے ،اب اس سلسلہ میں اگر چہ تفسیری اقوال نقل کرنے کی حاجت نہیں تاہم بعض لوگوں کی تسلی کے لئے چند حوالات پیش کرتا ہوں امام ابو حیان اندلسی نے اس قسم کے دلائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو قول جمہور قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

وقال الجمهور هو فتح الحديبية قاله السدى والشعبى والزهرى قال ابن عطية وهو الصحيح.

''جمہور نے کہا یہ فتح حدیبیہ ہے اور یہی سدی، شعبی اور زہری کا قول ہے ابن عطیہ نے کہا: یہی صحیح ہے۔ (البحر المحیط ج ۸، ص ۸۹)

علامہ محمود آلوسی حنفی نے اس مقام پر تفصیلی کلام کیا اور فرمایا ہے کہ قبل از فتح اور بعد از فتح سے مراد صلح حدیبیہ کے بعد ہے پہلے انہوں نے مشہور حدیث ''لاتسبوا اصحابی'' درج فرمائی ہے۔ اس میں حضرت عبدالرحمان بن عوف اور خالد بن ولید کے تنازع کا ذکر ہے۔ ان میں اول الذکر قدیم الاسلام میں اور مؤخر الذکر صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے آیت میں جو لفظ ''اولئک اعظم'' درجہ آیا ہے اس سے انہوں نے حدیبیہ سے پہلے والے قدیم الاسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مراد لیا ہے اور ''من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا'' سے صلح حدیبیہ سے بعد والوں کو مراد لیا ہے۔ پھر انہوں نے نتیجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

ثم فى الحديث تائيد مالكون اولئك هم الذين انفقوا قبل الحديبية إلا ان اسلامه رضى الله عنه كان بين الحديبية و فتح مكة كما فى التقريب وغيره والزمخشرى فسر الفتح بفتح مكة. فلا تغفل

''پھر حدیث (لاتسبوا) میں اس بات کی تائید ہے کہ

''اعظم درجة'' میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہوئے کیونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں اسلام لائے تھے جیسا کہ تقریب التہذیب وغیرہ کتب میں ہے اور علامہ زمخشری نے الفتح کی تفسیر فتح سے کی ہے۔ لہٰذا غفلت کا شکار نہ ہونا۔'' (روح المعانی ج ۲۴، ص ۲۱۲)

پیر محمد کرم الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق سورۃ الحدید کا نزول ہی فتح مکہ سے پہلے ہوا، چنانچہ وہ لکھتے ہیں اس کی آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نزول غزوہ احد اور صلح حدیبیہ کے درمیان عرصہ میں ہوا۔

(ضیاء القرآن ج ۵، ص ۱۰۳)

اس فتح مبین سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ (ضیاء القرآن ج ۵، ص ۵۳۱)

مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ الفتح کی پہلی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اکثر مفسرین فتح سے صلح حدیبیہ مراد لیتے ہیں۔''

(خزائن العرفان ص ۵۲۰)

اس کے بعد نواب صدیق حسن کا حوالہ پیش کیا۔

جواب نمبر ا:

موصوف کی دھوکہ دہی اور ان کے نقل کردہ تفسیری شواہد کی حقیقت:

موصوف نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اس فتح سے فتح حدیبیہ ہونا ہی محقق و ارجح ہے، اپنے ماہرانہ تبصرہ کے ساتھ ساتھ چند تفسیری شواہد بھی پیش کیے تھے، ہم کوشش کرتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے بارے منصفانہ کلام کریں تاکہ ہمارے قارئین ان کی حقیقت سے آگاہ ہو سکیں۔

پہلی شہادت تفسیر ''البحر المحیط'' سے نقل کی گئی ہے، جس میں ''قول جمہور'' کا قول کیا گیا۔ مگر راقم نے جب تفسیر ''البحر المحیط'' کا یہ مطلوبہ مقام دیکھا تو حیران رہ گیا کہ امام ابو حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ حدید کی اس آیت کی تفسیر موصوف قاری کے مؤقف کے بالکل برعکس کی ہے ان کی اصل عبارت یوں ہے:

والمفتح مكة وهو المشهور وهو قول قتادة وزيد بن اسلم و مجاهد فقال ابو السعيد والشعبي وهو فتح الحديبية وقد تقدم في اول سورة الفتح كونه فتحا...

اس آیت میں (مذکور) فتح سے مراد فتح مکہ ہے اور یہی مشہور قول ہے اور یہی قتادہ، زید بن اسلم اور مجاہد کا قول ہے اور ابو السعید اور شعبی کہتے ہیں اس سے مراد فتح حدیبیہ ہے اور سورۃ فتح کے شروع میں اس کے فتح ہونے کے بارے گفتگو گزر چکی ہے۔ (تفسیر البحر المحیط ج۸،ص۳۰۹)

موصوف کی اس چوری کو علمی خیانت کہا جائے یا دھوکہ دہی؟ اس کا فیصلہ ہم قارئین پہ چھوڑتے ہیں مگر ہم ایسی ریسرچ اسکالری کو سات سلام کہتے ہیں۔

اک شبہ کا ازالہ:

ممکن ہے موصوف یا ان کا کوئی چاہنے والا یہ کہے کہ جی یہاں کوئی دھوکہ دہی نہیں ہے بلکہ امام ابو حیان کی یہ عبارت سورۂ فتح کی ابتدائی آیات کے تحت سے لی گئی ہے۔

تو ہم کہیں گے کہ آپ کی یہ بات ''عذر گناہ بدتر گناہ'' کی مصداق ہے، اس لئے کہ تصنیف کی انصافی حدود کا تقاضا یہ تھا کہ اس عبارت کو نقل کرتے ہوئے یہ وضاحت کی جاتی کہ یہ تفسیر سورۂ حدید کی آیت نمبر دس کی نہیں بلکہ سورۂ فتح کی ابتدائی آیات کی ہے۔ کیونکہ موصوف اپنی اس بحث کو یہ عنوان خود دے چکے ہیں:

"وکلا وعد اللہ الحسنیٰ" سے استدلال کا جائزہ":

"مگر موصوف ایسا کرتے بھی کیوں، ایسا کرنا تو گویا ان کے
لئے زہر کا پیالہ پینے کے مترادف تھا۔"

اس لئے کہ امام حیان رحمۃ اللہ علیہ سورہ حدید کی زیر بحث آیت کی تفسیر میں دوٹوک الفاظ میں اپنا یہ فیصلہ دے چکے ہیں کہ:

"والفتح مكة وهو المشهور"

جہاں تک سورۂ فتح کی ابتدائی آیات کا تعلق ہے تو موصوف قاری کے نقل کردہ قول کے باوجود حضرت امام اندلسی لکھتے ہیں:

والظاهر ان هذا الفتح هو فتح مكة

"اور ظاہر ہے کہ اس فتح سے مراد فتح مکہ ہے۔"

(تفسیر البحر المحیط ج ۸، ص ۱۲۵)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نقل موصوف قاری کی مؤید نہیں ہے بلکہ ایک دم ان کے مخالف اور ہماری مؤید ہے۔ جہاں تک "قال الجمہور" کا معاملہ ہے تو ان شاء اللہ آگے چل کر اس پر بھی کلام کیا جائے گا۔

یونہی تفسیر روح المعانی کی شہادت بھی موصوف کو ذرہ بھر مفید نہیں ہے بلکہ ان کے مؤقف کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ حضرت امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا ذاتی مؤقف بھی یہی ہے کہ زیر بحث آیت میں مذکور "الفتح" سے مراد فتح مکہ ہے۔ بلکہ آپ نے بھی اسے ہی مشہور قول قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "والفتح فتح مكة على ماروى عن قتادة زيد بن اسلم و مجاهد وهو المشهور۔ وقال الشعبى هو فتح الحديبية...... اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے اس بنیاد پر کہ یہ حضرت قتادہ، زید بن اسلم اور مجاہد سے مروی ہے اور یہی مشہور قول ہے...... اور شعبی فرماتے ہیں کہ یہ فتح حدیبیہ ہے۔

(تفسیر روح المعانی جز ۲۷، ج ۱۴، ص ۲۶۳)

موصوف نے جو روح المعانی سے حدیث نقل کی وہ بھی اس کے مخالف موقف کو ثابت کرتی ہے اس لئے کہ موصوف تو اپنے اس عقیدے کے حامل ہیں کہ ''لاتسبوا اصحابی'' سے صرف اور صرف سابقین اولین صحابہ ہیں۔

(دیکھئے الاحادیث الموضوعہ ص ۹۰)

اور یہ کہ تمام صحابہ جنتی نہیں ہیں۔ (دیکھئے صلح الامام الحسن ص ۱۰۴)

جبکہ حضرت امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث ''لاتسبوا اصحابی'' سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت کے لئے استدلال کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

اقول: شاع الاستدلال بهذا الحديث على فضل الصحابة مطلقاً بناء على ماقالوا: ان اضافة الجمع تفيد الاستغراق۔

''میں کہتا ہوں کہ اس حدیث مبارکہ کے ذریعے مطلقاً تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت پر استدلال کرنا مشہور و معروف ہے۔ اس قانون کی بنیاد پر جو علماء نے بیان کیا ہے کہ جمع کی اضافت استغراق کا فائدہ دیتی ہے۔ (جیسا کہ حدیث میں اصحاب جمع کی اضافت ہے یاء ضمیر متکلم کی طرف، راقم)

(روح المعانی جز ۲۷، ج ۱۴، ص ۲۶۵)

ان حقائق کی روشنی میں ہم یہ کہنے پہ مجبور ہیں کہ موصوف کی آنکھوں پر عشقِ رافضیت کی ایسی سیاہ پٹی بندھ چکی ہے کہ انہیں سفید بھی سیاہ دکھائی دیتا ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا تھا:

عشق میں ہر نقش اُلٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

موصوف نے حسبِ عادت ضیاء القرآن کی نقل میں بھی دھوکہ دہی سے کام لیا ہے کیونکہ ضیاء القرآن میں بھی زیر بحث آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فتح مکہ مراد لی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو:

''فتح سے مراد فتح مکہ ہے، بعض نے صلح حدیبیہ بھی مراد لیا ہے۔'' (ضیاء القرآن ج ۵، ص ۱۱۳)

راقم کہتا ہے کہ موصوف کو ضیاء القرآن سے حوالہ نقل کرنا ''موت کو ماسی'' کہنے کے مترادف ہے کیونکہ صاحب ضیاء القرآن نے اپنی تفسیر میں جا بجا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عادل، متقی، مغفور، اور قطعی جنتی ہونا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی پر بھی طعن کرنے والے کی ٹھیک ٹھاک ٹھکائی کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

ج ۵، ص ۱۱۴، زیر آیت واللہ بما تعملون خبیر حدید: ۱۰

ج ۲، ص ۱۷۰، آیت نمبر ۷۴، سورہ انفال

ج ۱، ص ۲۵۹ ۔ ۶۰، سورہ العمران آیت نمبر ۱۰۳، وغیرہا

اور ادھر حال یہ ہے کہ موصوف نہ صرف یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کھلے بندوں سب دشتم کرتے ہیں بلکہ تمام صحابہ کے جنتی ہونے سے بھی انکاری ہیں۔

یونہی موصوف نے تفسیر خزائن العرفان کی شہادت نقل کرنے میں بھی مغالطہ آفرینی سے کام لیا ہے۔ اس لئے کہ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث آیت کی تفسیر قطعاً وہ نہیں فرمائی جو موصوف نے نقل کی ہے۔ بلکہ آپ نے بھی اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے:

''یعنی پہلے خرچ کرنے والوں سے بھی اور فتح کے بعد خرچ کرنے والوں سے بھی۔''

(خزائن العرفان ص ۹۹۴، تحت آیت: ۱۰ سورہ حدید)

چونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث آیت کے ترجمہ میں "فتح مکہ" مراد
لیا اور حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو برقرار رکھا ہے۔ جو اس بات کی
واضح دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک بھی اس سے مراد "فتح مکہ" ہے۔ مگر موصوف
نے یہاں پر بھی کمال چالاکی کے ساتھ سورۂ حدید کی آیت ۱۰ کی یہ تفسیر چھوڑ کر
سورۂ فتح کی ابتدائی آیات کی تفسیر اٹھا کر نقل کر دی۔ حالانکہ آغاز بحث میں وہ اپنا
عنوان یوں قائم کر چکے تھے۔

"وکلا وعد اللہ الحسنیٰ سے استدلال کا جائزہ"

ایسی شان تحقیق وتصنیف کو داد دیتے ہوئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دے گا تمام عقل کے بخیے ادھیڑ تو

نوٹ:

اس بابت جو اغیار کا حوالہ پیش کیا گیا چونکہ وہ ہمارے مسلمات سے نہیں
اس لئے اس سے صرف نظر کیا جا رہا ہے۔

جواب نمبر ۲:

اس سے مراد "فتح مکہ" کے ارجح واصح ہونے پہ دس (۱۰) دلائل:

بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے دلائل کی روشنی میں ثابت کیا کہ نہ ہی موصوف کا
دعویٰ درست ہے اور نہ ان کی پیش کردہ تفسیری شہادتیں ان کے دعوے سے میل
کھاتی ہیں۔ اب اس بات پر دلائل پیش کئے جاتے ہیں کہ اس فتح سے "فتح مکہ"
کا ہونا ہی ارجح اور اصح ہے۔

دلیل نمبر ۱:

تفسیر جلالین میں فتح مکہ ہی سے تفسیر کی گئی ہے جو اس کے ارجح ہونے

کی واضح ترین دلیل ہے کیونکہ اس میں ارجح اقوال لانے کا التزام کیا گیا ہے۔
تفسیر جلالین کے مقدمے میں اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

والاعتماد علی ارجح الاقوال

''یعنی ارجح اقوال پر اعتماد کیا جائے گا۔'' (ص ۴)

دلیل نمبر ۲:

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس بابت دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

المراد لهذا الفتح فتح مكة لان اطلاق لفظ الفتح فى التعارف يصرف اليه. قال عليه السلام لا هجرة بعد الفتح

''اس فتح سے مراد ''فتح مکہ'' ہے کیونکہ لفظ فتح کا مطلقاً استعمال ہونا عرف میں اسی معنی کی طرف پھیرا جاتا ہے (جیسا کہ اس حدیث نبوی میں فتح مطلق سے ''فتح مکہ'' مراد ہے) آپ فرماتے ہیں فتح کے بعد ہجرت نہیں ہے۔'' (تفسیر کبیر ج ۱۰، ص ۴۵۲)

ثابت ہوا جب بھی لفظ فتح بولا جاتا ہے عرف میں اس سے فتح مکہ ہی مراد ہوتی ہے۔

دلیل نمبر ۳:

کئی معتبر تفاسیر میں اسے اکثر مفسرین کا قول قرار دیا گیا ہے جیسا کہ:
تفسیر البحر المحیط میں ہے:

والفتح مكة وهو المشهور

''اس سے مراد فتح مکہ ہے اور یہی مشہور قول ہے۔''

(ج ۸، ص ۳۰۹)

تفسیر خازن میں ہے کہ تفسیر قرطبی اور ثعلبی میں ہے:

یعنی فتح مکہ فی قول اکثر المفسرین

''اکثر مفسرین کے قول کے مطابق اس سے فتح مکہ مراد ہے۔'' (جز ۲۷، ص ۲۷، تحت آیت ۱۰ حدید)

تفسیر روح المعانی میں ہے:

وھو المشھور

''یعنی فتح مکہ ہونا ہی مشہور ہے۔''

دلیل نمبر ۴:

کئی تفاسیر میں اسے جمہور کا قول بھی قرار دیا گیا۔
تفسیر التحریر والتنویر، تفسیر بغوی اور تفسیر مظہری میں ہے:

وھذا قول جمھور المفسرین

''اور یہ جمہور مفسرین کا قول ہے۔''

(التحریر والتنویر، بغوی ج ۴، ص ۲۳۳، مظہری ج ۷، ص ۲۸)

تفسیر روح البیان میں ہے:

وھذا قول الجمھور

''اور یہ جمہور کا قول ہے۔'' (ج ۱۴، ص ۳۶۳)

یونہی ابن کثیر میں ہے:

والجمھور علی ان المراد بالفتح ھھنا: فتح مکة

''جمہور مفسرین کے نزدیک اس جگہ فتح سے مراد فتح مکہ ہے۔'' (تحت آیت لایستوی منکم)

دلیل نمبر ۵:

یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جیسا کہ تفسیر ماوردی میں فرمایا گیا ہے کہ:

لایستوی منکم... فیه قولان: احدهما: لایستوی من اسلم من قبل فتح مکة قاتل ومن اسلم بعد فتحها وقاتل قاله ابن عباس و مجاهد (تفسیر ماوردی ج ۵ ص ۴۷۱)

اور حضرت بن عباس رضی اللہ عنہ کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے بڑے دس (۱۰) مفسر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔''

(دیکھئے الاتقان فی علوم القرآن ج ۲، ص ۳۸۲)

آپ ہی کو''خیر الامۃ اور ترجمان القرآن کہا جاتا ہے۔

آپ کے مقام تفسیر کے بارے مزید تفصیل موصوف قاری ہی کے قلم سے ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور دعا فرمائی۔''

اللهم علمه الکتاب

''اے اللہ! اس کو قرآن سکھا دے۔''

(بخاری رقم ۷۵۔۷۲۷، مسند احمد ج ۳، ص ۴۲۸، رقم ۳۳۷۹)

ایک اور مقام میں ہے:

اللهم علمه الحکمة

''اے اللہ! اس کو حکمت سکھا دے۔''

(بخاری رقم ۳۷۵۶، سنن الترمذی ۳۸۲۴، الاحاد والمثانی رقم ۳۷۵)

بعض روایات میں ''تاویل الکتاب'' کا اضافہ ہے یعنی اسے ق
سے معانی نکالنا سکھا۔ (سنن ابن ماجہ رقم ۱۶۶، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۲، ص ۲۶۸)
(ایک اور مقام پر یوں دعا فرمائی:

اللهم فقهه في الدين وعلمه التاويل

''اے اللہ! اس کو دین میں فقہ عطا فرما اور قرآن کی تاویل سکھا۔''

(مسند احمد رقم ۳۰۳۳، ۳۱۰۲، بخاری رقم ۱۴۳، صحیح ابن حبان رقم ۵۵، المعجم الاوسط رقم ۱۴۴۴، ۳۳۸۰، المعجم الکبیر ج ۱۰، ص ۳۲۰ وج ۱۱ ص ۱۱۰، ج ۱۲، ص ۱۰۷۰، المستدرک ج ۳، ص ۵۳۴، وط ج ۳ ص ۶۱۵، رقم ۶۲۸۰، المصنف لا بن شیبہ ج ۱۲، ص ۱۱۲، وط: ج ۱۷، ص ۱۸۸، رقم ۳۲۸۸۷، الاحاد والمثانی رقم ۳۸۰، الطبقات الکبریٰ لا بن سعد ج ۲، ص ۲۷۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ا...
عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی:

اللهم بارك فيه وانشر منه

''اے اللہ! اس میں برکت رکھ دے اور اس سے علم پھیلا۔''

(مختصر ابن عساکر ج ۱۲، ص ۲۹۹،، کتاب الاربعین للطائی ج ۹۶، الکامل لابن عدی ج ۳، ص ۵۵۰، حلیۃ الاولیاء ج ۱، ص ۳۹۰، الاستیعاب ج ۳، ص ۶۷، الاصابہ ج ۴، ص ۱۲۵، الاتقان ج ۲، ص ۴۶۷، سبل الہدیٰ والرشاد ج ۱۱، ص ۱۲۱، اتحاف السادۃ المتقین ج ۵، ص ۱۴۰)

(انوار العرفان فی اسماء القرآن ص ۶۲۵ تا ۶۲۸)

ایک مقام پر قاضی شوکانی اور نواب صدیق حسن کی تردید کرتے ہوئے لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کو باطل قرار دینا فیضانِ مصطفیٰ کی تکذیب ہے۔ موصوف کی عبارت یہ ہے:

''حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں صاحبان نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تفسیر کو باطل ٹھہرا کر فیضان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی ہے۔'' (انوار القرآن ص ۶۲۵)

اسی کتاب کے صفحہ ۶۳۳ پر لکھا:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کا مقام ہے۔'' (خلاصہ عبارت ص ۶۳۳)

ایسے عظیم اور جلیل القدر صحابی رسول مفسر سے اس تفسیر (یعنی فتح سے فتح مکہ مراد ہونا) کا منقول ہونا اس کے ارجح ہونے کی دلیل بین ہے۔

دلیل نمبر ۶:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لائق ترین شاگرد حضرت امام مجاہد سے بھی یہی تفسیر مروی ہے۔ جو اس کے اصح ہونے کی واضح ترین دلیل ہے اور آپ کا بھی مقام علم تفسیر یہ ہے کہ آپ خود فرمایا کرتے:

عرضت القرآن علی ابن عباس ثلاثین مرة

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حضور میں نے تیس (۳۰) بار قرآن مجید پیش کیا ہے (یعنی آپ سے تیس بار مکمل قرآن مجید کی تفسیر پڑھی ہے۔)'' (الاتقان ج ۲، ص ۴۷۶)

آپ کے متعلق حضرت امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

اذا جاءك التفسير عن مجاهد فحسبك به

''جب تیرے پاس حضرت امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی تفسیر آجائے تو تجھے وہی کافی ہے۔'' (ایضا ص ۳۷۷)

دلیل نمبر ۷:

یہ تفسیر مفسرین مکہ سے مروی ہے اور مکہ والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ... نسبت اعلم التفسیر (تفسیر کے سب سے بڑے عالم) تھے۔ حضرت ... سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اعلم الناس بالتفسير اهل مكة لا نهم اصحاب ابن عباس كمجاهد

''لوگوں میں تفسیر کے سب سے بڑے عالم مکہ والے ہیں، کیونکہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اصحاب ہیں جیسا کہ حضرت امام مجاہد۔ (ایضا ص ۳۷۷)

اور یہ تفسیر بھی مکی مفسرین سے مروی ہے:

دلیل نمبر ۸:

اس فتح سے صلح حدیبیہ کا مراد ہونا کچھ مفسرین کے سوا تقریباً ... نے صیغہ تمریض ''قیل'' سے ذکر کیا ہے یا پھر قول جمہور و اکثر کے ساتھ ذکر ... ہے، یا پھر اولاً فتح مکہ کا قول مراد لے کر اسے ثانیاً ذکر کیا ہے جیسا کہ ہمارے ... کردہ تفسیری شواہد کی تفصیل میں جا کر دیکھا جا سکتا ہے اور یہ ساری صورت حال بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ''فتح مکہ'' کا مراد ہونا ہی ارجح اور اصح ہے۔

دلیل نمبر ۹:

اس سے فتح مکہ کا مراد ہونا صحابی رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عظیم تابعی حضرت امام مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جبکہ ''صلح حدیبیہ'' کا مراد ہونا امام شعبی

اور امام زہری وغیرہ سے مروی ہے۔

اور اسماء الرجال سے شغف رکھنے والا ہر صاحب علم بخوبی جانتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تفسیر میں شعبی و زہری سے بے حد درجہ بلند ہیں۔ مع ہذا آپ شرف صحابیت سے بھی مشرف ہیں۔ یونہی امام مجاہد بھی ان دونوں بزرگوں (شعبی و زہری) سے کہیں اونچے درجے کے مفسر ہیں۔ جس کی وجہ وجیز کی طرف ہم اشارہ کر چکے یہ تقابل بھی اس بات کا متقاضی ہے کہ فتح مکہ کا مراد ہونا ارجح ہو۔

دلیل نمبر ۱۰:

اس سے فتح مکہ کا مراد ہونا، "فرقہ زیدیہ" سے بھی ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو "تفسیر الاعقم" میں ہے

قیل:فتح مکہ

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد فتح مکہ ہے۔

(تحت لا یستوی)

قرین قیاس بات، یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ تفسیر اہلبیت کے چشم و چراغ امام زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جیسا کہ حضرت امام ابو یوسف یا امام محمد رحمہ اللہ سے کسی مسئلے کا منقول ہونا یہی ثابت کرتا ہے کہ یہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ اور امام زید شہید رضی اللہ عنہ کے قول کی کیا حیثیت ہے وہ موصوف قاری کے قلم سے ملاحظہ ہو۔

لکھتے ہیں:

"یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ بعد میں جتنے علماء اسلام نے ضخیم تفاسیر لکھی ہیں انہوں نے سیدنا امام زید بن علی علیہم کے اقوال تفسیر یہ کو امام التفسیر کے طور پر نقل کیا ہے۔"

(تفسیر غریب القرآن ص ۴۰)

تو جب ان کے تفسیری اقوال کا یہ رتبہ ہے تو لازمی ٹھہرا کہ ا
سے فتح مکہ مراد ہونا ارجح قرار پائے۔

تلك عشرة كاملة

نوٹ:

موسوف اس فرقہ زیدیہ سے اس قدر متاثر ہیں کہ انہیں ''زیدی نا
کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ ہم نے اسی لئے دلیل نمبر ۱۰ ''فرقہ زیدیہ'' کی تر
سے اخذ کی۔

مصنف کی طرف سے تلبیس الحق بالباطل کا بدترین مظاہرہ:

موصوف لکھتے ہیں:

''فقہ اور عقائد میں ہم میں اور ''زیدیہ'' میں ۹۵ فیصد اتفاق ہے۔'' (خلاصۂ عبارت، تفسیر غریب القرآن ص ۵۲۔۹۵)

موصوف کا کہنا کہ ''ہم میں اور زیدیہ میں ۹۵ فیصد اتفاق ہے''۔ ی
تلبیس الحق بالباطل کا بدترین مظاہرہ اور ساری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے
کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ صرف یہ نہیں کہ زیدیہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلفاء ثلثہ پر تفضیل دیتے ہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بھی بہت
سارے عقائد و مسائل ہیں جو ہمارے اور اُن کے درمیان قطعی مختلف ہیں۔ ا
کے لئے ذیل کی بحث پڑھئے:

امام شہرستانی ''فرقۂ زیدیہ'' کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

"بعد اس کے کہ جب مفضول کی امامت کا قول کیا۔ زیدیہ کی اکثریت امامیہ کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن کی طرف مائل ہوگئی۔ اور ان کی تین اقسام ہیں۔ جارودیہ، سلیمانیہ اور بتریہ

انہیں صالحیہ بھی کہا جاتا ہے۔" (الملل والنحل ص ۱۹۰)

اس کے محشی لکھتے ہیں:

الجارودية: اصحاب ابي الجارود قالوا بالنص على علي رضى الله عنه والصحابة كفروا بمخالفته

"ابو الجارود کے ساتھیوں کو جارودیہ کہا جاتا ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر نص آئی ہے اور اس کی مخالفت کی وجہ سے تمام صحابہ کافر ہو گئے تھے۔" (ایضاً حاشیہ نمبر ۳)

شہرستانی کہتے ہیں:

"حضرت زید رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کے قائل نہیں تھے۔" (ایضاً ص ۱۹۱)

سلیمانیہ:

تو یہ حضرت عثمان، حضرت عائشہ، حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دیتے ہیں۔" (ایضاً ص ۱۹۳)

بتریہ (یا صالحیہ)

حسن بن صالح بن حی کے ساتھیوں کو صالحیہ کہا جاتا ہے اور کثیر نوا ی ابتر ے ساتھیوں کو بتریہ کہا جاتا ہے۔ یہ مذہب اور امامت کے معاملے میں سلیمانیہ ہی کی طرح ہیں۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مومن یا کفر کہنے کے معاملے میں توقف کرتے ہیں۔" (ایضاً ص ۱۹۵، خلاصہ)

قارئین کرام! اندازہ لگائیں ہم نے صرف دیگ میں سے ایک دانہ چیک کروایا ہے۔ اس سب کے باوجود بھی اگر کوئی ۹۵ فیصد کے اتحاد کی بات

کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے نظریہ وعقل پر ماتم کرے۔"

موصوف کے زیدی غالی ہونے کا ثبوت:

ہم نے جو یہ کہا کہ قاری ظہور "زیدی غالی" ہے تو اس کی یہ بھی دلیل ہے کہ اس نے "ابو خالد واسطی" کی نہ صرف یہ کہ تحسین وتعریف کی ہے بلکہ اس کے لئے رحمت ورضا کی دعا بھی کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

لکھتے ہیں:

"یہ تفسیر (غریب القرآن) باقاعدہ امام پاک (زید) کی زبان سے ادا شدہ الفاظ پر مشتمل ہے جسے ان کے شاگرد حضرت ابو خالد عمرو بن خالد واسطی رضی اللہ عنہ نے قلمبند کیا تھا۔"

پھر لکھا:

"ہمارے علماء اسماء الرجال کی کتب میں حضرت ابو خالد واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں ایک جملہ بھی خیر و تعدیل کا نہیں ملتا۔" (ایضاً)

اور واسطی کے بارے الملل والنحل میں یوں لکھا ہے:

ومن اصحاب ابی الجارود فضل الرسان و ابو خالد الواسطی .

"اور ابو الجارود کے ساتھیوں میں سے فضل رسان اور ابو خالد واسطی بھی ہیں۔" (ص ۱۹۳)

اور فرقہ زیدیہ جارودیہ کے عقائد کی بابت پہلے لکھا جا چکا ہے۔

(۱) مسئلہ تفضیل کے بارے لکھتے ہوئے کہا:

"اس مقام پر سیدنا زید بن علی رضی اللہ عنہ کی بات (یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفاء ثلٰثہ سے بھی افضل ہیں) زیادہ صحیح ہے۔

(حقیقۃ التفضیل ص ۳۴۳)

دوسری جگہ لکھا:

''فقہ اور عقائد میں ہم میں اور ''زیدیہ'' میں ۹۵ فیصد اتفاق ہے۔'' (خلاصہ عبارت، تفسیر غریب القرآن ص ۵۲۔۹۵)

مزید برآں ان کی وہ تمام عبارات بھی اس پر دلیل بین ہیں کہ جن میں اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کرتے ہوئے ان کی توہین وتنقیص کی۔

جواب نمبر ۳:

تفسیر البحر المحیط'' کی شہادت ''قال الجمہور'' اور موصوف کی دھوکہ

دہی:

موصوف نے حسب عادت اس نقل میں بھی دھوکہ دہی اور فریب کاری سے کام لیا ہے کیونکہ موصوف نے جو حضرت امام حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ نقل کئے ہیں یہ سورۂ حدید کی آیت ۱۰ کی تفسیر نہیں ہیں بلکہ سورۂ فتح کی ابتدائی آیات کے ہیں۔ حضرت امام اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری زیر بحث آیت کی کیا تفسیر کی آیئے ملاحظہ کرتے ہیں، آپ لکھتے ہیں:

والفتح مكة وهو المشهور وقول قتادة و زيد بن اسلم و مجاهد و قال ابو سعيد الخدري والشعبي هو فتح الحديبية قد تقدم فى اول سورة الفتح كونه فتحا

''اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے اور یہی مشہور اور قتادہ زید بن اسلم اور مجاہد کا قول ہے۔ حضرت ابو سعید خدری اور شعبی فرماتے ہیں اس سے مراد فتح حدیبیہ ہے اور حدیبیہ کے فتح ہونے پہ سورۂ فتح

کے شروع میں کلام گزر چکا ہے۔'' (تفسیر البحر المدید ج ۸، ص ۳۰۹)

قارئین کرام!

آپ اندازہ لگائیں کہ موصوف دین دشمنی اور اپنی ہوس پرستی میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ دن کو رات اور رات کو دن ثابت کرنے تلے ہوئے ہیں۔ مطلب یہ کہ جو عظیم مفسر باقاعدہ طور پر نہ صرف یہ کہ خود ''فتح مکہ'' کے قائل ہیں بلکہ اس کو ہی مشہور قول قرار دیتے ہیں، موصوف انہی کی جانب ان کے موقف کے خلاف قول کو منسوب کر رہے ہیں پھر بے شرمی کی حد دیکھیں کہ اپنی اس دھوکہ دہی کا سہارا لیتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا ہے:

اصل فتح صلح حدیبیہ ہے قول محقق (صلح الامام الحسن)

موصوف کا اجلہ اور کثیر مفسرین کی تردید و تغلیط کرتے ہوئے انہیں مفاد پرست قرار دینا:

قارئین کو یہ پڑھ کر بہت حیرت اور افسوس ہوگا کہ ہر ہر وہ مفسر کہ جس کی تحقیق اور رائے موصوف کے مؤقف کے خلاف پائی گئی ہے۔ وہ حضرت کے زہر آلود قلم سے چشم زدن میں غیر محقق، غرض مند اور مفاد پرست قرار پایا ہے۔ اس بابت گل افشانی کرتے ہوئے لکھا:

''حدیبیہ کی بجائے فتح مکہ کیوں مشہور ہوگئی۔''

یوں محسوس ہوتا ہے کہ بعض غرض مندوں نے اس آیت کی تفسیر میں فتح مکہ کو اس قدر شہرت دی کہ عام لوگوں نے اسی کو ہی اصل فتح سمجھ لیا۔

(صلح الامام الحسن ص ۳۱۵)

الفتح سے فتح مکہ مراد لینے والے کثیر و عظیم مفسرین:

موصوف نے جن عالی قدر مفسرین کو غرض مند کہہ کر غیر معتبر قرار

دینے کی سعیٔ مذموم کی آیئے ذرا دیکھیں کہ وہ ہیں کون کون؟

فتح مکہ مراد لینے والے درج ذیل مفسرین کرام ہیں جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات میں متعلقہ تفاسیر کی باحوالہ نشاندہی کر چکے ہیں۔

۱۔ ترجمان القرآن صحابی رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
۲۔ جلیل القدر تابعی حضرت امام مجاہد رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ محبوب سبحانی حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ حضرت امام علی بن محمد بن خازن رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ حضرت امام ابو عبداللہ احمد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ حضرت علامہ سعود محمد عمادی رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔ حضرت امام ابو البرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۔ حضرت امام محی الدین بن مسعود بغوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۔ حضرت امام ابو الحسن علی بن محمد ماوردی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۔ حضرت امام قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵۔ حضرت امام سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ
۱۶۔ حضرت امام احمد بن محمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۷۔ حضرت امام اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۔ حضرت امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ
۱۹۔ حضرت امام ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ حافظ ابوالوفاء عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت امام ابو بکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ علامہ جار اللہ زمخشری معتزلی

۲۳۔ حضرت امام محمد بن یوسف ابو حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ امام اہلسنّت حضرت امام ابو منصور محمد بن محمود ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت امام نصر بن محمد سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ علامہ طاہر بن عاشور رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ حضرت امام قاضی ناصر الدین بن عبداللہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ حضرت امام احمد بن محمد ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ حضرت امام عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ حضرت ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ حضرت امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ صدر الافاضل حضرت نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ علامہ حشمت علی خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری

۳۸۔ مفتی محمد قاسم المدنی صاحب وغیرہ

نوٹ:

فتح مکہ کے قائل مفسرین کے یہ وہ اسماء گرامی ہیں جو راقم کے مطالعہ میں آئے اگر مزید تتبع کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ درجنوں نام اور بھی سامنے نہ

آ گئی۔
قارئین کرام!
یہ تھے وہ جلیل القدر مفسرین جن کو موصوف غیر اہل تحقیق اور غرض مند قرار دے رہے تھے۔ مزید برآں کہ ان کی تفسیر پر اعتماد کرنے والے سبھی مسلمانوں کو عامی اور ان پڑھ قرار دیا گیا۔ بالفاظ دیگر موصوف کی نظر میں ان مفسرین کو آیت ہذا کے معنی و مفہوم اور تفسیر کی صحیح سمجھ ہی نہیں آسکی۔ العیاذ باللہ

مگر ہم کہتے ہیں یہ مفسرین کرام نہ ہی مفاد پرست تھے اور نہ کم فہم و غیر معتبر بلکہ موصوف کی چھوڑی گئی یہ یاوہ گوئی ہی مردود و باطل ہے۔ کیونکہ یہ اصول تو وہ خود لکھ چکے ہیں کہ:

"ایسی تشریح جو ائمہ کرام کی کم فہمی ثابت کرے وہ مردود ہوتی ہے۔" (خلاصہ عبارت شرح خصائص علی ص ۳۱۱)

بلکہ موصوف نے اس تفسیر کو باطل ٹھہرا کر فیضان نبوی کی تکذیب کا ارتکاب کیا ہے۔ کیونکہ یہ موصوف کا اپنا کہا ہوا ہے کہ:

"حضرت ابن عباس کی تفسیر کو باطل قرار دینا فیضان نبوی کی تکذیب ہے۔" (خلاصہ عبارت، انوار العرفان ص ۶۲۵)

قدیم الاسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک "صلح حدیبیہ" ہی اصل فتح ہے۔ (قاری ظہور)

موصوف نے اپنے موقف پہ کچھ حدیثی دلائل بھی پیش کئے۔ ہم ان کا خلاصہ نقل کرتے ہیں پھر ان کا جواب عرض کیا جائے گا۔

قاری صاحب لکھتے ہیں:

"قدیم الاسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک صلح حدیبیہ اصل

فتح تھی۔ چنانچہ امام بخاری حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

تعدون انتم الفتح فتح مكة وقد كان فتح مكة فتحا ونحن نعد الفتح بيعة الرضوان يوم الحديبية

''تم لوگ فتح مکہ کو فتح سمجھتے ہوئے بیشک فتح مکہ بھی فتح تھی۔ جبکہ ہم حدیبیہ کے دن بیعت رضوان کو فتح سمجھتے ہیں۔''

(بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ ص ۵۶۷، حدیث ۴۱۵۰، تاریخ الاسلام ج۱، ص ۳۷۴..........)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی فتح مبین سے مراد صلح حدیبیہ کی فتح ہے۔ چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے سورۃ الفتح کی پہلی آیت تلاوت کی پھر فرمایا یہ حدیبیہ کی فتح ہے۔'' (بخاری: کتاب التفسیر باب سورۃ الفتح ص ۶۸۵، حدیث ۴۸۳۴، ودلائل النبوۃ ج ۴، ص ۱۵۴)

اور اوپر ہم سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کر چکے ہیں کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کی صلح کو فتح فرمایا ہے:

اسی طرح حضرت مجمع بن جاریہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ صلح حدیبیہ فتح ہے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۴، ص ۱۵۷)

نیز حضرت عروہ نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے کہ لوگوں نے حدیبیہ کے دن کہا ہمیں مکہ جانے سے روک دیا گیا، لہٰذا صلح حدیبیہ کوئی فتح نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بئس الكلام! هذا عظيم الفتح

"بڑی بات یہ عظیم ترین فتح ہے۔"

(دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۴، ص ۱۶۰، تاریخ اسلام للذہبی ج ۱، ص ۳۹۷، الدر المنثور ج ۱۳، ص ۴۵۹)

امام صالحی شامی لکھتے ہیں:

وكان ابو بكر رضى الله عنه يقول: ما كان فتح فى الاسلام اعظم من صلح الحديبية

"سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اسلام میں صلح حدیبیہ سے بڑھ کر کوئی فتح نہیں۔"

(سبل الہدیٰ والرشاد ج ۵، ص ۶۴)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو صلح حدیبیہ کے کے علاوہ فتح کا کوئی تصور ہی نہیں تھا۔ چنانچہ امام ابومنصور ماتریدی حنفی اور امام ابن جریر طبری وغیرہما لکھتے ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم یوم حدیبیہ کے علاوہ کسی چیز کو فتح شمار ہی نہیں کرتے تھے۔ (تاویلات اہل السنۃ للماتریدی ج ۹، ص ۲۹۱، جامع البیان ج ۲۱، ص ۲۴۲، تفسیر ابن کثیر ج ۷، ص ۳۲۵)

غور کیا جائے تو درحقیقت یہ تفسیر قرآن بالقرآن ہے، چنانچہ علامہ ابن عاشور کے درج ذیل کلام سے بھی اس حقیقت کی تائید ہوتی ہے۔ وہ سورۃ الحدید کی آیت نمبر ۱۰ کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

"ایک قول یہ ہے کہ فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے اور یہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ زہری، شعبی اور عامر بن سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور امام ابن جریر طبری نے اسی کو اختیار کیا ہے اور اس تفسیر کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو

امام طبری نے از ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت حدیبیہ کے سال تلاوت فرمائی اور یہ تفسیر اس بات سے بھی مناسبت رکھتی ہے کہ اس سورت کا کچھ حصہ مکی ہے اور کچھ حصہ مدنی، پھر اس کا مدنی ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی مکہ مکرمہ میں مدت اقامت کے قریب کے دور میں نازل ہوئی اور صلح حدیبیہ پر فتح کا اطلاق اس ارشاد الٰہی میں بھی وارد ہونا ہے۔"
"بیشک ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح عطا فرما دی۔"

(صلح الامام الحسن ص ۳۱۵ تا ۳۱۷)

جواب نمبر ۱

موصوف کی نقل کردہ تمام احادیث آیاتِ سورۂ فتح کے متعلقہ ہیں نہ کہ آیتِ سورۂ حدید کے:

اس ساری بحث سے بھی موصوف کے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ اس لئے کہ یہ ساری کی ساری تصریحات سورۂ فتح کی آیت نمبر ۱ کے متعلقہ ہیں۔ جبکہ ہماری گفتگو سورۂ حدید کی آیت نمبر ۱۰ کے بارے ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ نہ تو ہمیں صلح حدیبیہ کے فتح، یا فتح مبین و عظیم ہونے سے انکار ہے اور نہ ہی ان احادیث سے، ہمارا مطالبہ تو بس اتنا ہے کہ آپ کوئی ایک ایسی مستند تفسیری شہادت یا حدیث پیش کریں جس میں تخصیص کے ساتھ سورۂ حدید کی زیر بحث آیت کی تفسیر کرتے ہوئے یہ فرمایا گیا ہو کہ اس آیت میں "الفتح" سے مراد صرف اور صرف صلح حدیبیہ ہے نہ کہ فتح مکہ مع ہذا ہمارے نقل کردہ تفسیری شواہد کا جواب بھی دیجئے۔

آپ پر یہ مطالبہ پورا کرنا اس لئے بھی لازم ہے کہ آپ نے اس بحث کا عنوان خود ہی یہ قائم تھا:

''وکلا وعدہ اللہ الحسنیٰ سے استدلال کا جائزہ''

(صلح الامام الحسن ص ۳۱۰)

عجیب تماشہ ہے کہ بحث تو آپ سورۂ حدید کی آیت نمبر ۱۰ کی کر رہے ہیں اور تفسیری شواہد و احادیث وغیرہ وہ نقل کر رہے جو سورۂ فتح کی آیت نمبر ا کے بارے وارد ہوئے ہیں۔

ہم نے جو کہا کہ ان تمام شواہد کا تعلق آیت فتح سے ہے نہ کہ آیت حدید سے اس کے ثبوت ملاحظہ ہو:

''حضرت براء کی حدیث کی شرح میں حافظ فرماتے ہیں:

قوله: ونحن نعد الفتح بيعة الرضوان

''یعنی قول تعالیٰ: انا فتحنا لك فتحا مبينا آپ کا یہ فرمان کہ ہم بیعۃ الرضوان کو فتح شمار کرتے تھے، آپ کی مراد رب تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: انا فتحنا لك فتحاً مبيناً (فتح الباری ج ۷، ص ۵۶۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں تو باقاعدہ یہ صراحت ہے کہ:

''آپ نے سورۃ فتح کی پہلی آیت تلاوت فرمائی:

''یونہی حضرت ابو بکر، حضرت مجمع، حضرت عروہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی تمام احادیث سے صرف اور صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ صلح حدیبیہ کی فتح بھی۔ فتح عظیم و فتح مبین ہے۔ ان تمام میں کوئی ایک بھی ایسا لفظ نہیں ہے کہ جو جس سے یہ ثابت ہو کہ سورۂ حدید کی آیت سے صرف اور صرف صلح حدیبیہ ہی مراد ہے۔

بفرض محال اگر کوئی یہی معنی ثابت کرنا چاہے تو اس سے بدر وحنین وغیرہ تمام فتوحات کا انکار لازم آئے گا۔ جو بداہۃً باطل ہے۔

جواب نمبر ۲:

قرآن مجید کی ہر فتح سے مراد صلح حدیبیہ نہیں ہے:

اگر اس شاطرانہ حرکت سے آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں بیان کردہ ہر فتح سے مراد صرف اور صرف صلح حدیبیہ ہے تو یہ بھی آپ کی خام خیالی و باطل گمانی ہے۔ جس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہم کثیر و مستند تفاسیر سے ثابت کر چکے ہیں کہ سورہ حدید کی آیت میں مذکور ''الفتح'' سے مراد فتح مکہ ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں مذکور ''الفتح'' سے مراد صلح حدیبیہ کے سوا اور فتح مراد ہونا بھی واقع ہوا ہے۔ جیسا **اذا جاء نصر الله والفتح** (اور جب اللہ کی مدد اور فتح آئے، (ترجمہ کنز الایمان)

(سورۂ نصر آیت نمبر ا) میں مذکور ''الفتح'' سے بھی بالاتفاق فتح مکہ مراد ہے۔

ملاحظہ ہو آپ کے بھی مسلم امام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فالمراد به فتح مكة بالاتفاق

''بالاتفاق اس سے فتح مکہ مراد ہے۔ (فتح الباری ج ۷، ص ۵۶۰)

جواب نمبر ۳:

علامہ ابن عاشور کا حوالہ اور موصوف کی خیانت:

جہاں تک علامہ ابن عاشور کے حوالے کا تعلق ہے تو اس بارے ہم اتنا ضرور کہنا چاہیں گے کہ موصوف کو یہ حوالہ نقل کر کے یہ نظریہ ان کی طرف منسوب کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے تھی۔ اس لئے کہ علامہ ابن عاشور کا نہ تو یہ نظریہ

ہے اور نہ ہی وہ موصوف کے مؤید ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے اس سے فتح مکہ مراد ہونے کو نہ صرف یہ کہ اپنی رائے قرار دیا ہے بلکہ اسے ہی جمہور کا قول قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو آپ آیت حدید کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ظاهر لفظ الفتح انه فتح مكة... وهذا قول جمهور المفسرين

''اور ظاہر یہی ہے کہ لفظ ''فتح'' سے مراد بلاشبہ ''فتح'' مکہ ہے...... اور جمہور مفسرین کا بھی یہی قول ہے۔''

(تفسیر التحریر والتنویر زیر آیت لایستوی منکم الخ حدید:۱۰)

ادھر موصوف قاریِ صاحب کی حرکت دیکھیں کہ اس فیصلہ کن اور مکمل عبارت کو کمال مہارت سے چھٹی کا دودھ سمجھ کر ہضم کر گئے اور ہٹ دھرمی کی حد یہ ہے کہ علامہ ابن عاشور نے جس بات کو صیغۂ تمریض ''قیل'' سے ذکر کیا ہے اسے ہی تفسیر القرآن بالقرآن قرار دے کر ان کی جانب منسوب کر دیا۔ دعویٰ پھر بھی ''ریسرچ اسکالر'' ہونے کا ہے۔

کار شیطاں میکند نامش ولی
گر ولی آنست لعنت بر ولی

اس سے فتح مکہ مراد لینے والے عدم تدبر کا شکار ہیں: (قاری ظہور):

موصوف نے اپنی خیانتوں سے لبریز اور بے سروپا دلائل کے بعد حضرت امیر معاویہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن کرنے کے چکر میں ساری امت کے مفسرین کو ہی عدم تدبر کا شکار قرار دے دیا لکھتے ہیں:

''سو جب اصل صلح حدیبیہ کی فتح ہے تو پھر آیت میں جن لوگوں کی فضیلت کا ذکر ہے ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حدیبیہ کی صلح سے قبل اور فتح مکہ سے پہلے راہ

الٰہی میں خرچ کیا اور جہاد کیا۔ لہٰذا اس فضیلت میں فتح مکہ کے بعد مجبوراً مسلمان ہونے والے لوگوں کو شامل سمجھنا عدم تدبر کا نتیجہ اور حلوائی کی دکان پر نانا جی کی فاتحہ کے مترادف ہے۔'' (صلح الامام الحسن ص ۲۰۔۳۱۹)

جواب نمبر ۱:

اس سے فتح مکہ مراد لینے والے عدم تدبر کا شکار نہیں بلکہ آپ ہی رافضیت کے بخار میں مبتلا ہو چکے ہیں:

موصوف إِذَا ذَهَبَ الْحَيَاءُ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ (جب حیا ہی چلا جائے تو جو چاہے کر) کے پورے پورے مصداق نظر آتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم کئی براہین و دلائل سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ اس فتح سے فتح مکہ مراد ہے جب فتح مکہ مراد ہے تو لا محالہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عام ازیں کہ فتح مکہ سے پہلے والے ہوں یا بعد والے اس فضیلت میں شامل ہوں گے۔

ثابت ہوا کہ اس سے فتح مکہ مراد مراد لینے والے ساری امت کے مفسرین عدم تدبر کا شکار نہیں بلکہ آپ خود ہی عدم تدبر کا شکار اور اپنے نانا جی کی فاتحہ پڑھنے والے ہیں۔

ع

لاکھ پردوں میں بیٹھو پھر بھی چھپ نہیں سکتے
وہاں تک کر ہی لیتے ہیں رسائی دیکھنے والے

جواب نمبر ۲:

آیتِ حدید میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے شامل ہونے پہ زبردست و ناقابل تردید تفسیری شواہد:

اولاً تو ہماری سابقہ تحقیق نے کوئی کسر ہی نہیں چھوڑی، لیکن پھر بھی ہم ایک ایسی تفسیری شہادت نقل کر رہے ہیں جو موصوف جیسے رافضیوں کے چودہ طبق روشن کر دے گی۔

بحر العلوم حضرت امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هذا التفضيل لجميع اصحابه رضی اللہ عنہم۔

''یہ افضلیت (یعنی وعدۂ حسنیٰ میں شامل ہونا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ہے۔''

(تفسیر سمرقندی، تحت آیت لایستوی منکم، سورہ حدید آیت ۱۰)

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

وقوله: وكلا وعد الله الحسنىٰ يعنى المنفقين قبل الفتح و بعده كلهم لهم ثواب على ما عملوا و ان كان بينهم تفاوت فى تفاضل الجزاء

''یعنی فتح مکہ سے پہلے اور اس کے بعد خرچ کرنے والے ان کے اعمال کے مطابق ان سب کے لئے ثواب ہے۔ اگرچہ ان کے مابین جزاء کی فضیلتوں میں تفاوت ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر، تحت آیت وکلا وعد اللہ الحسنیٰ)

امام ابن عادل دمشقی فرماتے ہیں:

ومعنى الآيت: ان المتقدمين السابقين

والمتاخرين اللاحقين وعدهم الله جميعا الجنة مع تفاوت الدرجات

''اس آیت کا معنی یہ ہے کہ متقدمین سابقین اور متاخرین لاحقین (یعنی بعد میں ملنے والے) ان میں درجات کے تفاوت کے باوجود ان سب سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔''

(تفسیر اللباب فی علوم الکتاب ج ۱۸، ص ۴۶۵، بیروت)

علامہ اسمٰعیل حقی فرماتے ہیں:

وكلا اى كل واحد من الفريقين... وعد الله الحسنىٰ اى التوبة الحسنى وهى الجنة لا الاولين فقط ولكن الدرجات متفاوتة

''اور سب سے یعنی دونوں گروہوں میں سے ہر ایک سے ......اللہ نے اچھے ٹھکانے یعنی حسنیٰ (جنت) کا وعدہ فرمایا ہے نہ کہ صرف اولین سے لیکن درجات میں تفاوت ہے۔''

(تفسیر روح البیان ج ۹، ص ۳۵۷)

آگے سے مجدد صاحب کا حوالہ

حضرت امام قاضی ابو المحاسن یوسف بن موسیٰ:

وكلا وعد الله الحسنى پس اس وعدے میں تمام صحابہ داخل ہیں

(المعتصر من المختصر من مشكل الآثار ج ۲، ص ۳۳۳)

امام کورانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من المنفقين السابقين واللاحقين موعود

بالجنۃ وان تفاوت حالھم

"(فتح مکہ سے) پہلے اور بعد میں خرچ کرنے والے تمام حضرات صحابہ سے جنت کا وعدہ کیا جا چکا ہے۔ اگرچہ ان کے مراتب میں تفاوت ہے۔" (غایۃ الامانی فی تفسیر الکلام الربانی ص ۹۴)

جواب نمبر ۳:

اگر اس سے صلح حدیبیہ ہو تو بھی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس "وعدۂ حسنیٰ" کے مصداق قرار پاتے ہیں:

اولاً تو ارجح اور اصح قول کے مطابق اس سے مراد ہی فتح مکہ ہے اور اگر بفرض تسلیم اس سے صلح حدیبیہ بھی مراد ہو تو بھی ہرگز ہرگز کسی ایک صحابی کا بھی اس وعدۂ حسنیٰ سے استثناء ثابت نہیں ہوتا، بلکہ پھر بھی اس شرف عظیم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مستحق قرار پاتے ہیں۔

دلیل ملاحظہ ہو، حضرت امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لا یستوی" والا ستواء لا یکون الا بین شیئین فحذف المقابل لوضوحہ والتقدیر. من انفق بعد الفتح وھو صادق بکل من اٰمن وانفق من بعد الفتح الی یوم القیامۃ

"لایستوی" اور برابری نہیں ہوتی مگر دو چیزوں کے درمیان پس (اس مقام پر) واضح ہونے کی وجہ اس کے مقابل کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اس کی تقدیری عبارت یوں کی ہوگی اور وہ کہ جس نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا درانحالیکہ وہ تمام ایمانیات میں سچا ہو اور ہر وہ کہ جس نے فتح مکہ

کے بعد تا صبح قیامت خرچ کیا۔'' (تفسیر صاوی ج ٦، ص ٢١٠٤)

پھر آیت کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والمعنیٰ ان کلا ممن امن وانفق قبل الفتح و من امن وانفق بعدہ ومات علی الایمان و عدالله الحسنیٰ ای الجنة

آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمام لوگ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے ایمان قبول کیا اور خرچ کیا اور (یونہی) وہ تمام کہ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد ایمان قبول کیا اور خرچ کیا اور ایمان پر ہی خاتمہ پایا۔ ان سب سے رب تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرما رکھا ہے۔ (ایضاً)

جی جناب بندہ! اب بتائیے آپ تو فتح مکہ کے بعد والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس وعدہ میں شمولیت کا انکار کر رہے تھے۔ علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف یہ کہ فتح مکہ کے بعد والے صحابہ کو بھی اس میں شامل قرار دیا ہے۔ بلکہ قیامت تک کے مخلص مومنین کو بھی اس کا مصداق ٹھہرایا ہے۔

اس سب کے باوجود بھی اگر کوئی بدبخت اس وعدۂ حسنیٰ سے کسی بھی صحابی کو مستثنیٰ قرار دیتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ براہ راست قرآن مجید کا انکار کرتے ہوئے رب تعالیٰ کی تکذیب کر رہا ہے۔ اس لئے جب یہ وعدہ قیامت تک کے تمام مخلص مومنین کو شامل ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو بدرجہ اولیٰ اس کے مصداق ہوں گے۔ اس لئے کہ وہ ایمان و اخلاص کے اس اعلیٰ درجے پہ فائز ہیں کہ ان کے سوا قیامت تک کے تمام مومنین (بشمول تمام اولیاء کاملین کے) کسی ایک صحابی کی گرد راہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

موصوف قاری کے مسلم مفسر پیر کرم شاہ الازہری صاحب بھی اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''والله بما تعملون خبیر یہ فرما کر اس غلط فہمی کا ازالہ کر

دیا کہ فتح مکہ کے بعد جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں مالی اور جانی قربانیاں دیں، وہ رائگاں ہرگز ہرگز نہیں گئیں۔ بلکہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ بہترین اجر عطا فرمائے گا۔ ان کو بھی مدارج عالیہ پر فائز کرے گا۔ احسن نیت کے مطابق ان کے اعمال کا انہیں ثواب ملے گا۔ کسی کی کوئی نیکی ضائع نہیں ہو گی۔ **واللہ بما تعملون خبیر** فرما کر قیامت تک آنے والے مخلصین کی دل جوئی فرمادی۔ (ضیاء القرآن ج۵، ص ۱۱۴)

نوٹ:

اگرچہ بعض مفسرین نے اس سے صلح حدیبیہ مراد لی ہے مگر ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا مفسر نہیں ہے جس نے موصوف قاری کی طرح فتح مکہ کے قائلین کی ان کی طرح تردید و تغلیط کرتے ہوئے انہیں عدم تدبر کا شکار قرار دیا ہو اور اپنی اس تاویل کی بنیاد پر کسی ایک صحابی کو بھی اس وعدۂ حسنیٰ سے خارج قرار دیا ہو۔

اگر تو موصوف کے پاس ایسا کوئی مستند حوالہ ہو تو پیش کرے، ورنہ ہمارا خیر خواہانہ مشورہ ہے کہ اپنے اس گندے عقیدے سے تائب ہو کر اہلسنت کے اس پاکیزہ عقیدہ پہ قائم ہو جائیں کہ "ہر صحابی نبی جنتی جنتی"۔

جواب نمبر ۴:

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے کا ازل میں ہی وعدۂ ربانی ہو چکا تھا:

قارئین کرام!

آیت کریمہ "**وکلا وعد اللہ الحسنیٰ**" میں کلمہ **وَعَدَ** ماضی مطلق کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے یہ ازل سے ہی وعدہ

فرما رکھا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنت عطا فرمائے گا۔
اسی لئے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے ہم معنیٰ آیت کریمہ "ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ" (بے شک جن کے لئے ہمارا وعدۂ بھلائی ہو چکا، انبیاء آیت:۱۰۱) کے تحت فرماتے ہیں۔

المراد من سبق ذلك تقديره في الازل

"اس وعدۂ بھلائی کے سابق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ وعدہ ازل میں ہی ہو چکا ہے۔" (تفسیر روح المعانی ج۹،ص۱۷،ص۱۴۵)
اور یہ بات بھی قطعی ہے کہ رب تعالیٰ اپنے وعدے کی مخالفت نہیں کرتا ہے، اس کا اپنا اعلان ہے۔

ان الله لا يخلف الميعاد. (العمران:۹)

"بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی مخالفت نہیں کرتا۔"
اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی بدطینت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنتی نہیں مانتا تو گویا وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ رب تعالیٰ نے اپنے وعدے کی مخالفت کر دی۔ العیاذ باللہ

اعلیٰ حضرت کی تفسیر بے دھیانی کا نتیجہ مردود اور کتاب وسنت کے منافی ہے۔ (قاری ظہور):

ہم یہ بات پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ موصوف کو وہ شخص زہر قاتل دکھائی دیتا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت بیان کرتا نظر آتا ہے۔ موصوف کی نگاہ بد میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ بھی یہی ہے۔ کیونکہ آپ نے بھی قرآنی آیات سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنتی ہونا ثابت کیا ہے۔ موصوف آپ کی تفسیر پہ جاہلانہ اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وكلا وعد الله الحسنىٰ کی حیران کن تفسیر"

بعض علماء ہند لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے تمام صحابۂ کرام سید دو عالم ﷺ کو قرآن عظیم میں دو قسم کیا مومنین قبل فتح و مومنین بعد فتح، اول کو دوم پر تفضیل دی اور صاف فرما دیا۔ ''وکلا وعد اللہ الحسنیٰ سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا......

پھر لکھا:

''بعض علماء ہند سطور بالا سے قبل یہ بھی لکھ چکے ہیں:

''پھر ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ ناک کے بل جہنم میں اوندھا کر دے گا یہ وہ ہیں جو ان لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کریں گے۔''

یہ سب کچھ وہ بے دھیانی میں لکھ گئے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ جن صاحب (معاویہ) کا دفاع کر رہے ہیں۔ان پر قطعی جنتی ہستیاں بھی طعن فرچکی ہیں......

فی الجملہ یہ کہ فاضل بریلوی کا درج ذیل جملہ:

''سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرما۔لیا......''

کتاب و سنت کے خلاف ہے۔اس لئے کہ سورۂ الحدید فتح مکہ سے قبل نازل ہوئی اور اگر اس کا نزول فتح مکہ کے بعد ہی مان لیا جائے تو بھی آٹھ (۸) ہجری سے لے کر کم از کم ساٹھ (۶۰) ہجری تک سب صحابہ کرام کہلانے والوں کو جنتی ماننا ہو گا اور ان سے گزشتہ صدی میں جو کچھ ہوتا رہا سب معاف ماننا ہو گا۔ (صلح الامام الحسن ص ۳۲۰ تا ۳۲۲)

پھر لکھا:

''کتاب وسنت کے منافی تفسیر۔''

یاد رکھئے گا کسی بھی غزوہ میں خرچ کرنے جہاد کرنے مقتول یا غازیانہ

شان سے گھر لوٹ آنے والوں کو مطلقاً مغفور نہیں فرمایا گیا۔ ماسواء غزوہ بدر کے غازیوں کے بعض علماء نے تو بعض بدری صحابہ پر بھی نفاق کی تہمت لگائی ہے۔ جیسا کہ معتب بن قشیر انصاری، لہٰذا جو لوگ ''وکلا وعد اللہ الحسنیٰ'' سے استدلال کرتے ہوئے قبل از فتح اور بعد از فتح کے تمام صحابہ کو جنتی قرار دیتے ہیں وہ کتاب وسنت پر جرأت کرتے ہیں۔ (صلح الامام الحسن ص ۳۲۴)

پھر کہا:

''تفسیر رضوی سے اکابر صحابہ وتابعین کی بے خبری۔''

معاویہ بن صخر کی بیجا حمایت میں بعض متاخرین ہند نے سورۃ الحدید کی آیت نمبر ۱۰ کی جو یوں تفسیر کی ہے۔

''سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا......''

اس تفسیر کو پڑھنے کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے کہ اکابر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم فہم قرآن سے محروم تھے۔ (بمرجع سابق ص ۳۲۶)

مع ہذا پھر موصوف (قاری ظہور) نے حسب عادت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔

پھر آگے جا کر لکھا:

''بعض علماء ہند نے اس جملہ (واللہ بما تعملون خبیر) کی جو تفسیر کی ہے وہ غلط ہی نہیں بلکہ سراسر باطل ہے کیونکہ وہ کتاب وسنت کے خلاف ہے۔'' (ایضا ص ۳۳۴)

جواب: موصوف کے یہ اعتراضات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پر نہیں بلکہ امت کے اجلہ وکثیر مفسرین کی تفاسیر پر ہیں:

قارئین کرام!

آپ غور فرمائیں موصوف نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کی تردید وتغلیط

ہیں کیسے کیسے بے ہودہ جملے استعمال کئے ہیں۔

(۱) حیران کن (۲) بے دھیانی کا نتیجہ (۳) کتاب وسنت کے خلاف (۴) کتاب وسنت پہ جرأت (۵) اکابر صحابہ وتابعین کو فہم قرآن سے محروم ثابت کرنے والی (۶) غلط ہی نہیں سراسر باطل وغیرہ۔

مگر ہم کہتے ہیں آپ نے یہ جتنے بھی مذموم الفاظ استعمال کئے ہیں۔ یہ صرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کے لئے نہیں ہیں بلکہ ساری امت کے مفسرین کی تفاسیر کے لئے کئے ہیں، کیونکہ ان مفسرین نے بھی زیر بحث آیت سے فتح مکہ ہی مراد لی ہے، جیسا کہ ہم ان میں سے بشمول صحابہ وتابعین چالیس (۴۰) مفسرین کے حوالا جات بھی پیش کر چکے ہیں جن کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام صحابہ جنتی ہیں۔

لہٰذا تمہاری اس یاوہ گوئی کا مطلب تو یہ ہوا کہ ان سب کی تفاسیر بھی۔

حیران کن، بے دھیانی کا نتیجہ، کتاب وسنت پہ جرأت، کتاب سنت کے منافی، اکابر صحابہ وتابعین کو فہم قرآن سے محروم ثابت کرنے والی غلط وسراسر باطل وغیرہا ہیں۔ العیاذ باللہ

امت کے ان کثیر اور اجلہ مفسرین کے متعلق ایسا گمان بھی کرنے سے ہزار ہا درجہ بہتر اور درست ہے کہ آپ کی اس غلیظ فکر کو ہی سراسر باطل ومردود اور غوایت وسفاہت قرار دیا جائے۔

بلکہ اگر غور کیا جائے تو آپ نے اس تفسیر کو باطل قرار دے کر فیضان نبوی کی تکذیب کی ہے۔ اس لئے کہ یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور بقول آپ کے آپ رضی اللہ عنہ کی تفسیر کو باطل کہنے والا فیضان نبوی کا مکذب ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ نے نواب صدیق حسن اور قاضی شوکانی کی تردید میں یہ خود قانون لکھا ہے کہ:

"حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں صاحبان نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تفسیر کو باطل ٹھہرا کر فیضان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

تکذیب کی ہے۔" (انوار العرفان ص ۶۲۵)

بلکہ آپ نے یہ رائے قائم کر کے اپنی آواز کو قرآن اور خدا اور معظم کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے بلند کیا ہے، کیونکہ یہ ضابطہ آپ نے خود بیان کیا ہے کہ

"علماء اسلام نے قرآن و سنت کی روشنی میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے خلاف اپنی رائے قائم کرے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے آپ کی آواز پر آواز بلند کی اور جو شخص آپ کی آواز پر اپنی آواز بلند کرے اس کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔"

(بمرجع سابق ص ۱۷۱-۵۷۲)

پھر اسی کتاب کے اگلے صفحہ پہ لکھا:

"ظاہر ہے ذاتی نظریات و افکار کو احادیث مبارکہ پر ترجیح دینا آپ کی آواز پر آواز بلند کرنے سے زیادہ برا ہے۔ آواز بلند کرنے پر جب اعمال ضائع ہو جاتے ہیں تو آپ کے فرمان پر ترجیح دینا بطریق اولیٰ اعمال کو ضائع ہونے کا موجب ہے۔" (ایضاً ص ۵۷۳)

ثابت ہوا کہ آپ اس جرم عظیم (قرآن، صاحب قرآن اور رب تعالیٰ کی آواز پر آواز بلند کرنے) کے مرتکب ہو چکے ہیں، اس لئے کہ قرآن و حدیث کی کئی نصوص میں اول تا آخر جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنتی قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم مقدمہ میں نقل کر چکے ہیں اور آپ اس کے منکر ہیں۔ اب بتایئے کہ اس جرم کی پاداش میں آپ کے اعمال ضائع ہو گئے یا بچ گئے؟؟؟

یہ بھی بتایئے گا کہ اگر حدیث کے مخالف رائے قائم کی جائے تو اس کا کیا نتیجہ ہے اور اگر کوئی قرآنی آیات کے مخالف رائے قائم کرے تو اس کا کیا انجام

ہوگا؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے جال میں صیاد آ گیا

بلکہ آپ ہی کی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ نص کے مقابلے میں رائے قائم کرنا کفر ہے۔ یہ آپ ہی کی عبارت ہے نا؟

"نص کے مقابلہ میں رائے کا حکم

اگر کسی زمانے میں کوئی بھی انسان نص کے مقابلے میں اپنی رائے پیش کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ یہ جاننے کے لئے ہم آپ کو تردید روافض میں بعض مشہور ترین علماء کے ہاں لے چلتے ہیں علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

معارضة اقوال الانبياء بآراء الرجال وتقديم ذلك عليها هو من فعل المكذبين للرسل، بل هو جماع كل كفر...

"انبیاء کرام علیہم السلام کے ارشادت کے مقابلہ میں شخصی آراء کو لانا اور ان پر مقدم کرنا یہ رسولوں کو جھٹلانے والوں کا کام ہے بلکہ ہر لحاظ سے کفر ہے۔" (صلح الامام الحسن ص ۱۲۸)

جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کی یہ ذاتی رائے (کہ تمام صحابہ جنتی نہیں ہیں) نصوصِ قرآن وسنت کے مخالف ہیں تو آپ پہ کیا فتویٰ لگے گا، آپ کی یہ ذاتی رائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کر رہی ہے کہ نہیں، اس سے کفر لازم آیا کہ نہیں؟ ان سوالات کے آپ ہی جوابات عنائیت فرما دیجئے آخر کو آپ بھی تو ٹھہرے "ریسرچ اسکالر"

ویسے بھی

ع

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

جواب نمبر ۲:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کتاب وسنت کے منافی نہیں ہے بلکہ ''تفسیر القرآن بالقرآن'' کے قبیل سے ہے:

پھر یہ بات بھی یاد رہے کہ اعلیٰ حضرت کی یہ تفسیر نہ ہی بے دھیانی میں لکھی گئی ہے اور نہ ہی کتاب وسنت کے منافی ہے۔ بلکہ پوری بیدار مغزی اور مستند و کثیر تفاسیر کے ترجمان کے طور پہ لکھی گئی ہے، بلکہ اگر غور کیا جائے تو آپ کی یہ تفسیر، ''تفسیر القرآن بالقرآن'' کے قبیل سے ہے۔ اس لئے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جس مقام پر زیر بحث آیت سے تمام صحابہ کے جنتی ہونے پر استدلال کیا ہے اس کے ساتھ ہی سورۂ انبیاء کی آیت نمبر ۱۰۱ تا ۱۰۳ کو نقل کرتے ہوئے لکھا:

> ''اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے ان کے حق میں فرماتا ہے: اولئك عنها مبعدون وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

لایسمعون حسیسها وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے۔''وھم فی ما اشتھت انفسھم خالدون'' وہ ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے''لایحزنھم الفزع الاکبر'' قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔''وتتلقاھم الملائکہ'' فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔''ھذا یومکم الذی کنتم توعدون'' یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔''

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸، ص ۲۴۲، امام احمد رضا اکیڈمی انڈیا)

مگر ایک آپ ہیں جو اس کو شیر مادر سمجھ کر بے ڈکار لئے ہضم کر گئے۔

اب بتائیے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تفسیر غلط و باطل ہے یا تمہارے یہ تمام اعتراضات ازخود باطل؟؟

جواب نمبر ۳:

تفسیر صادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہا میں قیامت تک کے تمام مخلص مومنین کو ''وعدۂ حسنیٰ'' میں شامل قرار دیا گیا ہے:

گزشتہ صفحات میں ہم تفسیر صادی اور ضیاء القرآن کی وہ تصریحات باحوالہ نقل کر چکے ہیں جس میں قیامت تک کے تمام مخلص مومنین کو بھی ''وکلا وعد اللہ الحسنیٰ'' میں شامل قرار دیا گیا ہے۔ آنکھوں سے ذرا رافضیت وتعصب والا پردہ ہٹا کر تو دیکھیں۔ آپ تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پر صرف اس لئے سیخ پا ہو رہے تھے کہ انہوں نے فتح مکہ کے بعد والے صحابہ کو بھی اس وعدۂ حسنیٰ میں شامل قرار دیا، علامہ صادی اور آپ کے مسلّم مفسر پیر کرم شاہ نے تو اس وعدے میں قیامت تک کے مخلص مومنین کو بھی شامل قرار دے دیا ہے۔

ان حقائق کے ہوتے ہوئے بھی اگر نگاہِ حیاء نہ کھلے تو پھر ائمہ دین کو کوسنے کی بجائے اپنے عقل وشعور پہ ماتم کیجئے۔

ع

آنکھ ہیں اگر بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ رضویہ والے اور کنز الایمان والے ترجمہ میں یکسانیت نہیں ہے (قاری ظہور):

موصوف نے اپنے تائیں یہ بڑا زوردار اعتراض کیا ہے کہ زیرِ بحث آیت کے ضمن میں جو آپ نے فتاویٰ رضویہ میں ترجمہ کیا ہے وہ آپ کے ترجمہ

القرآن کنز الایمان والے ترجمہ کے ساتھ یکسانیت نہیں رکھتا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا فتاویٰ رضویہ والا ترجمہ غلط ہے۔

موصوف کی عبارت یہ ہے:

''قارئین کرام!

خدا گواہ ہے کہ میں یہ سطور انتہائی کرب و اضطراب کے ساتھ لکھ رہا ہوں میں انتہائی معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے معاویہ بن ابی سفیان کے مستقبل پر لکیر کھینچ کر اسے جنتی قرار دینے کی خاطر فتاویٰ رضویہ میں آیت کے ترجمہ کو جو مستقبل کے ساتھ خاص کیا ہے، یہ ان کا نرا تحکم ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں بعض طلقاء کی خاطر انہوں نے ''واللہ بما تعملون خبیر کا ترجمہ یوں کیا:

''اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو۔''

جبکہ کنز الایمان میں اس جملہ کا ترجمہ انہوں نے ایسا شاندار کیا ہے کہ اس میں ماضی، حال اور مستقبل کی کوئی قید ہی نظر نہیں آتی۔ وہ لکھتے ہیں:

''اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔''

ایک اور مقام پر اس لفظ کا ترجمہ یوں کیا ہے:

''اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔'' (العمران: ۱۱۰)

جب ان مقامات پر ترجمہ کو مستقبل کے ساتھ خاص نہیں کیا تو فتاویٰ رضویہ میں کیوں کیا؟ اس کی حکمت کسی پاسبان مسلک رضا سے ضرور معلوم کیجئے گا۔'' (صلح الامام الحسن ص ۳۸۔۳۳۷، خلاصۃ)

جواب نمبر ۱:

یہ اعتراض نہیں بلکہ عدم تدبر کا نتیجہ ہے:

موصوف نے اگر ادنیٰ سا بھی تدبر صحیح کیا ہوتا تو یہ بچگانہ اعتراض کرنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑتی۔ اس لئے کہ فتاویٰ رضویہ شریف میں آپ

نے زیر بحث آیت کا صرف ترجمہ بطور ترجمہ نہیں کیا بلکہ آپ کا یہ ترجمہ تفسیر کے طور پر ہے اور یہ بات آپ کو خود بھی تسلیم ہے تبھی تو آپ نے اعلیٰ حضرت کے اس فتویٰ پر تبصرہ کرنے کے لئے درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

''وکلا وعد اللہ الحسنیٰ سے استدلال کا جائزہ۔''

(صلح الامام الحسن ص ۳۲۰)

جبکہ کنز الایمان والا ترجمہ بطور ترجمۃ القرآن کے ہے اور یہ بات تو مبادیات کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ ترجمہ اور تفسیر میں فرق ہوتا ہے۔ کیونکہ ترجمہ میں اجمال اور تفسیر میں تفصیل مطلوب ہوتی ہے۔ اسی حکمت کے پیش نظر ان دو مقامات کے ترجمہ میں فرق کیا گیا۔

جواب نمبر ۲:

فتاویٰ رضویہ کے ترجمہ میں مستقبل کی قید حدیث نبوی کے پیش نظر لگائی گئی ہے:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو فتاویٰ رضویہ میں زیر بحث آیت کے ترجمہ میں مستقبل کی قید لگائی ہے وہ اس حدیث مبارک کے پیش نظر لگائی ہے۔

ستکون لاصحابی بعدی زلۃ یغفرھا اللہ لسابقتھم

قریب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی جسے اللہ بخش دے گا اس سابقہ کے سبب جو ان کو میری سرکار میں ہے۔

اس پر دلیل یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ کے جس مقام پر زیر بحث آیت کا ترجمہ کیا ہے۔ اس مقام پر یہ حدیث مبارکہ بھی نقل کی ہے۔

(دیکھئے فتاویٰ رضویہ ج ۲۹، ص ۳۴۷)

گویا آپ کا فتاویٰ رضویہ والا ترجمہ تفسیر القرآن بالحدیث کے قبیل

سے ہے۔

نیز فتاویٰ رضویہ والے ترجمے کا بطور تفسیر کے ہونا خود موصوف قاری کو بھی تسلیم ہے، وہ خود لکھتے ہیں:

واللہ بما تعملون خبیر کی صحیح تفسیر:

''بعض علماء ہند نے اس جملہ کی جو تفسیر کی ہے۔''

(صلح الامام الحسن ص ۳۳۴)

راقم الحروف کوئی ماہر رضویات یا بڑا نامی گرامی پاسبان مسلک رضا تو نہیں البتہ گلستان عرفانِ رضا کا ادنیٰ سا خوشہ چین ضرور ہے۔ امید ہے فقیر کے ان جوابات سے موصوف کو سمجھ آ گئی ہوگی کہ ان دونوں ترجموں میں فرق کیوں کیا گیا۔

جواب نمبر ۳:

ترجمے میں فرق کرنا اگر غلطی ہے تو یہ غلطی موصوف سے بھی سرزد ہو چکی ہے:

موصوف اگر پھر بھی ''میں نہ مانوں'' کی ضد پہ قائم ہوں اور ان کے نزدیک ترجمے میں فرق کا ہونا اصالۃً ہی غلط ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ غلط اور قابل اعتراض ہے تو پھر اس غلطی کا ارتکاب آپ بھی کئے بیٹھے ہیں، اس لئے کہ آپ نے بھی حدیث ''انما فاطمۃ بضعۃ منی'' کے ترجمہ میں فرق کیا ہے، کیونکہ ایک جگہ آپ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

''فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔'' (مناقب زہرہ ص ۶۳)

اور دوسرے مقام پہ یوں ترجمہ کیا ہے:

''فاطمہ میری جان کا ٹکڑا ہے۔'' (بمرجع سابق ص ۶۰)

اب بتایئے ان دونوں مقامات میں ترجمے کا فرق کیوں حالانکہ جسم الگ چیز ہے اور جان چیز دیگر است؟

فائدہ مہمہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کا اصولی جواب:

موصوف نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تفسیر پر اعتراض کے ضمن میں اجمالی طور پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پہ طعن کرتے ہوئے لکھا:

''(اعلیٰ حضرت) یہ سب کچھ بے دھیانی میں لکھ گئے انہیں معلوم نہیں کہ جن صاحب (امیر معاویہ) کا وہ دفاع کر رہے ہیں ان پر قطعی جنتی ہستیاں بھی طعن فرما چکی ہیں۔''

(صلح الامام الحسن ص ۳۲۱۔۳۲۰)

ہم کہتے ہیں اولاً تو یہ اعتراض و الزام نہ ہی معتبر ہیں اور نہ ان کو مشتمل روایات پایہ صحت کو پہنچتی ہیں، بلکہ ضعیف و مردود اور نا قابل استدلال ہیں اور اگر ان میں کوئی روایات صحیح و قابل استدلال ہو بھی تو ائمہ کرام نے اسے اچھے مفہوم اور بہترین محمل پہ محمول کرنا واجب قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ہم مقدمہ میں اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔

نیز حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمر بن عاص وغیرہ سمیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے کے لئے درج ذیل دلائل کافی و وافی ہیں۔

۱۔ سورۂ حدید کی آیت نمبر ۱۰ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنتی قرار دیا گیا اور یہ حضرات بھی صحابہ ہیں اور ان کا صحابی ہونا موصوف قاری کو بھی تسلیم ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں با حوالہ کلام ہو چکا۔ اس لئے یہ بھی جنتی ہیں۔

۲۔ سورۂ انبیاء کی آیت نمبر ۱۰۱ **سبقت لهم منا الحسنیٰ** میں الحسنیٰ کی تفسیر اطاعت الٰہی سے بھی کی گئی ہے۔ حوالا جات ملاحظہ ہوں:

تفسیر ماتریدی ج ۷، ص ۳۷۹، تفسیر ماوردی ج ۳، ص ۴۲۱، ابی سعود

ج ۴، ص ۳۸۹، ملا علی قاری ج ۳، ص ۳۵۹، بغوی ج ۳، ص ۳۸۹، مدارک ج ۲، ص ۴۲۱، کبیر ج ۸، ص ۱۸۹، روح المعانی ج ۹، ص ۱۴۵، جمل ج ۵، ص ۱۶۴)

چونکہ یہ وعدہ ازل میں ہی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمالیا گیا تھا کہ "اپنے اعمال و عقائد میں رب تعالیٰ کی اطاعت کریں گے (یعنی انہیں توفیق الٰہی میسر آئے گی)

اسی لئے ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ جنگ جمل و صفین میں شریک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجتہد اور عادل ہیں۔ اگرچہ حق حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور حضرت امیر معاویہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اجتہادی خطا سرزد ہوئی تھی۔ اس کی تصریحات ہم نقل کر چکے ہیں۔

۳۔ یونہی اس "الحسنیٰ" کی تفسیر توبہ سے بھی کی گئی ہے۔

(ملاحظہ ہو: تفسیر ماوردی ج ۳، ص ۲۸۳)

اس تفسیر کی روشنی میں آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ رب تعالیٰ نے جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ازل میں ہی وعدہ فرمالیا تھا کہ ان کو قبولیت توبہ کے شرف سے نوازا جائے گا۔

۴۔ اسلام میں ندامت و استغفار کرنے والے کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ حدیث نبوی ہے۔

التائب من الذنب كمن لا ذنب له

"گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے۔ جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔"

(ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبہ، رقم الحدیث ۴۲۵۰)

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنے آخری ایام میں توبہ و استغفار کرنا باقاعدہ ثابت ہے۔

حضرت محمد بن سرین سے روایت ہے کہ:

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جب وقت وصال آیا تو آپ روتے ہوئے اپنے رب کے حضور یوں استغفار کررہے تھے:

اللھم انك قلت فی کتابك: ان اللہ لا یغفر ان یشرك به و یغفر مادون ذلك لمن یشاء اللھم فاجعلنی من تشاء ان تغفر له

''اے اللہ! بے شک تو اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ اللہ شرک کرنے والے کو نہیں بخشتا۔ اس کے علاوہ وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ اے اللہ! تو مجھے اس سے کردے جن کو تو بخشنا چاہتا ہے۔''

یونہی اس مضمون کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

ستکون بعدی لاصحابی زلة یغفرھا اللہ لھم لسابقتھم

''قریب ہے کہ میرے اصحاب سے میرے بعد کچھ لغزش ہوگی۔ جسے اللہ بخش دے گا اس سابقہ کے سبب جو ان کو میری سرکار میں ہے۔''

(المعجم الاوسط حدیث نمبر ۳۲۴۳، مجمع الزوائد ج۷، ص ۲۳۴)

ثابت ہوا کہ بتقضائے بشریت ان سے جو کوئی بھی لغزش صادر ہوئی وہ رب تعالیٰ نے صحبت نبوی کی برکت اور ان کے توبہ و استغفار کی وجہ سے معاف فرمادی۔

اس لئے حضرت امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اگر کسی صحابی سے امور فسق میں سے کوئی کوئی عمل ثابت ہوتا

ہے تو اس کے قطعاً یہ معنی نہیں کہ وہ اسی پر فوت ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی برکت اور ان اوصاف کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے انکے بیان فرمائے ہیں وہ اس (یعنی فسق) پر قائم نہیں رہتے اور اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔'' (روح المعانی ۲۶/ ۱۳۳)

پھر فرمایا:

انہ مامات من ابتلی فھم بفسق الا تائبا عدلا ببرکۃ نور الصحبۃ

''ان میں سے جس سے بھی کوئی لغزش ہوئی وہ نور صحبت کی برکت سے اس وقت تک اس دنیا سے رخصت نہیں ہوا جب تک کہ وہ توبہ کر کے پاک وصاف نہ ہو گیا ہو۔''

(المرجع سابق)

۵۔ بلکہ یہ بات تو موصوف کو بھی لکھنی پڑی ہے وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے ایک روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہے:

''خیر یہ ایک معاصرانہ یا زمانہ جاہلیت کے باہمی تفاخر کی وجہ سے بیشک (رنجش) تھی جو ایسے عظیم الشان حضرات کے دل میں ہمیشہ نہیں رہتی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عظیم الشان صحابی تھے۔ لہٰذا ان کے دل پر ایسی قساوت جو ایمان کے بھی منافی ہو قائم نہیں رہ سکتی، یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کے دل سے یہ میل صاف فرما دیا ہوگا۔ (شرح خصائص علی ص ۵۲۸)

ہم کہتے ہیں کہ جب یہ قاعدہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے ثابت و مسلّم ہے تو پھر حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما وغیرہما کے لئے کیوں نہیں؟؟؟

حالانکہ یہ بھی صحابی ہیں اور ان کا صحابی ہونا موصوف کو بھی مسلم جیسا کہ وہ خود اپنی کتاب شرح خصائص علی کے ص ۹۴۸ اور ص ۹۳۸ پر اس کی تصریح کر چکے ہیں۔

ع

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر، وہی بات کہیں ننگ

آٹھ ہجری سے لے کر ساٹھ (٦٠) ہجری تک کے تمام صحابہ جنتی نہیں ہیں (قاری ظہور)

موصوف، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پہ ناراضگی اور بغض امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں اس حد تک آگے گزر چکے ہیں کہ آٹھ (٨) ہجری سے کر ساٹھ (٦٠) ہجری تک کے جمیع صحابہ کے جنتی ہونے کا ہی انکار کر ڈالا، العیاذ باللہ۔

لکھتے ہیں:

> "(اعلیٰ حضرت کی تفسیر) کتاب و سنت دونوں کے خلاف ہے، اس لئے کہ سورۃ الحدید فتح مکہ سے قبل نازل ہوئی اور اگر اس کا نزول فتح مکہ کے بعد ہی مان لیا جائے تو تب بھی آٹھ (٨) ہجری سے لے کر کم از کم ساٹھ (٦٠) ہجری تک سب صحابہ کہلانے والوں کو جنتی ماننا ہوگا اور ان سے گزشتہ نصف صدی میں جو کچھ ہوتا رہا معاف ماننا ہوگا۔"

(صلح الامام الحسن ص ۳۲۱)

جواب:

ان تمام صحابہ کے جنتی ہونے میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں ہے:

جہاں تک اعلیٰ حضرت کی تفسیر کے صحیح ہونے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

لغزشوں کے معاف ہونے کا تعلق ہے تو اس کو ہم دلائل و براہین سے ثابت کر چکے ہیں اور یہ جو موصوف نے کہا ہے کہ اس صورت میں آٹھ ہجری سے لے کر ساٹھ ہجری تک کے تمام صحابہ کو جنتی ماننا پڑے گا۔

تو اس میں کوئی شک وشبہ ہی کب ہے، بھئی سیدھی سی بات ہے کہ صحابہ کرام کے جنتی ہونے کے لئے صحابیت کا سرٹفکیٹ اور قرآن وحدیث کی شہادتیں ہی کافی ہیں۔

اگر آپ کے پاس قرآن وسنت کی کوئی ایسی دلیل صحیح موجود ہو کہ جس میں یہ صراحت کی گئی ہو کہ آٹھ ہجری سے لے کر ساٹھ ہجری تک کے صحابہ جنتی نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی لغزشیں معاف کی گئی ہیں تو وہ پیش کریں؟

فان لم یفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی اعدت للکافرین

صحابہ رسول عبدالرحمان بن عدیس اور ابوالغایہ جہنی جنتی نہیں ہیں (قاری ظہور):

کسی بھی چیز کی حد درجے کی محبت ہو یا نفرت انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ موصوف بھی بغض امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ انہیں سمجھ ہی نہیں آرہی کہ اس پاداش میں ان کا قلم کیسے کیسے گل کھلا رہا ہے۔

پہلے تو اجمالی طور پر آٹھ سے ساٹھ ہجری تک کے صحابہ کے جنتی ہونے کا انکار کیا تھا۔ اب نام بنام دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عبدالرحمان بن عدیس اور حضرت ابوالغادیہ جہنی رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کا انکار کر دیا۔

لکھتے ہیں:

"اس صورت (یعنی اعلیٰ حضرت کی تفسیر درست ماننے کی صورت میں) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلین میں سے

بعض سرغنوں کو بھی جنتی ماننا ہوگا۔ کیونکہ وہ بھی فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والوں میں سے تھے بلکہ بعض تو بیعت رضوان میں بھی شامل تھے۔ جیسا کہ عبدالرحمان بن عدیس اسی طرح سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا قاتل ابو الغادیہ جہنی بھی صحابی تھا اسے بھی جنتی ماننا ہوگا حالانکہ صحیح حدیث میں ہے۔"

عمار کا قاتل اور اس کا سامان لوٹنے والا آگ میں ہے۔

(صلح الامام الحسن ص ۳۲۱-۳۲۲)

جواب نمبر ۱:

یہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما بھی بلاشک وشبہ جنتی ہیں:

حضرت عبدالرحمان بن عدیس اور حضرت ابوالغادیہ جہنی رضی اللہ عنہ دونوں ہی شرف صحابیت سے مشرف ہیں، بالترتیب دونوں کی صحابیت پہ تصریحات ملاحظہ ہوں:

الاصابہ میں ہے:

قال ابن سعد: صحب النبی ﷺ و سمع منه وشهد فتح مصر

ابن سعد فرماتے ہیں! عبدالرحمان بن عدیس کو نبی کریم ﷺ کی صحبت میسر آئی، انہوں نے آپ ﷺ کی احادیث سنیں اور فتح مصر میں شریک ہوئے تھے۔

ابن برقی اور بغوی وغیرہ فرماتے ہیں:

كان ممن بايع تحت الشجرة

"یہ ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔"

ابن ابی حاتم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا:

له صحبة

ان کے لئے شرف صحابیت ثابت ہے۔

یہی قول عبدالغنی بن سعید، ابوعلی بن سکن اور ابو حیان کا ہے۔ ابو یونس کہتے ہیں:

بايع تحت الشجرة وشهد فتح مصر

"انہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور فتح مصر میں شریک ہوئے تھے۔"

ایک روایت میں ہے کہ آپ کو جب فارس بن عدیس شہید کرنے لگا تو آپ نے اس کے سامنے اپنی صحابیت کا یوں اظہار فرمایا تھا:

ويحك! اتق الله في دمي، فاني من اصحاب الشجرة

"تجھ پہ افسوس! میرے خون بہانے کے معاملے میں خدا سے ڈر، کیونکہ میں اصحاب شجرہ (یعنی بیعت رضوان) والوں میں سے ہوں۔ (اصابہ ج ۲، ص ۱۱۷۶)

الجرح والتعدیل وغیرہ میں ہے:

له صحبة وشهد بيعة الرضوان وبايع فيها

ان کے لئے صحابیت ثابت ہے۔ آپ بیعت رضوان میں حاضر ہوئے تھے اور اس میں بیعت کی تھی۔

(الجرح والتعدیل ج ۵، ص ۲۴۸، اسد الغابہ ج ۳، ص ۴۶۹، الثقات ج ۳، ص ۲۵۵)

حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ کے بارے اصابہ میں ہے:

حضرت امام بخاری اور ابو حاتم فرماتے ہیں۔

الجهني له صحبة

''جہنی کے لئے صحابیت ثابت ہے۔''

یونہی ابن سمیع اور حضرت امام مسلم نے فرمایا ہے۔(ج۴،ص۲۳۲۲)

اسد الغابہ میں ہے:

بایع النبی ﷺ

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی تھی۔(ج۶،ص۲۳۱)

علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

من وجوه العرب و فرسان اهل الشام يقال شهد الحديبية وله احاديث مسندة

حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ عرب کے بڑے افراد اور اہل شام کے گھڑسواروں میں سے تھے۔ کہا گیا ہے کہ آپ صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے اور ان سے کئی مسند احادیث مروی ہیں۔(ج۲،ص۵۴۲)

جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ دونوں ہی صحابی ہیں بلکہ ان کا صحابی ہونا موصوف کو بھی تسلیم ہے۔ لہٰذا ان کے جنتی ہونے کے لئے یہ کافی ہے۔

جواب نمبر ۲:

یہ دونوں صحابی موصوف کی تحقیق وضوابط کی روشنی میں بھی جنتی قرار پاتے ہیں:

یہ دونوں صحابہ موصوف کی تحقیق اور ضوابط کی روشنی میں بھی جنتی قرار پاتے ہیں، اس لئے کہ ان کی رائے میں آیت کریمہ ''وکلا وعد اللہ الحسنیٰ'' اصحاب صلح حدیبیہ کو شامل ہے۔ کیونکہ وہ خود لکھ چکے ہیں۔

''اہل تحقیق مفسرین نے اس فتح سے فتح مکہ نہیں بلکہ

صلح حدیبیہ کی فتح مراد لی ہے۔'' (صلح الامام الحسن ص ۳۱۰)

لہٰذا ان کی اس رائے کے مطابق اس آیت کا ترجمہ یوں ہوگا: ز
میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح حدیبیہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں ان
سے بڑے نہیں جنہوں نے بعد فتح حدیبیہ کے خرچ کیا اور جہاد کیا اور ان سے اللہ
جنت کا وعدہ فرما چکا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

یہ تو بدیہی سی بات ہے کہ جب یہ آیت صلح حدیبیہ سے پہلے اور بعد
والوں کو شامل ہے تو صلح حدیبیہ والوں کو بھی شامل ہوگی۔ اور یہ دونوں صحابہ بھی
اصحاب صلح حدیبیہ سے، جیسا کہ انہوں نے خود بھی تسلیم کیا تو لازم ٹھہرا کہ یہ ''وعدۂ
حسنیٰ'' ان کو بھی شامل ہو۔

جواب نمبر ۳:

ان دونوں صحابہ کے جنتی ہونے پہ نصوص قرآن وحدیث:

جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ دونوں صحابہ کرام بیعت رضوان والوں میں
سے ہیں تو یہ بھی یاد رکھئے کہ قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین کی روشنی
میں بیعت رضوان والوں کو باقاعدہ طور پر جنت کا مژدہ جانفزاء بھی مل چکا ہے۔
ملاحظہ ہو، رب تعالیٰ بیعت رضوان والوں کی شان میں فرماتا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ
الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ
عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً
يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ
مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ
اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٢٠﴾

"بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔ اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں، اور اللہ عزت و حکمت والا ہے، اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لو گے تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے اور اس لیے کہ ایمان والوں کے لیے نشانی ہو اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے۔"

(ترجمہ کنز الایمان، الفتح:۱۸ تا ۲۰)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"چونکہ حدیبیہ میں بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی کا تمغہ عنائیت ہوا۔ اس لئے اسے بیعت الرضوان کہتے ہیں......

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

ایک یہ کہ بیعت رضوان والے سارے ہی مخلص مومن ہیں کہ انہیں رب نے بالتخصیص مومن فرمایا۔

دوسرے یہ کہ ان سب سے اللہ راضی ہو چکا۔

تیسرے یہ کہ اس خصوصی رضا کا سبب یہ بیعت ہے۔......

"(فانزل السکینۃ علیہم) اس طرح کہ نہ انہیں کفار مکہ کا خوف رہا نہ خرابی خاتمہ کا اندیشہ جب رب نے بازو پکڑ لئے پھر وہ کیسے گر سکتے ہیں، نہ انہیں آئندہ فسق و فجور کا اندیشہ وہ ہمیشہ کے لئے متقی مومن ہو چکے قرآن گواہ

ہے۔'' (تفسیر نور العرفان ص ۹۶۸)

ان عالی قدر صحابہ کی عظمت بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی لارجو ان لایدخل النار ان شاء الله احد شهد بدرا والحديبية

''بے شک مجھے امید ہے کہ اگر اللہ نے چاہا تو بدر و حدیبیہ میں حاضر ہونے والوں میں کوئی بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔'' (مشکوۃ مع مرقاۃ، ج۱۱، ص ۳۶۸)

ایک اور روایت میں ہے:

لايدخل النار ان شاء الله ومن اصحاب الشجرة احد الذين بايعوا تحتها

''اگر اللہ نے چاہا تو درخت کے نیچے بیعت کرنے والے اصحاب شجرہ میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔'' (بمرجع سابق)

قارئین کرام!

آپ غور فرمائیں کہ اللہ اور اس کا رسول تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیا میں ہی اپنی رضا اور جنت کی بشارتیں دے رہا ہے۔ مگر ایک موصوف ہیں جو بھونڈے اور بے تکے دلائل کے ذریعے ان صحابہ کو دوزخی قرار دینے پہ تلے ہوئے ہیں۔''

اب اس کا بندہ کیا تبصرہ کرے، چلو ہم یوں کرتے ہیں کہ موصوف کے الفاظ انہیں کے لئے ہی نقل کر دیتے ہیں:

''ایمان و انصاف سے بتائیے! یہاں کیا کیا جا سکتا ہے اور کیا

کہا جا سکتا ہے؟ میرا خیال ہے کہ اور تو کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا
ماسوا حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اس سلام کے۔"

زمن بر صوفی و ملا سلامی
کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویل شاں، در حیرت انداخت
خدا و جبریل و مصطفیٰ را

میری طرف سے صوفی و ملا پر سلام ہو، کیونکہ وہ ہمیں خدا کا پیغام سنا
ہے، لیکن اس کی تاویل نے حیرت میں ڈال دیا ہے۔ خدا کو، جبریل علیہ السلام کو اور
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ (حقیقۃ التفضیل ص ۱۳۳۔۱۳۲)

جواب نمبر ۴:

صحبت نبوی کی برکت سے ان کی لغزشیں معاف ہو چکی ہیں:

تاریخ و روایات میں اگرچہ یہ بات ملتی ہے کہ حضرت عبدالرحمان بن
عدیس حضرت عثمان غنی اور حضرت ابو الغادیہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کے
قاتلوں میں شمار ہوتے ہیں، مگر یہ بات بھی یاد رہے کہ ان کی یہ لغزشیں صحبت نبوی
کی برکت سے معاف ہو چکی جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات میں وضاحت کر چکے۔

دوسری توجیہہ یہ ہے کہ ان کا یہ عمل اجتہادی خطا پہ مبنی تھا جو قابل گرفت
نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو
الغادیہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ کے آخر میں اسی بات کی وضاحت فرمائی ہے۔
آپ فرماتے ہیں:

والظن بالصحابة فی تلك الحروب انهم كانوا فيها
متأولين و للمجتهد المخطئ اجر و اذا ثبت هذا فی
حق احاد الناس فثبوته للصحابة بالطريق اولی

''ان جنگوں کے متعلق صحابہ کے بارے میں یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ وہ تمام تاویل کرنے والے تھے اور غلطی کرنے والے مجتہد کے لئے ایک درجہ اجر ہے۔ جب یہ عام مجتہدین کے لئے ثابت ہے تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے اس کا ثبوت بدرجہ اولیٰ ہوگا۔'' (الاصابہ ج ۴، ص ۲۲۳)

نوٹ:

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل کون ہے؟ اس بارے اختلاف ہے۔ بلکہ ایک قول کے مطابق حضرت ابوالغادیہ کے سوا کسی اور کا ہونا زیادہ مشہور ہے۔

اسد الغابہ میں ہے:

وقیل ان الذی قتل عمارا غیرہ وھذا اشتھر

(ج ۴، ص ۲۳۲)

جواب نمبر ۵:

حدیث ''قَاتِلُ عَمَّار وَسَالِبُوہُ فِی النَّار'' کا صحیح معنی و مفہوم

موصوف نے جو حدیث ''قاتل عمار وسالبہ فی النار'' نقل کی ہے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اولاً اس کے قریب المضمون ایک اور حدیث مبارکہ کی وضاحت کر دی جائے تاکہ اس کو سمجھنے میں آسانی ہو سکے،

بخاری شریف میں ہے کہ ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا:

ویح! عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار

''اللہ تعالیٰ عمار پر رحم فرمائے، اسے ایک باغی گروہ قتل

کرے گا۔ درانحالیکہ یہ انہیں جنت کی طرف بلا رہے ہوں گے اور وہ اسے نار کی طرف بلا رہے ہوں گے۔"

(بخاری، حدیث نمبر ۲۰۰۴، ۲۸۱۲)

حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فان قیل کان قتله بصفین وهو مع علی والذین قتلوه مع معاوية و كان معه جماعة من الصحابة فكيف يجوز عليهم الدعاء الى النار؟ فالجواب انهم كانوا ظانين انهم يدعون الى الجنة وهم مجتهدون لا لوم عليهم فى اتباع ظنونهم: فالمراد بالدعاء الى الجنة الدعاء الى سببها وهو طاعة الامام. اذ ذلك كان عمار يدعوهم الى طاعة علی وهو الامام الواجب الطاعة اذ ذك وكانوهم يدعون الى خلاف ذلك لكنهم معذورون لتاويل الذى ظهر لهم

ترجمہ: "پس اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں جنگ صفین میں ہوئی تھی اور وہ لوگ جنہوں نے آپ کو شہید کیا وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے اور ان کے ساتھ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی تو ان کے لئے یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ وہ نار کی طرف بلانے والے ہوں۔"

اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک وہ اس گمان میں تھے کہ وہ جنت کی طرف بلانے والے ہیں، درانحالیکہ وہ مجتہد تھے تو ان کے اپنے اس گمان کی

اتباع کرنے کی وجہ سے ان پر کوئی ملامت (طعن) نہیں کی جائے گی۔

اور جنت کی طرف بلانے سے مراد اس کے سبب کی طرف بلانا ہے، اور وہ سبب امام کی اطاعت کرنا (یعنی وہ امام کی اطاعت کی طرف بلا رہے تھے) اسی طرح حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی طرف بلا رہے تھے کیونکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی واجب الاطاعۃ امام تھے اور وہ (یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی) ان کو اس کے برخلاف کی طرف بلا رہے تھے۔ لیکن وہ اپنی اس تاویل کی وجہ سے معذور ہیں جو ان کے لئے ظاہر ہوئی تھی۔ (فتح الباری شرح بخاری ج۱، ص ۷۱۳)

حضرت امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

والجواب الصحیح فی ھذا انھم کانو مجتھدین ظانین انھم یدعونہ الی الجنۃ ان کان فی نفس الامر خلاف ذلك فلالوم علیھم فی اتباع ظنونھم. فان قلت المجتھد اذا اصاب فلہ اجران واذا اخطأفلہ اجر فکیف الامرھھنا؟ قلت: الذی قلنا جواب اقناعی فلایلیق ان یذکر فی حق الصحابۃ خلاف ذلك لان اللہ تعالیٰ اثنی علیھم وشھدلھم بالفضل بقولہ: کنتم خیرامۃ اخرجت للناس. (العمران:۱۱۰) قال المفسرون! ھم اصحاب محمد ﷺ

''اس بارے صحیح جواب یہ ہے کہ وہ سبھی مجتہد تھے۔ ان کا گمان یہ تھا کہ وہ انہیں جنت کی طرف بلا رہے ہیں۔ حقیقت

میں معاملہ اس کے برعکس تھا (اس جملہ کا وہی معنی ہے جو فتح الباری سے گزرا۔ راقم) پس انکے اپنے اس گمان کی اتباع کرنے کی وجہ سے ان پر کوئی ملامت نہیں کی جائے گی۔"

پھر اگر تو یہ سوال کرے کہ مجتہد اگر درستگی کو پہنچے تو اس کے لئے دوگنا اجر ہے اور اگر خطا کرے تو اس کے لئے ایک گنا اجر ہے، تو یہاں معاملہ کیسے ہوگا؟

تو میں کہتا ہوں کہ جو ہم نے جواب دیا وہی ہمارے دل کی آواز ہے۔ پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں اس کے بر خلاف ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس لئے کہ رب تعالیٰ نے اپنے اس فرمان کہ **کنتم خیر امة اخرجت للناس** (تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی) سے ان کی تعریف کی اور ان کی فضیلت کی گواہی دی ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔ (عمدة القاری ج ۴، ص ۳۰۸)

ائمہ کرام کی ان تشریحات سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱۔ حضرت امیر معاویہ اور ان کے تمام ساتھی رضی اللہ عنہ مجتہد تھے۔
۲۔ حضرت امیر معاویہ کے ساتھ بھی صحابہ کی ایک جماعت تھی۔
۳۔ حضرت عمار کو شہید کرنے والے صحابی بھی مجتہد ہیں۔
۴۔ اس اجتہادی خطا کی وجہ سے ان میں سے کسی پر طعن کرنا جائز نہیں۔
۵۔ نار کی طرف بلانے سے مراد ہے غیر واجب الاطاعة امام کی طرف بلانا۔
۶۔ رب تعالیٰ نے خود صحابہ کی تعریف کی اور ان کی فضیلت کی گواہی دی ہے۔
۷۔ مگر وہ اپنی اس تاویل میں معذور ہیں (یعنی قابل گرفت نہیں ہیں)
۸۔ ان میں کسی بھی صحابی کو برائی سے یاد کرنا مناسب نہیں ہے۔
۹۔ ثابت ہوا کہ حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ ہوں یا حضرت عبدالرحمان بن

عدیس رضی اللہ عنہ یہ سب امور ان کے لئے بھی ثابت ہیں۔ لہٰذا ان پہ طعن،
تشنیع کرنا یا ان کے جنتی ہونے کا انکار کرنا بہت بڑی جسارت اور اللہ
اور اس کے رسول کو چیلنج کرنے والی بات ہے۔

جواب نمبر۶:

یہ حدیث ضعیف اور نا قابل استدلال ہے:

اگر اس حدیث کی سند پہ غور کیا جائے تو ثابت ہوتا کہ یہ ضعیف اور نا
قابل استدلال ہے۔ اس لئے کہ روایت کی مختلف کتب میں چار اسناد بیان ہوئی
ہیں، جو سب کی سب قابل جرح ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

لیث بن ابی سلیم عن مجاهد عن عبداللہ بن عمرو بن العاص

"اس میں لیث بن ابی سلیم ہے جو جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔" (دیکھئے زوائد ابن ماجہ ۲۳۰ / ۲۰۸)

ابن ملقن نے بھی یونہی فرمایا ہے۔ (خلاصۃ البدر المنیر)

امام نسائی فرماتے ہیں:

ضعیف کوفی (کتاب الضعفاء: ۵۱۱)

۲۔ المعتمر بن سلمان التیمی عن ابیہ عن مجاهد عن عبداللہ بن عمر

"اس میں سلیمان تیمی طبقۂ ثالثہ کا مدلس ہے۔

(دیکھئے: کتاب المدلسین لابی زرعۃ ابن العراقی، ص ۲۴)

۳۔ ابو حفص وکلثوم عن ابی غادیہ قال...... فقیل...... اس روایت سے معلوم ہوا
کہ اس روایت کا راوی "فقیل" کا فاعل ہے جو نا معلوم (مجہول) ہے۔

حضرت امام ذہبی اس روایت کی پوری سند ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اسنادہ فی انقطاع

''اس کی سند میں انقطاع ہے۔'' (سیر اعلام النبلاء ج ۲، ص ۵۴۴)

القاسم بن اللیث الرسعنی تمنیس وعبدالصمد بن عبداللہ الدمشقی قال حدثنا ہشام بن عمار سعید بن یحییٰ حدثنا الحسن بن دینار عن کلثوم بن جبر المرادی......

''اس سند میں مذکور راوی ''حسن بن دینار'' سخت ضعیف ہے۔ اس کے بارے امام ابوحاتم رازی فرماتے ہیں۔''

متروک الحدیث:

(العلل لابن ابی حاتم ج ۶، ص ۲۳۳)

امام ابن حبان نے کئی محدثین کے اقوال ذکر کئے ہیں۔ جو اسے مردود قرار دیتے ہیں۔ (الضعفاء للعقیلی ج ۱، ص ۲۷۱)

تمام صحابہ کلیۃ مغفور نہیں ہیں، جیسا کہ کرکرہ اور مدعم صحابہ رسول کی بابت احادیث اس پر دلالت بھی کرتی ہیں (قاری موصوف):

محسوس ہوتا ہے کہ موصوف بغض صحابہ کی شدت کی وجہ سے ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں۔ اسی لئے تو جس صحابی کو چاہتے ہیں۔ زمرۂ صحابہ سے نکال دیتے ہیں۔ جسے چاہتے دوزخی قرار دے دیتے ہیں جیسا کہ ان کی درج ذیل عبارت اس مضمون کی عکاسی کر رہی ہے:

لکھتے ہیں:

''جو لوگ ''وکلا وعداللہ الحسنیٰ'' سے استدلال کرتے

ہوئے قبل از فتح اور بعد از فتح تمام صحابہ کو جنتی قرار دیتے ہیں وہ کتاب وسنت پر جرأت کرتے ہیں۔ یہاں ہم چند احادیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن میں غور فرما کر آپ خود ہی یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ واقعی یہ جسارت ہے۔''

امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامان پر معین تھا۔ اسے کرکرہ کہا جاتا تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ آگ میں ہے، لوگوں نے جا کر اس کو غور سے دیکھا تو انہیں ایک چادر ملی جو اس نے چرائی تھی۔'' (بخاری کتاب الجہاد والسیر، باب الغلول، ص ۴۱۵، حدیث ۳۰۷۴)

خیال رہے کہ اس حدیث میں اس شخص کے کافر ہونے کا ذکر نہیں چنانچہ اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا:

''مجھے تمہارا اس حال میں ملنا پسند نہیں کہ تم میں سے کسی کی گردن پر بکری میماتی ہوئی سوار ہو یا گھوڑا گردن پر سوار ہو اور وہ مجھ سے عرض کرے۔''

یارسول اللہ! اغثنی فاقول لا املك لك شيئا قد ابلغتك

یارسول اللہ! میری مدد فرمائیے تو میں کہوں گا میں تیرے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتا، میں تجھے تبلیغ کر چکا ہوں۔ (بخاری کتاب الجہاد و السیر باب الغلول ص ۴۱۵، حدیث ۳۰۷۳)

ایک اور حدیث میں ہے:

''غزوہ خیبر کے بعد جب وادئ قریٰ میں پہنچے تو ایک صحابی

جس کو مدعم کہا جاتا تھا، اسے کہیں سے ایک تیر آلگا تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا، هنیئا له الشهادة (اس کو شہادت مبارک) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بلکہ جو چادر اس نے خیبر کے روز مال غنیمت سے تقسیم کے بغیر لے لی تھی وہ اس پر آگ بن کر بھڑ کے گی۔"

(بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۂ خیبر حدیث ۴۲۳۴)

اس حدیث میں صاف ظاہر ہے کہ وہ شخص مسلمان اور صحابی تھا، اگر وہ مسلمان نہ ہوتا تو صحابہ کرام اس کے حق میں هنیأ له الشهادة کے الفاظ استعمال نہ فرماتے اور اگر وہ مسلمان نہ ہوتا تو نبی کریم ﷺ بھی اس بات کی وضاحت فرما دیتے"......(صلح الامام الحسن ص ۳۲۴ تا ۳۲۵)

پھر لکھا:

"سو جب قبل از فتح والوں کے لئے کلیۃ مغفور ہونے کا قول احادیث کے منافی ہے تو پھر بعد از فتح والوں کے لئے کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ جب ایک چادر کی چوری صحابی کو جہنم میں لے گئی تو پھر قتل ناحق اور مسلسل بیس برس تک شاہانہ اونچ نیچ کا کوئی حساب نہیں ہوگا؟" (ایضاً ص ۳۲۶)

جواب نمبر ا:

مدعم اور کرکرہ کے بارے تحقیقی جواب:

جواب سے قبل ایک انتہائی اہم اور تمہیدی واصولی بات سمجھئے کہ:
ہمارا یہ ایمان اور دعویٰ ہے کہ ہر وہ خوش نصیب شخص جو "صحابیٔ شرعی"

کے عنوان کے تحت داخل ہے وہ قطعی جنتی ہے۔

اور اگر ایسے کسی شخص سے بتقضائے بشریت کوئی لغزش سرزد ہو بھی جائے تو رب تعالیٰ اپنے فضل اور صحبت نبوی کی برکت سے معاف فرما دیتا ہے۔

اگر کسی روایت میں کسی ایسے شخص کو دوزخی قرار دیا گیا ہو کہ جس کے لئے لفظ صحابی کا اطلاق کیا گیا ہو تو لامحالہ وہ ''صحابیٔ لغوی'' کے طور پر ہوگا۔ نہ کہ شرعی و اصطلاحی طور پر۔

جیسا کہ بعض احادیث میں بعض منافقین کے لئے اس لفظ کا استعمال کیا گیا جیسا کہ قزمان بن حارث وغیرہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ قزمان بن حارث اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا مگر تھا منافق۔

الاصابہ میں ہے:

قزمان بن الحارث حليف بن ظفر صاحب القصة يوم احد قيل مات كافرا فان بعض طريق قصته أنه صرح بالكفر وهذا مبني على ان القصة واحدة وقعت لواحد وقيل انها تعددت. قال ابن قتيبة في "المعارف" قتل نفسه وكان منافقا. وفيه قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله يويد هذا الدين بالرجل الفاجر

وذكر ابن اسحاق والواقدي قصته. وأنه كان عزيزا في بني ظفر وكان لايدري من اين اصله قال الواقدي وكان حافظا لبني ظفر ومحبا لهم وكان مقلا لاولد له ولا زوجة وكان شجاعا يعرف بذلك في حروبهم التي كانت بين الاوس

والخزرج فلما كان يوم احد قاتل قتالا شديدا فقتل ستة او سبعة حتى اصابته الجراحة. فقيل له: هنيا لك الجنة يا ابا الغيداق، قال جنة من حرمل. والله ما قاتلنا الا على الاحساب. وقيل انه قتل نفسه وقيل: بل مات من الجراح ولم يقتل نفسه. وفى صحيح البخارى، من رواية ابى حازم، عن سهل بن سعد، ان النبى صلى الله عليه وسلم التقى هوو المشركون... فذكر الحديث وفيه: و فى اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل لا يدع شاذة ولا فازة الا اتبعها يضربها بسيفه. فقالوا، ما اجزاعنا احد كما اجزاء فلان فقال النبى صلى الله عليه وسلم، اما انه من اهل النار فقال رجل من القوم: انا اصاحبه. فخرج معه. قال: فجرح جرحا شديدا فاستعجل الموت. فوضع نصل سيفه بالارض ثم تحامل على سيفه. فقتل نفسه. الحديث و فى آخره ان الرجل ليعمل بعمل اهل الجنة فيما يبدو للناس وهو من اهل النار

(الاصابه فی تمیز الصحابه ۵/۳۳۵، رقم ۷۱۲۲)

"یعنی قزمان بن حارث بنوظفر کے حلیف میں سے تھا، اُحد کے دن اس کا واقعہ پیش آیا، بعض کا قول ہے کہ حالت کفر

میں مرا۔ بعض طرق میں اس کا قصہ ہے جس سے اس کے کفر کی تصریح ہوتی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک واقعہ ہے اور ایک شخص کے ساتھ پیش آیا، بعض کا قول ہے اس میں تعدد ہے۔

ابن قتیبہ نے ''المعارف'' کے اندر فرمایا:

اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا، وہ منافق تھا، اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد فاسق شخص سے بھی کرتا ہے......

جب اُحد کا دن ہوا تو اس نے بہت شدید جنگ لڑی چھ یا سات لوگوں کو قتل کیا۔ یہاں تک کہ یہ زخمی ہو گیا، اس سے کہا گیا: اے ابو غیداق تمہیں جنت کی خوشخبری ہو۔ اس نے کہا۔ حرمل کی جنت، اللہ کی قسم ہم نے حسب کی وجہ سے جنگ لڑی۔

بعض کا قول ہے کہ اس نے اپنے آپ کو قتل کر دیا تھا۔ بعض نے کہا کہ اس نے اپنے آپ کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ وہ زخموں کی وجہ سے مرا تھا۔ صحیح بخاری میں ابو حازم کی بحوالہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں سے مقابلہ ہوا...... پھر حدیث ذکر کی۔ اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ایسا شخص تھا کہ کسی اکیلے اور تنہا شخص کے پیچھے پہنچ کر اسے اپنی تلوار سے مار ڈالتا۔ جتنا اس شخص نے ہمارا ہاتھ بٹایا کسی اور نے نہیں

بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! یہ شخص جہنمی ہے۔
(صحیح بخاری، رقم ۴۲۰۷، صحیح مسلم، رقم ۱۷۹، مسند امام احمد بن حنبل ۱۳۵/۴)

لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: میں اس کے ساتھ رہوں گا۔ وہ اس کے ساتھ نکلا، وہ شخص بہت زیادہ زخمی تھا۔ اس نے اپنے آپ کو مارنے میں جلدی کی، اس نے تلوار کی دھار کو زمین پر رکھا اور اپنے آپ کو مار ڈالا۔

اس حدیث کے آخر میں ہے کہ ایک شخص لوگوں کی نظر میں اہل جنت جیسے کام کرتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ بعض منافقین کے لئے بھی لفظ صحابی استعمال کیا گیا۔ اس لئے ہم کہتے ہیں، قرآن و حدیث کی ان نصوص قاطعہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جو بھی صحابی شرعی ہے وہ دوزخی نہیں ہوسکتا اور جو دوزخی ہو وہ صحابی شرعی نہیں ہوسکتا۔

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ موصوف قاری کا روایت مذکور کا سہارا لیتے ہوئے یہ کہنا قطعاً درست نہیں ہے کہ:

> ''اس حدیث میں صاف ظاہر ہے کہ وہ شخص مسلمان اور صحابی تھا۔ اگر وہ مسلمان نہ ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے حق میں هنيأ له الشهادة کے الفاظ استعمال نہ فرماتے اور اگر وہ مسلمان نہ ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس بات کی وضاحت فرمادیتے۔'' (صلح الامام الحسن ص ۳۲۵)

اس لئے کہ روایت میں ایسے قرائن موجود ہیں جو ان کے صحابیٔ شرعی ہونے کی نفی کرتے ہیں۔

جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص

کے بارے ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

صلوا علی صاحبکم

"تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔"

(ج ۲، ص ۲۳، حدیث نمبر ۲۱۰۷، اس کی مزید تخریج دیکھئے!)

سنن نسائی الجنائز ۶۶ (۱۹۶۱) ابن ماجہ، الجہاد، ۳۴، (۲۸۴۸) موطا امام مالک الجہاد ۱۳، (۲۳) مسند احمد (۴/۱۱۴، ۱۹۲/۵، تحفۃ الاشراف ۳۷۶۷)

یونہی جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ھنیأ الشہادۃ، کہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کلاوالذی نفسی بیدہ

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ہرگز نہیں۔"

(بمرجع سابق)

بلکہ ترمذی میں تو یہ الفاظ بھی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

قم یا عمر منادأنه لا یدخل الجنة الاالمؤمنون ثلاثا

"اے عمر کھڑا ہو اور تین بار اعلان کر کہ جنت میں میں صرف مومنین ہی داخل ہوں گے۔" (ج ۱، ص ۱۹۱، باب ماجاء فی الغلول)

سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز جنازہ نہ پڑھانا، ھنیئالہ الشہادۃ کے جواب میں کلاوالذی نفسی بیدہ۔ کے ذریعے ردع فرمانا، اور تین بار یہ

اعلان کروانا کہ "لا یدخل الجنة الا المومنون" ثابت کرتا ہے کہ وہ صحابی شرعی نہیں تھے۔

موصوف نے انتہائی چالاکی سے دو نکات بیان کئے، اول: صحابہ کرام کا اس کے حق میں هنیاء له الشهادة فرمایا۔

دوم: اگر مسلمان نہ ہوتے تو نبی کریم ﷺ اس کی وضاحت فرما دیتے۔

موصوف نے پہلے نکتے سے جو استدلال کیا ہے اس سے خود بھی مطمئن نہیں۔ کیونکہ اگر ان الفاظ سے استدلال تام ہوتا تو نکتہ ثانی کی طرف نہ جاتے، کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ متعدد ایسی روایات ہیں کہ صحابہ کرام نے کسی شخص کے لئے شہادت کی مبارکباد دی مگر نبی کریم ﷺ نے اس کے غیر مسلم یا منافق ہونے کا حکم جاری فرمایا۔ جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔

اور نکتہ دوم کے بارے بطور جواب کے ہمارے نقل کردہ قرائن کفایت کرتے ہیں۔

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ مدعم اور کرکرہ کا صحابی شرعی ہونا قطعیت سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا ان کے ذریعے جمیع صحابہ کے جنتی ہونے کی نفی پر استدلال کرنا بھی درست نہیں ہے۔

جواب نمبر ۲:

مدعم اور کرکرہ کے بارے الزامی جواب:

اگر قطعی دلائل سے ثابت ہو جائے کہ مدعم اور کرکرہ مسلمان اور صحابی شرعی تھے جیسا کہ ظہور فیضی صاحب کی تمنا اور اصرار ہے تو پھر بھی ہمیں مضر نہیں اور انہیں مفید نہیں۔ کیونکہ اس بنیاد پر ان کا جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ موصوف کے بھی کئی مسلم ائمہ نے زیر بحث روایات کی تشریح کرتے ہوئے "ھو فی

النار '' (وہ دوزخ میں ہے) اور تشتغل علیہ نارا کا ایک ایسا احتمال بیان فرمایا ہے جو واضح کرتا ہے کہ یہ کلمات اپنے ظاہر پر نہیں ہیں۔ نیز یہ کہ وہ جنتی ہیں۔ ملاحظہ ہو،

امام عینی ابن تین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں

یحتمل ان یکون هذا جزاءه الا ان یعفو الله

''اس میں یہ احتمال ہے کہ اس کی یہ سزا تھی مگر یہ کہ اللہ نے اسے معاف فرما دیا۔'' (عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۱۵، ص ۱۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

او المراد هو فی النار ان لم یعف الله عنه

''یا یہ مراد ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ کرتا تو وہ آگ میں ہوتا۔'' (فتح الباری، شرح بخاری ج ۶، ص ۲۳۱)

یہ احتمال زرقانی علی المؤطا ج ۳، ص ۴۶، نعمۃ الباری شرح بخاری ج ۵، ص ۹۷۳، میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

چادر کے اشتعالِ نار کے حوالے سے محدثین فرماتے ہیں:

یحتمل ان یکون اشتعال النار حقیقة بان تصیر الشملة بعینها

نارا فیعذب بها ویحتمل ان یکون المراد انها سبب العذاب النار

''اس میں یہ احتمال ہے کہ آگ کا مشتعل ہونا حقیقتاً ہو، بایں طور کہ وہ چادر بعینہٖ آگ بن چکی ہو اور انہیں (دنیا میں ہی اس کی سزا مل گئی یا پھر یہ مراد ہے کہ یہ فعل عذاب کا سبب ہے)(عمدۃ القاری ج ۱۷، ص ۳۴۰، فتح الباری ج ۷، ص ۶۲۳، زرقانی

ج ۳،ص ۴۶)

حضرت امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ان لم یعف الله

''یعنی اگر اللہ تعالیٰ انہیں معاف نہ کرتا (تو ان کی یہ سزا ہوتی)'' (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج،ص ۱۷)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث سے ایک فقہی مسئلہ اخذ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مال غنیمت میں قبل از تقسیم چوری کرنا شہادت کے نام کے اطلاق کو منع کرتا ہے۔ اس شخص پر جو مال غنیمت میں قبل از تقسیم چوری کرے اور اسی حالت میں قتل کر دیا جائے۔ (خلاصہ شرح مسلم از نووی ج ۲،ص ۱۳۰)

حضرت امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قلت وفيه بحث لا دلالة فی الحدیث علی نفی شهادة کیف و قتل فی سبیل الله و خدمة رسول الله ﷺ ولایشترط فی الشهید ان لا یکون علیه ذنب اور دین بالاجماع

میں کہتا ہوں۔ اس میں بحث ہے کیونکہ حدیث میں اس کی شہادت کی نفی پر کوئی دلیل نہیں ہے اور شہادت کی نفی ہو بھی کیسے سکتی ہے۔ جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھا اور شہید ہونے میں بالاجماع یہ شرط نہیں ہے کہ اس پر کوئی گناہ یا قرض نہ ہو۔

(مرقاۃ ج ۷،ص ۵۱۸)

فائدہ:

یاد رہے موصوف نے ملا علی قاری کا فقیہ و محدث ہونا تسلیم کیا ہے۔
الاحادیث الموضوعۃ میں لکھتے ہیں:
''ایسے ہی مشہور حنفی فقیہ اور محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (ص۱۹)
اور امام عینی کی تحسین وتعریف کرتے ہوئے لکھا:
''امام عینی رحمۃ اللہ علیہ کی غیرت عشق۔''
''علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز ہے۔ لفظ لفظ سے محبت جھلکتی نظر آتی ہے۔'' (لطافت جسد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص۱۹۰)
پھر لکھا:
''محب کو محبوب کی برائی نظر آتی ہے اور نہ ہی وہ اسے سن سکتا ہے۔ یہی کیفیت امام بدر الدین عینی حنفی قدس سرہ العزیز کی ہے۔'' (ایضاً)

نوٹ:

بعض علماء نے مدعم اور کرکرہ کو الگ الگ دو افراد شمار کیا ہے، لیکن بعض اہل علم نے دونوں کو ایک ہی قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو:
شیخ بدر الدین محمد بن ابی بکر مخزومی لکھتے ہیں:
مدعم: بکسر المیم وفتح العین المهملة وقیل اسمه کرکرة
مدعم میم کے کسرہ اور عین کے فتحہ کے ساتھ کہا گیا ہے کہ اس کا نام کرکرہ ہے۔ (مصابیح الجامع ج۸،ص۷٦)
امام صالحی فرماتے ہیں:

مدعم... قیل اسمه کرکره
(سبل الہدیٰ والرشاد ج ۱۱ ص ۴۰۹)
''اسی بنیاد پر ہم نے دونوں طرح کی روایات کے جوابات ایک ہی انداز سے دیئے ہیں۔''

جواب نمبر ۳:

موصوف کا خوارج ودیابنہ کی روش پہ چلنا:

موصوف رفض کی سیاہ گھاٹیوں میں چلتے چلتے اچانک خوارج ودیانیہ کی روش پہ چل نکلے اور حدیث نبوی: ''فاقول لا املك لك شیئا قد بلغتك''کو بغیر صحیح وضاحت بیان کئے چل نکلے اور ان کا، مطلقاً ذکر کرنا، یہ تاثر قائم کرنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو صحابہ کو بھی کچھ فائدہ پہنچانے کے مالک نہیں ہیں۔

حالانکہ اس حدیث کا مقصد تعلیم امت اور بیان توبیخ ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں:

هذا مبالغة فی الزجر وتغلیظ فی الوعید والافهو صاحب الشفاعة فی مذنبی الامة یوم القیامة

''یہ زجرو وعید میں مبالغہ وتغلیظ ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز امت کے گنہگاروں کے حق میں شفاعت کرنے والے ہوں گے۔''

(عمدۃ القاری ج ۱۵، ص ۱۰، اسی کی مثل فتح الباری، ج ۴، ص ۲۱۹، میں فرمایا)

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت جب عام امتیوں کے لئے ثابت ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی۔ بلکہ موصوف قاری نے خود بھی حدیث ''یا فاطمة بنت محمد! انقذی نفسك من النار. فانی لا املك

لکم من الله شیئا ''(اے فاطمہ! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ بیشک میں تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا) کے تحت ایسا کلام کیا ہے جو مکمل طور پر ہماری تائید کرتا ہے۔ لکھتے ہیں:

''علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں کو بہت سی احادیث میں ایسا واضح اور دوٹوک انداز میں خطاب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا واقعی ان حضرات کو قرابت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔''

جواباً عرض ہے کہ اگر انسان ان احادیث کے ان ہی جملوں تک محدود رہے اور اگلے استثنائی جملوں سے نگاہیں پھیرے اور دوسری احادیث کو سامنے رکھنے کی زحمت بھی گوارہ نہ کرے تو پھر یہی سمجھ آتا ہے کہ قرابت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور بہت سے منفی ذہنیت کے لوگوں کا وطیرہ یہی ہے کہ وہ آیات و احادیث کے ایسے ہی جملوں تک محدود رہتے ہیں۔ نہ آگے بڑھتے ہیں اور نہ آگے پڑھتے ہیں...... مثلاً وہ اتنا تو پڑھتے ہیں ''من ذالذی یشفع عندہ'' (کون ہے جو اس کی بارگاہ میں سفارش کرے) اور آگے الا باذنہ (مگر اس کی اجازت سے) نہیں پڑھتے اور وہ یہ تو پڑھتے ہیں: قال لا املك لنفسی نفعا وضرا (آپ فرمائیے میں اپنے لئے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں) لیکن آگے الا ماشاء اللہ (مگر جو اللہ چاہے۔ الاعراف:۱۸۸) نہیں پڑھتے یہ تو بعینہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص ''لا تقربوا الصلوٰۃ'' (نماز کے قریب نہ جاؤ) کی رٹ لگاتا رہے اور آگے ''وانتم سکاری'' (جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو۔ النساء:۴۳) کو نہ پڑھے۔

جائے گی۔ (مناقب زہرہ ص ۲۶۔۲۶۵)

موصوف کی اس ساری تقریر سے ہم کلیۃً اتفاق کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ساری کی ساری تقریر آپ کے خلاف بھی جاتی ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے آپ نے بھی وہی روش اختیار کی ہے جو خارجی حضرات، درجہ بالا حدیث پڑھ کر کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ بھی "لا املك لك شيئا قد بلغتك" تک ہی محدود رہے۔آپ نے بھی "وكلا وعد الله الحسنىٰ" جیسی آیات اور "لاتمس النار مسلما رانی" جیسی احادیث کو مدنظر نہ رکھا ورنہ آپ کے اس منفی رجحان اور بدعقیدگی کی بھی کمر ٹوٹ جاتی۔

اگر تمام صحابہ حساب و کتاب سے مستثنیٰ ہیں تو پھر امہات المومنین کو یضاعف لها العذاب ضعفين کیوں فرمایا گیا۔ (قاری ظہور):

موصوف اس مقام پر بھی ایک اور علمی ٹھوکر کھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اصحاب بدر رضی اللہ عنہم کے علاوہ اگر دوسرے صحابہ بھی یکسر حساب و کتاب سے مستثنیٰ ہوتے تو پھر امہات المومنین کو یضاعف لها العذاب ضعفين اور نؤتها اجرها مرتين (الاحزاب ۳۰:۳۱) آیات کیوں سنائی جاتیں؟" (صلح الامام الحسن ص ۳۲۶)

جواب: یہ قرانی جملہ برسبیل فرض کے ہے اس لئے اس سے استدلال کرنا موصوف کو مفید نہیں ہے:

یہ قرآنی فرمان چونکہ برسبیل فرض کے ہے جس سے استدلالاً سوال قائم کرنا مفید نہیں ہے۔

اس بات کی وضاحت کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے یہ آیات مکمل نقل کر کے ان کی تفسیر نقل کر دی جائے تاکہ ہمارے قارئین بآسانی مقصود تک پہنچ سکیں۔

رب تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ (الاحزاب:۳۰۔۳۱)

"اے نبی کی بیبیو! جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے اس پر اوروں سے دُونا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کو آسان ہے، اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دُونا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔" (ترجمہ کنز الایمان)

ان آیات کا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو یہ بتایا جائے کہ تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو، بلکہ بہت بلند مرتبت اور عظمت نشان ہو۔ اس لئے انہیں ترہیباً فرمایا کہ اگر بالفرض تم میں سے کوئی صریح حیا کے خلاف جرأت کرے گی تو اسے دگنا عذاب ہوگا اور اگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت بجالاتے ہوئے اچھا کام کرے گی تو ڈبل ثواب عطا کیا جائے گا۔

آیت کریمہ میں "من یات منکن بفاحشة مبینة یضاعف لها العذاب ضعفین بر سبیل فرض کے ہے۔ جس کا وقوع قطعی طور پر نہیں ہوا، اس پر تفسیری شواہد ملاحظہ ہوں:

تفسیر صاوی اور تفسیر جمل میں ہے:

هذا على سبيل الفرض والتقدير على حد لئن اشركت يحبطن عملك والأنساء النبي مطهرات مصونات من الفواحش

''یہ آیت کریمہ بر سبیل فرض اور تقدیر کے ہے (اور یہ اس آیت کی طرز پر ہے جس میں رب تعالیٰ نے بظاہر نبی کریم ﷺ کو خطاب فرماتے ہوئے فرمایا ہے) اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا۔ ورنہ نبی کریم ﷺ کی تمام ازواج پاک ہیں اور فواحش سے محفوظ رکھی گئیں ہے۔''

(صاوی ج ۵، ص ۱۶۳۶، جمل ج ۶، ص ۱۶۸)

تفسیر ملا علی قاری میں ہے:

الشرط لايقتضى الوقوع

''یہ شرط وقوع کا تقاضا نہیں کرتی۔'' (تفسیر ملا علی قاری ج ۴، ص ۲۰۲)

تفسیر روح المعانی میں ہے:

وجعل الشرط من قبيل ''لئن اشركت ليحبطن عملك'' من حيث ان ذلك ممكن الوقوع فى اول النظر ولا يقع جزما. فان الانبياء صان الله تعالىٰ زوجاتهم عن ذلك

''اس شرط کو'' لئن اشركت ليحطن عملك '' کے قبیل (یعنی بر سبیل فرض) کے قرار دیا گیا ہے۔ اس حیثیت سے کہ یہ بادی النظر میں ممکن الوقوع ہے اور قطعی طور پر غیر ممکن

الوقوع۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے نبیوں کی بیویوں کو اس سے محفوظ رکھا ہے۔" (ج ۱۱، ص ۷۷۔۲۷۶)

اور یہ آیت کریمہ "ومن یقنت منکن "...... بلا شک و شبہ اور بغیر کسی اختلاف کے ممکن الوقوع ہے۔ اسی لئے مفسرین اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

المراد به الدوام على الطاعة السابقة وبالعمل الصالح العبادات التي يكلفن بها بعد

"اس سے مراد ان کا سابقہ اطاعت پر ہمیشگی اختیار کرنا ہے اور عمل صالح سے مراد وہ عبادات ہیں جن کا بعد میں انہیں مکلف کیا جانا تھا۔" (روح المعانی ج ۱۱، جز ۲۱، ص ۳)

جب یہ ثابت ہو چکا کہ "یضاعف لها العذاب ضعفین" از قبیل فرضیات کے ہے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ ان آیات کو دلیل بنانا درست نہیں گا؟؟

ورنہ اگر کوئی ملحد شخص "لئن اشركت ليحبطن عملك "کو دلیل بناتے ہوئے یہ کہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ معاذاللہ نبی کریم ﷺ سے شرک کا واقع ہونا بھی ممکن ہے۔ بایں وجہ آپ کے اعمال کا اکارت جانا بھی ممکن ہے ورنہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کو کیوں سنائی گئی تو اس کا کیا جواب ہوگا؟؟؟

ثابت ہوا کہ موصوف کا ان آیات سے استدلال درست نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت نے جو واللہ بما تعملون خبیر" کی تفسیر کی ہے وہ غلط، سراسر باطل اور قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ (قاری ظہور):

موصوف اپنے لایعنی خیالات پر بھروسہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کو غلط، سراسر باطل اور کتاب وسنت کے خلاف قرار دیتے ہوئے لکھتا ہیں:

''واللہ بما تعلمون خبیر'' کی صحیح تفسیر

بعض علماء ہند نے جو اس جملہ کی جو تفسیر کی ہے وہ غلط ہی نہیں بلکہ سراسر باطل ہے۔ کیونکہ قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اس جملہ کی صحیح تفسیر کیا ہے؟

بعض علماء ہند نے تو یہ سمجھا کہ اس جملہ میں فقط یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر اس عمل سے باخبر ہے جو تم کرو گے مگر وہ تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا ہے۔ یعنی ان کے نزدیک اس جملہ میں فقط وعدہ کا ذکر ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس آیت میں بعد فتح ایمان لانے والوں کو تسلی دی گئی ہے کہ وہ جو کچھ بھی راہ الٰہی میں خرچ کریں اور جہاد کریں ان کو بھی اجر دیا جائے گا۔ اگرچہ سابقین کے برابر نہیں ہوگا تاہم بھلائی کا وعدہ سب کے ساتھ ہے۔

یہ بات قابل غور ہے کہ اس آیت میں پہلے یا بعد میں ایمان لانے کا ذکر نہیں ہوا فقط پہلے یا بعد خرچ کرنے اور جہاد کرنے کا ذکر ہوا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص قدیم الاسلام تو ہو مگر قدیم الانفاق نہ ہو تو اس کا شمار بعد میں خرچ کرنے اور جہاد کرنے والوں میں ہوگا۔

یہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیت میں ''واللہ بما تعملون خبیر'' فرمانے میں نیت واخلاص کی طرف بھی ایک اشارہ ہے۔ یعنی دیکھا جائے گا کہ کسی قدیم الاسلام شخص نے پہلے خرچ نہیں کیا تھا اب خرچ کرنے لگا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے۔

فی الجملہ یہ بتادیا گیا کہ پہلے یا بعد میں جس کسی نے بھی صدق واخلاص کے ساتھ انفاق اور جہاد کیا اس کا اجر ضائع نہیں ہوگا۔ ہر ایک کے ساتھ زمانی عسر ویسر اور اس کے اخلاص کے مطابق بھلائی کا وعدہ ہے۔ اب یہاں اس وضاحت کی ضرورت تو نہیں ہے کہ پہلے یا بعد جو کوئی بھی خلوص سے عاری ہو کر انفاق اور جہاد کرے تو اس کے لئے کسی قسم کے اجر اور بھلائی کا وعدہ نہیں ہونا، سو آیت کے

اس جملہ میں لفظ "خبیر" تین چیزوں کو مدنظر رکھے جانے کا ذکر ہے۔

۱۔ اخلاص و نیت

۲۔ حال و استقبال پر بھلائی کا وعدہ

۳۔ اور حال و استقبال میں برے اعمال پر وعید

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس آیت کو مستقبل کے ساتھ مقید اور فقط وعدہ کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔ خواہ مستقبل میں کوئی صحابی جس قدر بھی برے عمل کرتا رہا اس کے ساتھ بھلائی کا وعدہ ہو گیا، یہ قرآن مجید کی دوسری آیات اور سینکڑوں احادیث نبویہ کے خلاف ہے۔ حق بات یہ ہے کہ آیت میں فقط وعدہ کا نہیں بلکہ وعدہ اور وعید دونوں کا ذکر ہے، چنانچہ علامہ ابن عطیہ اور علامہ ابو حیان اندلسی لکھتے ہیں:

> واللہ بما تعملون خبیر قول فیہ وعد و وعید
>
> اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے بخوبی خبردار ہے۔ اس قول میں وعدہ اور وعید دونوں ہیں۔"

(المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز ج۸، ص ۲۲۴، البحر المحیط ج۸، ص ۲۱۹)

پھر اسی سے ملتی جلتی عبارات تفسیر روح المعانی اور فی رحاب التفسیر سے نقل کر کے لکھا:

> "اس جملہ کی تفسیر میں اس امام نے تو کمال ہی کر دیا ہے جن کی نسبت سے ہم سنی، حنفی کے ساتھ ساتھ ماتریدی بھی کہلاتے ہیں، یعنی امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی حنفی متوفی ۳۳۳ھ، وہ فرماتے ہیں:
>
> یرغب فیہ و یرغب عنہ
>
> "ارشاد الٰہی" واللہ بما تعملون خبیر " میں ترغیب اور ترہیب دونوں ہیں، پسندیدہ اعمال کی ترغیب اور ناپسندیدہ

اعمال سے ترہیب (وارننگ) کا ذکر ہے۔"

(تاویلات اہل السنۃ لابی منصور الماتریدی ج ۵، ص ۴۳)

جب اس آیت میں وعدہ وعید اور ترغیب و ترہیب دونوں مذکور ہیں اور جزا وسزا کا معاملہ بھی اسی کے مطابق ہوگا تو پھر کسی عالم دین کے لکھ دینے سے وہ ذات جل جلالہ اپنا قانون تو تبدیل نہیں کرے گی۔ جس نے یہاں تک فرمایا:

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ

"تو جو ایک ذرا بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرا بھر برائی کرے گا اسے دیکھے گا۔" (الزلزال ۷۔۸)

سو اس وقت تک جن لوگوں نے صلح حدیبیہ سے قبل اور بعد یا فتح مکہ سے قبل ہی اور بعد نفاق اور جہاد کیا یا بعد میں جو لوگ نفاق و جہاد کرتے رہیں گے اللہ عزوجل جس طرح ان کے ساتھ کیے ہوئے اجر کے وعدہ کو پورا فرمائے اسی طرح وہ ذرا ذرا کے حساب کی وعید کو بھی پورا فرمائے گا۔ (صلح الامام الحسن ص ۳۳۴ تا ۳۳۷)

جواب نمبر ۱:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر غلط و باطل نہیں ہے بلکہ موصوف ہی بغض صحابہ وسلف صالحین میں حد سے گزر چکے ہیں:

ہماری گزشتہ صفحات پہ نقل کی گئی تحقیق کی روشنی میں ہر غیر جانبدار شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر غلط نہیں ہے بلکہ موصوف خود ہی بغض صحابہ اور عناد اسلاف میں اس طرح حد سے گزر چکے ہیں کہ عظمت صحابہ بیان کرنے والا ہر ایک شخص انہیں زہر دکھائی دیتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کے صحیح اور ماخوذ از تفاسیر معتبرہ ہونے پر ہم

پیچھے سیر حاصل گفتگو کر چکے ہیں۔ اس کا فیصلہ ہم اپنے قارئین پہ چھوڑتے ہیں کہ وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر اور موصوف قاری کی یا وہ گوئیوں کا تقابل کرتے ہوئے بتائیں کہ تفسیر رضوی درست ہے یا موصوف کا باطل نظریہ؟؟

لہٰذا ہم موصوف اور اس کی ساری پارٹی سے بار دیگر یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ کسی بھی معتبر مفسر کا کوئی ایک ایسا مستند قول پیش کریں جس میں زیر بحث آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کسی ایک صحابی کا بھی ''وکلا وعد اللہ الحسنیٰ'' سے استثناء کیا گیا ہو، یا تمہاری طرح اس کو جنتی ماننے سے انکار کیا گیا ہو۔

جواب نمبر ۲:

موصوف کی پیش کی گئی تفسیری شہادتیں بھی ان کے مؤقف کی تائید نہیں کرتیں:

قارئین کرام!

اگر آپ غور فرمائیں تو موصوف کی اس ساری عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ آیت میں وعدہ اور وعید دونوں ہیں اس لئے جس صحابی نے اچھا عمل کیا اس سے بھلائی کا وعدہ ہے اور جس نے برا عمل کیا اس پر اسے سزا کی وعید سنائی گئی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہم اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ اس آیت میں وعدہ و وعید کا قول کرنا بھی درست ہے لیکن یہ بات بھی پکی ہے کہ بے شمار مفسرین ایسے ہیں جنہوں نے یہاں ابن عطیہ، اندلسی اور امام ماتریدی کی طرح باقاعدہ وعدہ وعید کی وضاحت نہیں کی تو کیا ان سب کی تفاسیر غلط و باطل قرار پاتی ہیں؟

اگر نہیں تو کیوں؟ اگر ''ہاں تو وجہ؟

دوسری بات یہ ہے کہ جس خدا کے ہاتھ میں وعدہ و وعید اور جزاء سزا کا معاملہ ہے اسی نے تو تمام صحابہ کے جنتی ہونے کا خود اعلان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''وکلا وعد اللہ الحسنیٰ''